Respected Urdu Lover,

Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴾1﴿ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴾2﴿ یہ ناول اپنے پچاس **(50)** دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴾2﴿ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

تین سنکی

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

وہ خلا میں گھورتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کھلی آنکھوں سے کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔ ایک فیلڈ ورکر زور سے کھنکھارا تھا۔ لیکن لیزا اس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوئی۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔ نکولس اور جیری کی نظریں بار بار ملتیں اور وہ کبھی عمران کی طرف دیکھنے لگتے اور کبھی لیزا کی طرف۔

لیزا کا ذہن خود اس کی گرفت سے اس حد تک نکل گیا تھا کہ وہ اپنے کسی خیال کا رخ بالا ارادہ کسی دوسری طرف نہیں موڑ سکتی تھی۔ اسے ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے بحالت بیداری خواب دیکھ رہی ہو۔ اور یہ خواب اس کے ماضی سے متعلق تھا۔ اس نے دیکھا کہ جیسے وہ ایک ننھی سی بچی کے روپ میں کاندھے پر بستہ ٹھکائے اسکول کی طرف جا رہی ہے ساتھ ہی سوچتی بھی جا رہی ہے کہ آج تو لنچ میں ہمبرگر ملیں گے۔ اور قیمے کی ٹکیہ پر لیموں نچوڑے بغیر اپنا ہمبرگر نہیں کھائے گی۔

پھر اس نے دیکھا کہ وہ اپنے مکان کے سامنے والے میدان میں دوڑ لگا رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کی ہم عمر لڑکیاں بھی ہیں۔

یکا یک اس نے اپنے باپ کی لاش دیکھی۔ مڑی تڑی اور ناقابل شناخت لاش۔۔۔۔ ایک تیز رفتار ٹرک اسے کچلتا ہوا گزر گیا تھا۔ وہ اپنی ماں کی چیخیں سن رہی تھی۔ اس کی ماں کا وہ دوست نظر آیا جو خود لیزا پر بھی نظر رکھتا تھا۔ لیزا جو اب جوان ہو رہی تھی۔ طب کی طالبہ تھی۔ ہوسٹل کی زندگی نظروں میں پھر گئی۔

ماں کا دوست اس کی کفالت کر رہا تھا۔ لیکن لیزا پسند نہ کرنے کے باوجود بھی اس پر مجبور تھی۔ اپنا مستقبل بنانا چاہتی تھی۔

وہ اب ماں سے زیادہ خود اس کا دوست تھا۔ ماں اس سے لاعلم تھی وہ شادی شدہ اور بال بچے دار تھا۔ ایک لڑکی تو خود لیزا ہی کی ہم عمر تھی۔

زندگی کا وہ دور بھی نظروں کے سامنے سے گزر گیا۔

اب وہ خود کو ایک بہت بڑے ہسپتال میں دیکھ رہی تھی۔

لیزا۔۔۔۔ دفعتاً کسی نے اونچی آواز میں اسے مخاطب کیا۔ وہ چونک پڑی۔ خوابوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ چاروں طرف کالے جانور کھڑے نظر آئے۔ آلاو کی سرخی مائل روشنی میں بڑے ڈراونے لگ رہے تھے۔

لیزا۔۔۔۔ سامنے والے جانور نے اسے پھر آواز دی۔

میں سن رہی ہوں۔ وہ مردہ سی آواز میں بولی۔

ہیڈ کوارٹر سے آنے والے پیغامات کو کس طرح ڈی کوڈ کرتی ہو؟۔ جانور نے سوال کیا۔

الفا کی جگہ بٹیا۔۔۔۔۔۔۔ بٹیا کی جگہ الفا۔ گاما کی جگہ ڈیلٹا۔۔۔۔۔ ڈیلٹا کی جگہ گاما۔

بس بس۔۔۔۔۔ جانور ہاتھ اٹھا کر بولا۔ سمجھ گیا۔۔۔۔۔۔ سلیکیز۔

وہ خالی خالی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

جانور نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ پیر کھول دیئے اور اس سے اٹھنے کو کہا اس نے چپ چاپ تعمیل کی تھی۔

اس کی تو شخصیت ہی بدل کر رہ گئی؟۔ نکولس نے آہستہ سے جیری کے کان میں کہا تھا۔

جیری سر ہلا کر پرتشویش نظروں سے لیزا کی طرف دیکھتا رہا۔

میرے ساتھ آو۔ جانور نے لیزا کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ اس کے ساتھ اس طرح چلی جا رہی تھی جیسے دونوں سالہا سال سے ایک دوسرے کے شناسا ہوں۔ وہ اسے باہر لایا اور ایک جگہ رک گیا۔ یہاں اتنا اندھیرا تھا کہ وہ ایک دوسری کی شکل نہیں دیکھ سکتے تھے۔

کیا تم انہیں دوبارہ آدمی بنا سکو گی؟۔ جانور نے پوچھا۔

نہیں، میں صرف جانور بنا سکتی ہوں۔

کیا یہ دوبارہ آدمی نہیں بن سکیں گے؟۔

میرا خیال ہے کہ بن سکیں گے۔

کہاں بن سکیں گے۔۔۔۔۔ کیسے بن سکیں گے؟۔

یہ میں نہیں جانتی۔

پھر کس بنا پر کہہ سکتی ہو کہ یہ دوبارہ آدمی بن سکیں گے؟۔

اس نے میرے بیٹے کو جانور بنا دیا تھا۔ پھر آدمی بنایا۔ اور پھر جانور بنایا۔

لیزا نے کہا اور اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ارے۔۔۔۔۔ ارے جانور نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

وہ جلد ہی خاموش ہو گئی تھی۔

تو تم ان کے لیے کام کرتی ہو۔ پھر تمہارے بیٹے کو کیسے جانور بنا دیا گیا؟۔ عمران نے کہا۔

یہی کر کے تو انہوں نے مجھے اپنے کام کرنے پر مجبور کیا تھا۔ مرد بڑے ظالم ہوتے ہیں۔۔۔۔ ذلیل کہیں کے۔

تمہارا بیٹا بھی تو مرد ہے؟۔

وہ میرا بیٹا ہے۔

ذرا دیر کو چپ ہوئی تھی۔ پھر رو پڑی۔

عمران خاموش کھڑا اندھیرے میں گھورتا رہا۔ آہستہ آہستہ وہ پھر پرسکون ہوتی جا رہی تھی۔

اگر انہوں نے تمہارے بیٹے کو جانور بنا دیا تھا تو تم نے قانون کی مدد کیوں نہیں حاصل کی ان کے خلاف؟۔

میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی۔ لیکن مجھ سے کھڑا نہیں رہا جا سکتا۔ لیٹ کر بات کر سکوں گی۔ تم پادری تھے۔ کسی قدر رحم دل تو ہونا ہی چاہئے تمہیں۔

اچھی بات ہے۔۔۔ چلو۔

اب کہاں چلوں۔ مجھ میں تو ملنے کی بھی سکت نہیں ہے۔

میں تمہیں وہیں لے چلوں گا۔ جہاں تم نے ہیلی کاپٹر لینڈ کیا تھا۔ عمران نے کہا اور جھک کر اسے کاندھے پر اٹھا لیا۔

بس تم اسی طرح خاموش میرے کاندھے پر پڑی رہو گی۔ میرا گلا گھونٹنے کی کوشش نہیں کرو گی۔ عمران نے کہا۔

بہت اچھا۔ لیزا بولی تھی۔

راستے میں کئی جگہ اسے ٹارچ روشن کرنی پڑی تھی۔ اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کے قریب جا پہنچے تھے۔

اندر ہی بیٹھ کر گفتگو کریں گے۔ عمران نے کہا۔

جیسی تمہاری مرضی۔

ہیلی کاپٹر کے اندر وہ اپنے پیروں ہی سے چل کر داخل ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے پھر اس کے ذہن کو موضوع گفتگو کی طرف کی کوشش کی۔

کیا بتاؤں۔۔۔۔۔ کہاں تک بتاؤں؟۔

تم ان لوگوں کے ہاتھ کیسے لگی تھیں؟۔

میرا شوہر ان کے لیے کام کرتا تھا۔ میں یہی سمجھتی تھی کہ وہ ایک پرائیویٹ ہسپتال ہے۔

ڈاکٹر برنارڈ اس کا انچارج تھا۔ میرا شوہر بھی ڈاکٹر تھا اور اس کی ماتحتی میں کام کرتا تھا۔ میں نے اسے مار ڈالا۔

شوہر کو؟۔ عمران چونک کر بولا۔

ہاں اس نے مجھ سے بے وفائی کی تھی۔ ایک نرس سے الجھ گیا تھا۔ میں اپنی ماں کی طرح بزدل نہیں تھی کہ خودکشی کر لیتی۔

ہائیں، تو کیا تمہاری ماں نے خودکشی کر لی تھی؟۔

ہاں۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔ ہاں وہ کسی ننھی بچی کے سے انداز میں جھنجھلا کر بولی۔ شاید یہ بھی عمران کے دیئے ہوئے انجکشن کا اثر تھا کہ وہ نہ صرف اس کے احکامات کی تعمیل کر رہی تھی بلکہ خود اس کی شخصیت پر چڑھے ہوئے سارے غلاف بھی اتر گئے تھے۔

تمہاری ماں نے کیوں خودکشی کی تھی؟۔ عمران نے سوال کیا۔

کیوں کہ اس کے محبوب نے مجھے محبوبہ بنایا تھا۔

ارے تو کیا باپ نہیں تھا؟۔

تھا۔۔۔۔ میں بہت چھوٹی تھی جب ایک حادثے کا شکار ہو کر مر گیا تھا۔ میری ماں کے ایک دوست نے بڑا سہارا دیا۔ بہت مالدار آدمی تھا۔ میرے تعلیم کے اخراجات اٹھائے۔ میری ماں بھی ایک میڈیکل اسٹور میں ملازمت کر کے تھوڑا بہت کما لیتی تھی۔ لیکن یہ اتنا نہیں ہوتا تھا کہ آسائش کی زندگی بسر ہو سکتی۔ میں طب کی تعلیم حاصل کرنا چاہتی تھی۔ بہرحال ماں

کے اس دوست نے اپنی شفقتوں کے جال میں مجھے جکڑ لیا۔ ماں کو علم ہوا تو اس نے خودکشی کر لی۔ اس کا دوست ڈر کے مارے مجھے چھوڑ بھاگا۔ میں بڑی دشواری میں پڑ گئی تھی۔ نادانی اور ناتجربہ کاری کا ثمر ملنے والا تھا۔ ایک ڈاکٹر نے مشکل آسان کر دی۔ اور وہ مجھ سے اتنا متاثر ہوا تھا کہ بات شادی تک جا پہنچی تھی۔

لیزا خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔

اور پھر تم نے اسے مار ڈالا؟۔ عمران نے کہا۔

کیوں نہ مار ڈالتی۔ وہ چونک کر بولی۔ میں اسے فرشتہ سمجھتی تھی۔ اس پر ایمان لے آئی تھی اور پھر اس وقت اپنی عمر کی ان منزلوں سے نکل آئی تھی۔ جب ناکامی بھی بڑی رومینٹک لگتی ہے۔ دکھوں میں بھی لذت ملتی ہے۔ وہ حقیقت پسندی کی عمر تھی۔

میں سمجھ گیا۔۔۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔

تمہیں سمجھنا ہی چاہئے پادری۔ کیوں کہ تم بندوں تک خدا کا پیغام پہنچاتے ہو۔

میں اس قسم کا پادری نہیں ہوں۔

سبھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔ سبھی مرد ہیں۔۔۔۔ باسٹرڈ۔

ہاں تو تم نے اسے مار ڈالا؟۔

اور ٹھیک اسی وقت وہاں ڈاکٹر برنارڈ بھی پہنچ گیا۔ لیکن مجھے پولیس کے حوالے کرنے کے بجائے اس نے میرے شوہر کی موت کو ایک اتفاقی موت بنا دیا۔ خدا غارت کرے اسے، کاش میں نے خود ہی قانون کے محافظوں تک پہنچ کر اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہوتا۔

اوہ، شاید بعد میں اس نے تمہیں بلیک میل کرنے کی کوشش کی ہوگی؟۔

ٹھیک سمجھے۔ اسی کے حوالے سے اس نے مجھے اپنے غیر انسانی کاموں میں شریک کرنا چاہا۔۔۔۔۔ میں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ وہ بخوشی پولیس کے حوالے کر دے میں اپنے جرم سے انکار نہ کروں گی۔ دراصل میں نے اپنے شوہر کو فوری اشتعال کے تحت قتل کیا تھا۔ بعد میں پچھتائی تھی۔ اس حد تک کہ اپنے لیے سزا موت کو جائز سمجھنے لگی تھی۔ تب ایک دن اس نے میرے بچے کو جانور بنا دیا۔ تم بتاؤ پھر میں کیا کرتی۔ ایسی صورت میں جب یہ یقین آ گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر برنارڈ ہی کا شکار ہوا ہے۔ کسی انوکھی بیماری نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ڈاکٹر اسے ایک بار پھر آدمی کی شکل میں لایا تھا۔ اور دوبارہ جانور بنا دیا تھا۔ اب وہ کہتا ہے کہ ایک معینہ مدت کے بعد وہ اسے پھر آدمی بنا دے گا۔ یہ معینہ مدت اتنی ہی ہے جتنے دنوں مجھے ڈاکٹر برنارڈ کے لیے کام کرنا ہے۔

یہاں شکرال میں اس حرکت کا کیا مقصد ہے؟۔

میں نہیں جانتی، مجھ سے جو کچھ کہا گیا ہے کہ رہی ہوں۔

مجھے ایسی کئی زبانیں سکھائی گئی ہیں۔

مثلاً؟۔

افریقہ کی کئی زبانیں۔

اس کے باوجود بھی تم نہیں جانتیں کہ ہیڈکوارٹر کہاں ہے؟۔

نہیں۔ میں نہیں جانتی۔

ڈاکٹر برنارڈ کا اسپتال کہاں ہے؟۔

یونان کے شہر ایتھنز میں۔

کیا وہ یونانی ہے؟۔

نہیں، جرمن ہے۔

ہیلی کاپٹر رسد کہاں سے لاتا ہے؟۔

یہ بھی مجھے نہیں معلوم۔

تم براہ راست یونان سے آئی ہو؟۔

نہیں، دو سال ترکی میں رہی ہوں۔ ادویات کے تحقیقاتی ادارے سے منسلک تھی۔

اس کا دفتر کس شہر میں ہے؟۔

استنبول میں۔

پہاڑ کی عمارت کا سارا عملہ وہیں کے توسط سے آیا ہوگا۔

ہاں۔۔۔۔ وہ لوگ پہلے وہیں پہنچے تھے۔ کچھ دن وہاں کام کیا تھا۔ پھر ادھر منتقل کر دیئے تھے۔

ان جانوروں کے بارے میں کیا احکامات ہیں؟۔

ان سبھوں کو ہیڈکوارٹر پہنچایا جائے گا۔

کس طرح؟۔

یہ ابھی تک نہیں معلوم ہو سکا۔

وہ ہیلی کاپٹر جو رسد لاتا ہے۔ اس میں کتنی گنجائش موجود ہے؟۔

پانچ آدمی سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتے۔

کیا وہ لمبی پروازوں میں استعمال ہو سکتا ہے؟۔

نہیں، اس قسم کا بھی نہیں ہے۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جہاں سے رسد اٹھاتا ہے زیادہ دور کی جگہ نہیں معلوم ہوتی۔

خدا جانے۔۔۔۔ اب بس کرو۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔

ذرا دیر اور جاگتی رہو۔ پھر میں تمہیں نہیں چھیڑوں گا۔ اب مجھے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں بتاؤ۔ کیوں کہ یہ معمولی ساخت کا نہیں ہے۔ اور نکولس نے وہاں کسی ہیلی کاپٹر کی موجودگی کا ذکر نہیں کیا تھا۔

میرے علاوہ اور کسی کو علم نہیں ہے۔

مجھے اس کے استعمال کا طریقہ بتاؤ؟۔

لیزا نے اس حکم کی تعمیل کی تھی۔ اسے اس کے استعمال کا طریقہ سمجھانے لگی تھی۔

حیرت انگیز۔ عمران سب کچھ سن لینے کے بعد بولا۔ تو گویا، اگر ہم یہاں سے پرواز کریں

تو اس عمارت کی چھت پر اتارنا پڑے گا؟۔

ہاں۔ وہیں اتارنا پڑے گا۔ لیکن میں نہیں جانتی کہ اسے دوبارہ کس طرح لانچنگ پیڈ پر لے جایا جا سکے گا۔

تم اس کی پرواہ مت کرو۔

مجھے سو جانے دو۔

اس سے پہلے نہیں کہ تم مجھے اس عمارت کے اندر پہنچنے کے راستوں سے بھی آگاہ کر دو۔

وہ اسے بتانے لگی کہ کس طرح ہیلی کاپٹر لینڈ کر دینے کے بعد لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچ سکے گا۔

اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد عمران نے اس راستے سے متعلق استفسار کیا تھا جو خود اس کی دریافت تھی۔

لیکن وہ پوری طرح بتانے سے پہلے ہی گہری نیند سو گئی۔ ہو سکتا ہے غشی ہی کی سی کیفیت رہی ہو۔ کیونکہ جب عمران نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا تھا تو اس کی آنکھیں نہیں کھلی تھیں۔

☆

کئی گھنٹے گزر گئے۔ لیکن لیزا کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ سرینا نے اس کی ہدایت کے مطابق بے خوابی کی دوا کھائی تھی اور لفٹ کے دروازے کے قریب آرام کرسی ڈال کر بیٹھ گئی تھی۔

جس نے بھی اسے اس طرح بیٹھے دیکھا تھا حیرت ظاہر کرنے کے ساتھ ہی اس سے متعلق استفسار کیا تھا۔

مادام کا حکم ہے۔ سرینا کا جواب ہوتا۔ کسی کا انتظار کر رہی ہوں۔

رات گزری۔ صبح ہو گئی۔ وہ جوں کی توں بیٹھی رہی۔ لیکن بے خوابی کی دوا نے ذہن کو اس قابل نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اتنی دیر ہو جانے پر تشویش ہی کر سکتی۔ بس بیٹھی ہوئی تھی۔ کسی ایسی مشین کی طرح جو بالا رادہ حرکت کر رہی ہو اور بس۔ نہ احساسات میں سرعت رہی تھی۔ اور نہ ذہن کسی الجھاوے ہی کو قبول کرنے پر تیار تھا۔

آٹھ بجے کے قریب ریڈیو آپریٹر روبن ادھر آ نکلا تھا۔

ارے تم ابھی یہیں بیٹھی ہو؟۔ اس نے حیرت سے کہا۔

ہاں۔ اس نے لاتعلقی سے جواب دیا تھا اور دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔

کیا وہ ابھی تک نہیں آیا جس کا انتظار تھا؟۔

نہیں۔ سرینا نے سوئچ بورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک اسی وقت مطلوبہ روشنی نظر آئی تھی اور وہ اٹھ کر سوئچ بورڈ کی طرف جھپٹی تھی۔

پش سوئچ پر انگلی رکھے کھڑی رہی۔ حتی کہ لفٹ کا دروازہ کھلا اور پھر دونوں ہی بوکھلا کر

پیچھے ہٹ گئے تھے کیوں کہ لیزا کے ساتھ ایک عجیب الخلقت اجنبی نظر آیا تھا۔ خوف ناک آنکھوں کے نیچے پھولی ہوئی بدوضع سی ناک تھی۔ اور مونچھیں نچلے ہونٹ کی تہہ تک سائبان کی طرح چھائی ہوئی تھیں۔

وہ لیزا کو سہارا دیئے ہوئے لفٹ سے باہر آیا تھا۔

روبن اور سرینا دم بخود کھڑے رہے۔

یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ مسٹر نوبل اوڈھمپ ہے۔ ہیڈ کوارٹر سے آئے ہیں۔

لیزا نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ کمزور آواز میں کہا۔ یہ سرینا ہے میری اسسٹنٹ اور یہ روبن ریڈیو آفیسر۔

ہاؤڈو یوڈو؟۔ ڈھمپ غرایا۔

دونوں نے کچھ بڑبڑا کر سروں کو جنبش دی تھی۔ اور لیزا اجنبی کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

دونوں آہستہ آہستہ ان کے پیچھے چلے۔

خوفناک۔ سرینا دھیرے سے بولی۔

لیکن تم نے تو کہا تھا کہ مادام اپنی خواب گاہ میں ہیں؟۔

مجھے وہاں ٹھہرنے کا حکم دے کر وہ اپنی خواب گاہ میں گئی تھیں۔ اتنی پراسرار صورت آج تک میری نظر سے نہیں گزری۔

پتہ نہیں بے چارے فیلڈ ورکرز کا کیا ہوا؟۔

خدا ہی جانے۔

دوسری طرف لیزا اجنبی کو سیدھی اپنی خواب گاہ میں لیتی چلی گئی تھی۔

میں بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔ مسٹر ڈھمپ۔ وہ بڑبڑائی۔

صرف ڈھمپ، تکلفات سے مجھے نفرت ہے۔ تمہیں صرف گوردو کہوں گا۔

لیزا آگے بڑھ کر بستر پر ڈھیر ہوئی بولی۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ اس لیے میرا لیٹنا تمہیں برا نہیں لگے گا؟۔

ہرگز نہیں۔ تم آرام کرو۔ میں یہاں بیٹھ جاؤں گا۔

ڈھمپ نے سامنے والی کرسیوں کی طرف رخ کیا تو لیزا اسے عجیب نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔ جب وہ بیٹھ جانے کے بعد اس کی طرف متوجہ ہوا تو بولی۔ میں کچھ عجیب سا محسوس کر رہی ہوں۔

غیر معمولی حالات میں احساسات بھی معمولات سے مختلف ہوتے ہیں۔

میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا؟۔

یہی میری طرف سے بھی سمجھ لو۔

ہیڈ کوارٹر کو میری ناکامی کا علم کیونکر ہوا؟۔

ہیڈ کوارٹر کو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم کہ یہاں راکٹ پلین استعمال کیا گیا ہے۔

میں نہیں جانتی تھی کہ اسے آپریٹ کرنے سے ہیڈ کوارٹر میں اطلاع ہو جائے گی۔

سبھی ہر راز سے واقف نہیں ہے۔ میں تمہاری کہانی کا منتظر ہوں گوردو۔ آ خر راکٹ پلین کو استعمال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟۔

اس بار سفید مادہ شہباز کو دیکھ کر چیخنے لگی تھی۔ تم کیوں پلٹ آئے۔ جہنم میں جاو۔ درندے کہیں کے۔ تم سے مطلب تم کون ہوتے ہو۔ جاو۔ چلے جاو۔

شہباز خاموشی سے سنتا رہا۔ کرتا بھی کیا۔ کچھ پلے نہیں پڑ رہا تھا۔

آ خر وہ شارق کو گھونسہ دکھا کر بولا۔ یہ سب کچھ تیری وجہ سے ہو رہا ہے۔

میری وجہ سے کیوں؟ نہ سردارنی میری بات سمجھ سکتی ہیں اور نہ میں ان کی بات سمجھ سکتا ہوں۔

اب بیٹھ بھی جا گھوڑے پر ورنہ سچ مچ جان سے ماردوں گا۔ شہباز نے کہا اور گھوڑا موڑ کر نکلا چلا گیا۔ اس کے ساتھ بیٹھا ہوا فیلڈ ورکر گم صم تھا۔

شارق کو بہرحال گھوڑے پر بیٹھنا پڑا اور سفید مادہ نے مضبوطی سے اس کی کمر تھام لی۔

☆

ہیلی کاپٹر میں پہنچ کر عمران نے کھال اتار دی۔ اور پھر ڈھمپ کے میک اپ میں آ گیا۔ لولیتا کو ہدایات دے کر لفٹ کے پاس بٹھا کر آیا تھا۔ اسی طرح جیسے لیزا نے سرینا کو بٹھایا تھا۔ لیزا کی قوت ارادی قطعی طور پر ختم ہو چکی تھی کیونکہ وہ معینہ مدت کے اختتام سے پہلے ہی اسے شراب میں خواب آور دوا دے کر غافل کرتا تھا اور قوت ارادی پر اثر انداز ہونے والا انجکشن دیتا تھا وہ پوری طرح اس کے قابو میں تھی۔ جو کہتا تھا وہی کرتی تھی فی الحال اس نے اسے آرام کرنے کا مشورہ دیا تھا اور یہ بات ذہن نشین کرادی تھی کہ وہ خود اس کی قائم مقامی کر رہا ہے اور ہیڈ کوارٹر کو بھی اس کی اطلاع دے چکا ہے۔

ہیلی کاپٹر روز روشن میں پہاڑ کی طرف پرواز کر رہا تھا اور عمران پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ جب تک چاہے گا۔ اسی طرح من مانی کرتا رہے گا۔ کیوں کہ ہیڈ کوارٹر سے رابطے کا واحد ذریعے فی الحال وہ خود ہی ہے۔

ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ لفٹ کے دروازے پر رکا تھا اور دیوار سے لگے ہوئے سوئچ بورڈ کے ایک پش بٹن پر انگلی رکھ دی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ اوپر آئی۔ دروازہ کھلا اور وہ لفٹ میں داخل ہو گیا۔

لولیتا نے بڑے ادب سے اس کا استقبال کیا تھا۔

تم یہاں بور تو نہیں ہوئیں؟۔

نہیں جناب، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

لیزا کی علالت کی وجہ سے مجھے تشویش ہے۔

لیکن اس کے ماتحت تو بہت خوش ہیں؟۔

یہ اچھی علامت نہیں ہے۔ خیر۔۔۔۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں۔

کیا وہ حق بجانب نہیں ہیں جناب؟۔

حالات کے تحت تو حق بجانب ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ویسے میں نے محسوس کیا ہے کہ لیزا زیادہ ذہین عورت نہیں ہے۔ اس سے کہیں زیادہ تم ذہین ہو۔

شکریہ جناب۔

کچھ دیر بعد وہ سب یہیں ہوں گے۔

کون جناب؟۔ لولیتا چونک کر بولی۔

ہمارے سب آدمی۔ اور وہ سارے جانور۔

وہ کس طرح جناب، آپ تو تنہا گئے تھے؟۔

تم ابھی دیکھ لوگی۔۔۔۔ خیر۔۔۔ اب سرینا کو یہاں میرے پاس بھیج دو اور آپریشن روم میں میرا انتظار کرو۔

بہت بہتر جناب۔

وہ چلی گئی اور عمران وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد سرینا وہاں پہنچی تھی۔

کاشن۔ عمران ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔

یس سر۔

پوائینٹ نمبر پانچ والی سرنگ میں جاو اور دوسری طرف سے سرنگ میں داخل ہونے کا راستہ بند کردو۔

بہت بہتر جناب۔

آپریشن روم میں تمہارا منتظر رہوں گا۔

اوکے سر۔

پھر عمران آپریشن روم کی طرف چل پڑا۔ روبن اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔

لولیتا ڈھمپ کی منتظر تھی۔ روبن اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

بیٹھو۔۔۔ بیٹھو۔ وہ ہاتھ اٹھا کر نرم لہجے میں بولا تھا۔

کیا میں آپ کے لیے کافی لاوں جناب؟۔ لولیتا نے جھک کر پوچھا۔

شکریہ ماموزئیل، تم چہرے پڑھ سکتی ہو۔ ہاں میں شدت سے ایک کپ کافی کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔ ہاٹ اینڈ بلیک۔

ابھی پیش کرتی ہوں۔

وہ آپریشن روم سے چلی گئی۔ عمران نے روبن سے کہا۔ ذرا وہ اسکرین روشن کردو۔ جس کا تعلق عمارت میں داخلے کے راستے سے ہے۔

بہت بہتر جناب۔

اسکرین روشن ہوئی۔ جنگل نظر آیا۔ لیکن فاصلے کے ساتھ پیش منظر میں پہاڑ کے سامنے پھیلا ہوا میدان تھا۔

اسے روشن رکھو۔

بہت بہتر۔

وہ عمارت پر دھاوا بولنے والے ہیں۔

کون جناب؟۔ روبن چونک پڑا۔

تمہارے فیلڈ ورکر اور سب جانور۔۔۔۔ بعد میں جانے والے چاروں فیلڈ ورکرز کو مادام گوردو نے راستے سے آگاہ کر دیا تھا۔

مجھے حیرت ہے۔ روبن بڑبڑایا۔

کس بات پر؟۔

کہ وہ ہم پر حملہ کرنے آ رہے ہیں؟۔

قیادت سے بددلی ایسی ہی گل کھلاتی ہے۔ عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

لیکن فیلڈ ورکرز تو مادام کی آنکھوں کے تارے تھے؟۔

عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ آنکھوں کے تارے ہی ایسے حالات میں پیش پیش رہتے ہیں۔

تو کیا ان پر فائرنگ کی جائیے؟۔

نہیں جال میں پھانسے جائیں گے۔ جانور ہیڈکوارٹر کے لیے ہیں۔ انہیں معمولی سا زخمی بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

کیسے کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے؟۔ روبن نے ٹھنڈی سانس لی۔

عورت کی قیادت ہمیشہ حالات کو بگاڑتی ہے۔ محض اس لیے کہ وہ جذباتیت کو بھی تعقل سمجھنے لگتی ہے۔ ہوائی قلعوں کو تفکر سمجھتی ہے۔ لہذا ضد اس کی منطق ٹھہرے گی۔

آپ بڑی سچی باتیں کر رہے ہیں جناب۔

ذمہ دار افراد کو برف ہونا چاہیئے۔

دروازہ کھلا تھا اور لولیتا کافی کی ٹرے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے سرینا دکھائی دی۔

حکم کی تعمیل ہوگئی جناب۔ اس نے کہا۔

شکریہ سرینا، بیٹھ جاو۔

وہ بھی اسکرین کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔

لولیتا نے عمران کے لیے کافی بنائی اور پیش کرتی ہوئی بولی۔ مادام گوردو سو رہی ہیں۔

وہ بیمار ہے اسے آرام کرنا چاہیئے۔ عمران نے کہا۔

سرینا اسکرین سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔ عمران نے اس سے کہا پچیس قیدیوں کی خوراک کا انتظام تمہارے ذمے کر رہا ہوں۔ ماموزئیل سرینا۔

سرینا خاموشی سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔

نکولس سمیت چودہ جانور ہیں اور دس تمہارے فیلڈ ورکرز۔ لڑکیاں تو مہمان رہیں گی۔

انہیں میں خود دیکھوں گا۔

میں بالکل نہیں سمجھی جناب؟۔

ہاں جیری کو تو بھول ہی گیا تھا۔۔۔۔ وہ بھی قیدی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہ سب مل کر ہم پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔

فیلڈ ورکرز بھی؟۔ سرینا کے لہجے میں حیرت تھی۔

ہاں۔۔۔۔ گوردو کے رویئے نے انہیں بغاوت پر آمادہ کر دیا ہے۔

کمال ہے۔۔۔۔۔ مادام تو بہت مہربان ہیں۔

وفادار ماتحت ہو سرینا۔۔۔۔ اس لیے تم بھی قابل قدر ہو۔

سرینا نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ لولیتا اس کی طرف دیکھ کے طنزیہ انداز میں مسکرائی تھی۔ اور پھر اسکرین کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

عمران کافی پیتا رہا۔ سب خاموش تھے۔ کافی کا پیالہ خالہ کر کے عمران اٹھتا ہوا بولا۔ میرا خیال ہے کہ انہیں دیر لگے گی۔ جب تک میں گوردو کی مزاج پرسی کر لوں۔ تم لوگ یہیں ٹھہرو۔

وہ باہر نکلا تھا۔ اور لیزا کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔ وہ بستر ہی پر نظر آئی۔ آنکھیں بند کئے پڑی تھی۔ آواز دینے پر پلکیں اٹھائی تھیں۔ لیکن خود اٹھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

سب ٹھیک ہے گوردو۔۔۔۔۔ تم مطمئن رہو۔

شکریہ ڈھمپ۔ وہ نخیف سی آواز میں بولی۔

میرا خیال ہے کہ تمہیں باقاعدہ طور پر طبی امداد کی ضرورت ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ تمہیں کچھ دنوں کے لیے کسی پرفضا مقام پر پہنچا دیا جائے۔

میں یہی چاہتی ہوں۔ اس ماحول میں میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔

میں ہیڈ کوارٹر سے گفت وشنید کر رہا ہوں۔ فی الحال میں ہی یہاں کا کام سنبھالوں گا۔ سب کچھ سمجھ چکا ہوں۔

بس ایک چیز باقی رہ گئی ہے۔

وہ کیا ہے؟۔

وہ سیرم جس سے جانور بنائے جاتے ہیں؟۔

مجھے محدود تعداد میں ایمپیولز ملے تھے۔ بیس عدد۔۔۔۔ چودہ عدد استعمال ہو چکے ہیں۔ چھ عدد باقی بچے ہیں۔ وہ ادھر تجوری میں رکھے ہوئے ہیں۔

تجوری۔ وہ اس کی اٹھی ہوئی انگلی کی سمت دیکھنے لگا۔

اس فریم کے نیچے ہے۔ فریم کو ہٹاؤ۔ سرخ بٹن کو تین بار دباؤ۔ زرد بٹن کو دو بار۔ خانہ ظاہر ہو جائے گا۔ کتھئی رنگ کے چھ ایمپیولز ڈبے میں رکھے ہوئے ہیں۔

ٹھیک ہے۔

مجھے پھر نیند آ رہی ہے ڈھمپ؟۔

سوجاؤ۔۔۔۔۔ سوتے رہنے سے زیادہ بہتر اور کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

تم بہت مہربان ہو۔

ایسی کوئی بات نہیں۔ حالات سب کچھ بنا دیتے ہیں۔

لیزا نے مزید کچھ کہے بغیر آنکھیں بند کر لی تھیں اور گہری گہری سانسیں لینے لگی تھی۔

عمران چپ چاپ بیٹھا گھڑی دیکھتا رہا۔ پانچ منٹ بعد اٹھا تھا اور لیزا کے بتائے ہوئے طریقے سے تجوری کھولنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آپریشن روم میں واپس آیا تو ان تینوں کو کسی موضوع پر بڑے جوش وکروش سے گفتگو کرتے پایا۔

اسے دیکھ کر وہ خاموش ہوگئے۔ سرینا بہت غصے میں معلوم ہوتی تھی۔ لولیتا نے شائد کچھ کہنا چاہا تھا لیکن عمران اسے نظر انداز کرتا ہوا روبن سے بولا۔ اتنی دیر تو نہ ہونی چاہیئے۔ وہ تیز رفتار گھوڑوں پر تھے؟۔

حالات بدل بھی سکتے ہیں جناب, شکرالی ویسے ہی جانور ہوتے ہیں۔

حالات بدلنے سے کیا مراد ہے؟۔

دوست بن کر چلے ہوں گے لیکن راستے میں جھگڑا بھی ہوسکتا ہے۔ ہمارے فیلڈ ورکرز کم بددماغ نہیں ہیں۔

یہ غلط ہے۔ سرینا جھنجھلا کر بولی۔

کیا غلط ہے؟۔ عمران اس کی طرف متوجہ ہوگیا

فیلڈ ورکرز کے بارے میں روبن کی رائے درست نہیں ہے۔

ہم اس وقت یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے اکٹھا نہیں ہوئے ہیں۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

ٹھیک اسی وقت لولیتا بولی۔ پس منظر میں حرکت دکھائی دیتی ہے۔

وہ سب اسکرین دیکھنے لگے۔ بہت دور درختوں کی قطار کے قریب ننھے ننھے متحرک نقطے دکھائی دے رہے تھے۔

ٹھیک ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

* * *

وہ اس بڑے کمرے میں پھنس چکے تھے۔ واپسی کے لیے مڑے تو دیوار بھی برابر نظر آئی جس کے دروازے سے وہ اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ بس چاروں طرف دیواریں ہی دیواریں تھیں۔ دروازہ کوئی نہیں تھا۔

کیا تم یہیں سے گزر کر باہر نکلے تھے؟۔ پارٹی کے لیڈر نے ان چاروں میں سے ایک سے پوچھا۔ جو بعد میں عمارت سے جنگل کی طرف گئے تھے۔

ہاں، ہم یہیں سے گزرے تھے۔

تو پھر واپسی ہی کا دروازہ کھول کر دکھاو۔

اب یہاں وہ نشان نظر نہیں آ رہا جس کے نیچے دروازہ ظاہر کرنے والا مکینزم تھا۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پھنس گئے ہیں۔

ہاں تم پھنس گئے ہو غدار۔ ایک غرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ اور وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

آواز پھر آئی۔ تم ان جانوروں سے اشتراک کر کے مادام گوردو کے خلاف بغاوت کے مرتکب ہونے والے تھے۔

کیا اس نے ہمارے ساتھ کوئی اچھا برتاو کیا تھا؟۔ پارٹی لیڈر دہاڑا۔

کیا کہنا چاہتے ہو؟۔

وہ اس غار میں ٹائم بم چھپا آئی تھی۔ جہاں ہم تھے۔ ہمارے وہاں سے نکلنے کے دو منٹ بعد ہی وہ پھٹ گیا تھا۔

کیا تمہیں بتا کر انہوں نے ٹائم بم رکھا تھا؟۔

نہیں ہمیں بتا کر نہیں رکھا تھا۔

پھر تمہیں کیونکر علم ہوا؟۔

بس ہمیں عین وقت پر معلوم ہو گیا تھا۔

بکواس ہے، کیا فرشتوں نے تمہیں اطلاع دی تھی؟۔

جس نے بھی اطلاع دی تھی۔ ہم اسے فرشتہ ہی سمجھتے ہیں۔

تم سب قیدی ہو۔

کہاں ہے وہ گوردو کی بچی۔ لیڈر دہاڑا۔ لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

تھوڑی دیر تک سناٹا رہا پھر سبھی بولنے لگے تھے۔ لیکن جانور ان میں شامل نہیں تھے۔ مگر وہ جانور جس نے کپڑے بھی پہن رکھے تھے۔ یعنی کے نکولس حلق پھاڑ پھاڑ کر دیوانہ وار قہقہے لگا رہا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو۔ چپ رہو۔ خاموش رہو۔ جیری اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

اب ہم سب پاگل ہو جائیں گے۔

دوسری طرف شارق نے شہباز کے کان میں کہا۔ سردار آپ یقین کریں یا نہ کریں میں نے چچا کو اس آواز میں بھی بولتے سنا ہے۔

کس آواز میں؟۔

یہی جو ابھی سنائی دی تھی۔

وہ نہ ہو تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پہلے ہی مجھے اطمینان دلا چکا ہے کہ عمارت اس کے قبضے میں ہے اور کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔

ادھر سارے فیلڈ ورکرز پارٹی کے سر ہو گئے تھے۔

تم نے چھوٹتے ہی سچی بات کیوں کہہ دی تھی؟۔ اس سے پوچھا جا رہا تھا۔

میں سپاہی ہوں۔ اس نے جھلا کر کہا۔ مجھے سیاست نہیں آتی۔

بہر حال، جس کام کے لیے آئے تھے وہ نہ ہو سکا۔

میں کچھ نہیں جانتا۔

اب چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ سبھی کو یقین ہو گیا کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہے تھے۔ دفعتاً پارٹی لیڈر نے کہا۔ ان جانوروں کے پاس ان کا اسلحہ موجود ہو گا۔ ہماری طرح نہتے تو نہیں ہیں۔

لیکن انہیں کیا سمجھائیں اور کس طرح سمجھائیں۔

اچانک انہیں ناک اور حلق میں جلن محسوس ہوئی تھی اور وہ کھانسنے لگے تھے۔

گیس۔ پارٹی کا لیڈر پھنسی پھنسی سی آواز میں چیخا۔

پھر انہیں کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے۔

پھر سب سے پہلے شارق بیدار ہوا تھا۔ ذہن بھی جلد ہی صاف ہو گیا۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی۔ صرف اسی کے ساتھی بکھرے پڑے تھے۔ نہ فیلڈ ورکر تھے ورنہ دونوں مادائیں۔ نکولس اور جیری کا بھی پتہ نہیں تھا۔ اس نے ایک ایک کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ لیکن کسی نے بھی آنکھ نہ کھولی۔ آخر تھک ہار کر ایک کنارے بیٹھا رہا۔ اس پر دوبارہ غنودگی طاری ہو رہی تھی۔ دیوار سے ٹک کر لمبی لمبی سانسیں لیتا رہا تھا اور پھر سو گیا تھا۔

دوسری مرتبہ جاگا تو وہ سب بھی بیدار ہو چکے تھے اور اسی صورت حال سے متعلق الجھن میں پڑے ہوئے تھے۔

شائد ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ شہباز کی آواز آئی۔

چچا سے غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق تو ہے نہیں۔

اگر ایسا ہوا ہے تو ساری محنت ضائع ہو گئی۔ شہباز بولا۔

اپنے آدمیوں کو وہ نکال لے گئے۔ کسی نے کہا۔

اور مادائیں بھی ہاتھ سے نکل گئیں۔ شارق بولا۔

تو چپ کے نہیں بیٹھ سکتا؟۔ شہباز کی غراہٹ سنائی دی۔

اب صرف مردانہ کائیں کائیں سننی پڑے گی۔ شارق نے مردہ سی آواز میں کہا۔

اب ہم کیا کریں سردار؟۔ ہمارے ساتھیوں سے ہمارا اسلحہ بھی نکال لیا گیا ہے۔ کسی نے کہا۔

خاموش بیٹھو۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا نہیں ہوا۔ شہباز بولا۔

دفعتاً کسی نے شکرالی میں کہا۔ یہی ہمارے روحانی رشتے کا ثبوت ہے۔

اور وہ سب چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

اس کی آواز تھی۔ شہباز نے دبے دبے سے جوش کے ساتھ کہا۔

چچا۔۔۔۔۔زندہ باد۔۔۔۔۔۔شارق نے نعرہ لگایا۔

* * *

نوبل ڈھمپ کی آمد سے لیزا کے علاوہ اور سب کے لیے اس عمارت میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی تھی۔ طرح طرح کی تفریحات کا دور شروع ہوا تھا۔ لطیفے، داستانگوئی، رقص ونغمہ، رندی وسرمستی کے مظاہرے۔

صرف سرینا شروع شروع میں کسی قدر کشیدہ اور کبیدہ خاطر رہی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ وہ بھی اسی رو میں بہتی نظر آنے لگی۔ اور لولیتا کو تو اس ڈراونی شکل والے آدمی میں خالص مرد دکھائی دیتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ تو یہاں تک سمجھ بیٹھی تھی کہ خالص مرد اس پر خصوصی نگاہ رکھتا ہے۔

پہلے تم بتاؤ کہ تم مجھ تک کیسے پہنچے؟۔ لیزا نے کہا۔

سیدھی سی بات ہے۔ میں ہیلی کاپٹر سے آیا تھا۔ راکٹ اپنی جگہ پر نہ دکھائی دیا۔ لہذا ہم نے جنگل پر پرواز شروع کی۔ سرچ لائیٹ کے ذریعے تلاش جاری رکھی۔ بالآخر راکٹ پلین دکھائی دیا۔ اپنے ہیلی کاپٹر کو اسی جگہ لینڈ کرانے کے بعد نیچے تک اترا۔ تم راکٹ پلین میں پڑی بے خبر سو رہی تھی۔

کک۔۔۔۔۔۔کوئی جانور بھی تھا وہاں؟۔ لیزا نے سوال کیا۔

نہیں۔۔۔۔۔دور دور تک سناٹا تھا۔

لیکن بیدار ہونے پر تمہارا ہیلی کاپٹر وہاں میں نے نہیں دیکھا تھا۔

میں نے اسے واپس بھجوا دیا تھا۔ راکٹ پلین تو تھا ہی۔ میں اسے آپریٹ کرنے کے طریقے سے واقف ہوں۔

لیزا تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر اس نے اپنی کہانی شروع کر دی اور اتنا احساس تو بہر حال باقی ہی تھا کہ اگر اس نے نکولس اور جیری والا ٹکڑا بھی داستان میں شامل کر دیا تو اس سے متعلق سچی بات بھی اگل ہی دینی پڑے گی۔ اور یہ کسی طرح بھی مناسب نہ ہوگا۔

اس کے خاموش ہو جانے پر ڈھمپ نے فورا ہی کچھ نہیں کہا تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں سے حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ لیزا کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ ہوسکتا ہے ان شکرالیوں میں کوئی انگلش بول سکتا ہو۔ لیکن ان کے درمیان کسی عیسائی مبلغ کی موجودگی ناممکنات میں سے ہے۔

میں نہیں سمجھی؟۔

وہ اپنے مذہبی اصولوں پر کاربند نہ ہوں لیکن مذہب کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت کر سکتے۔ لہذا دوسرے مذاہب کے مبلغین ان سے دور ہی دور رہتے ہیں۔

لیکن وہ تو کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔؟۔

کہہ رہا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔لیکن میں اس کے قول پر یقین نہیں کرسکتا۔

اسی نے مجھے اس حال پر پہنچایا ہے۔

تو پھر اب تم کیا کرو گی؟۔

میں اس ذمہ داری سے دستبردار ہونا چاہتی ہوں۔

میں اس لیے نہیں بھیجا گیا کہ تمہیں سبکدوش کر دوں۔

اب مجھ میں سکت نہیں رہی۔

اس مسئلے کے حل کے لیے ہیڈکوارٹر سے رجوع کرنا پڑے گا۔ ڈھمپ نے پرتشویش لہجے میں کہا۔ اور وہ جانور جو انگلش بولتا ہے۔

بے حد چالاک معلوم ہوتا ہے۔

کچھ بھی ہو وہ کوئی مذہبی مبلغ نہیں ہو سکتا۔

پھر کون ہو سکتا ہے؟۔

کسی ترقی یافتہ ملک کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔

تو پھر اب ----- کیا کرنا چاہیئے؟۔

یہ تمہارے سوچنے کی بات نہیں ہے۔ ڈھمپ نے نرم لہجے میں کہا۔ خیر تم کچھ آرام کر لو۔ میں ٹیلی پرنٹر پر ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم کروں گا۔

اچھی بات ہے۔ وہ مضمحل سی آواز میں بولی۔ پھر اس نے انٹرکام پر کسی لولیتا کو آواز دی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لڑکی اندر داخل ہوئی۔

لولیتا۔ لیزا ڈھمپ کی طرف دیکھ کر بولی۔ یہ میری دوسری اسسٹنٹ ہے۔ اور یہ مسٹر نوبل ڈھمپ ------ ہیڈکوارٹر سے۔

ہاوڈو یوڈو؟۔ لڑکی نے کہا اور ڈھمپ سر کو جنبش دے کر اٹھ گیا تھا۔

لولیتا۔ مسٹر ڈھمپ کو آپریشن روم میں لے جاو۔

او کے مادام۔ کہہ کر اس نے سہمی ہوئی نظروں سے ڈھمپ کی طرف دیکھا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

بائیں جانب جناب۔ وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بڑے ادب سے بولی تھی۔

تم مجھ سے اپنی مادری زبان میں گفتگو کر سکتی ہو۔ ڈھمپ نے فرانسیسی میں کہا۔

بہت بہت شکریہ جناب۔

وہ اسے آپریشن روم میں لائی۔ یہاں روبن پہلے ہی سے موجود تھا۔ ڈھمپ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

بیٹھو ----- بیٹھو ---- کیا تم مجھے جنگل کے منظر نہیں دکھاو گے۔

تین پوائینٹس ---- بالکل تباہ ہو چکے ہیں جناب۔

کیا مطلب؟۔

ان لوگوں نے کیمرے تلاش کر کے انہیں توڑ پھوڑ دیا ہے۔

اوہ ---- تو کیا وہ اتنے ہی ہوش مند ہیں؟۔

میرا یہی خیال ہے جناب، ان لوگوں کے بارے میں ہیڈکوارٹر سے اندازے کی غلطی

ہوئی ہے۔

لیکن مجھے تو دو باغیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس عمارت ہی سے نکل کر ان سے جا ملے ہیں۔

روبن کچھ نہ بولا۔ لیکن اس کی آنکھوں سے ناگواری مترشح ہو رہی تھی۔ ڈھمپ نے لولیتا کی طرف دیکھا۔ وہ بھی کچھ کہنا چاہتی تھی۔

کیا بات ہے؟۔ ڈھمپ نے فرانسیسی میں سوال کیا۔

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی مرضی سے نکل سکے اس عمارت سے؟۔

اس کا مجھے علم نہیں۔ ڈھمپ بولا۔

مادام کے علاوہ اور کوئی بھی باہر نکلنے کا راستہ نہیں جانتا۔ اس لیے اس کا سوال کب پیدا ہوتا ہے کہ کوئی یہاں سے نکل کر ان لوگوں میں جا ملے۔

اگر یہ بات ہے تو سوچنا پڑے گا۔

مادام سخت گیر ہیں، اور یہاں کوئی ان سے خوش نہیں ہے۔ جنہیں خوش رکھتی تھیں، صرف وہی ان جانوروں میں جا پھنسے ہیں۔

سخت گیری ہی بغاوت کی طرف لے جاتی ہے۔ ڈھمپ آہستہ سے بولا۔

لیکن ہم صرف احتجاج کرتے رہے ہیں۔ بغاوت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جناب، بہر حال ہم ہیڈکوارٹر کے پابند ہیں۔

احتجاج کس بات پر کرتے رہے ہو؟۔

دو سفید فام لڑکیوں کو بھی جانور بنا دیا گیا ہے۔

اوہ، حماقت کی باتیں۔ ڈھمپ ہاتھ ہلا کر بولا۔ وہ دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آ جائیں گی۔

لولیتا کچھ نہ بولی۔

تو بقیہ پوائنٹس دکھانا شروع کروں جناب؟۔ روبن نے پوچھا۔

ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔

اس نے یک بعد دیگرے اسکرین پر مختلف جگہوں کے مناظر دکھائے۔ لیکن یہ ساری جگہیں بالکل ویران ثابت ہوئیں۔

بس ٹھیک ہے۔ ڈھمپ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ بند کر دو۔

پھر وہ ٹیلی پرنٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کاغذ پنسل اٹھا کر اسی کوڈ میں ایک پیغام ترتیب دینے لگا جو لیزا استعمال کرتی تھی۔

لولیتا اور روبن خاموش کھڑے رہے۔ وہ اسے ٹیلی پرنٹر استعمال کرتے دیکھ رہے تھے۔

ڈھمپ کوڈ ورڈز میں پرنٹ کرتا رہا۔

تیرہ جانور جنگل میں موجود ہیں۔ لیکن اب لڑکیاں خطرے میں ہیں۔ ہدایات کا انتظار ہے۔ خدشہ ہے کہ دیر ہو جانے پر شاید لڑکیوں کی لاشیں ملیں۔ ایم ایل، گوردو۔

جواب کے انتظار میں اسے وہیں بیٹھنا تھا۔

تم دونوں کھڑے کیوں ہو۔ بیٹھ جاو؟۔ ڈھمپ نے ان سے کہا اور وہ اس کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئے۔ ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی تھی۔

لولیتا نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔ پانچ آدمی باہر کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک بولا۔

ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں جو ہیڈ کوارٹر سے آیا ہے؟۔

لولیتا نے مڑ کر ڈھمپ کی طرف دیکھا۔

آنے دو۔ اس نے کہا۔

وہ اندر آئے تھے اور گم صم کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ انداز ایسا ہی تھا۔ جیسے اسے دیکھ کر سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا ہو۔

کیا کہنا چاہتے ہو؟۔ دفعتاً ڈھمپ غرایا۔

ہم نے پہلے کبھی آپ کو نہیں دیکھا؟۔ ایک بولا۔

یہی کہنے کے لیے آئے ہو؟۔

ن۔۔۔۔نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ ہم یہاں جڑی بوٹیوں کی تلاش کے لیے بھیجے گئے تھے۔

اچھا تو پھر؟۔

لیکن ہم سے کچھ اور کام لیا جا رہا ہے؟۔

کیا تم صرف جڑی بوٹیوں کی تلاش کے لیے پیدا ہوئے ہو؟۔

یہ مطلب نہیں تھا۔

پھر کیا مطلب تھا؟۔

یہاں ایک غیر انسانی حرکت ہو رہی ہے۔

کیا تمہارے ساتھ؟۔

ن۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔لیکن۔۔۔۔۔۔؟

جاو۔ وہ ہاتھ اٹھا کر غرایا۔ اپنے کام سے کام رکھو۔

لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے۔ البتہ کوئی بولا نہیں تھا۔

جو کچھ تم سوچ رہے ہو وہ تمہارے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں اور نہ تمہاری سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ عقل مند ہی ہیں جو صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔

ہم کب تک یہاں قید رہیں گے؟۔

جب تک اوپر والے چاہئیں گے۔

آپ کی حیثیت کیا ہے؟۔

انسپکٹر سمجھ لو۔۔۔۔لیکن میں اپنے اختیار سے تمہاری حیثیتوں میں تبدیلی نہیں کر سکتا۔ اس لیے واپس جاو۔ یہاں کی انچارج مادام گوردو ہیں۔ وہی تمہاری باتوں کا جواب دے سکیں گی۔

کسی اور کو انچارج بنایا جائے۔ ہم اسے پسند نہیں کرتے۔

تمہاری تجویز ہیڈکوارٹر پہنچا دی جائے گی۔ بس اب جاؤ۔

وہ طوعاً و کرہاً مڑے تھے اور باہر نکل گئے تھے۔

بہت بددلی پھیلی ہوئی ہے موسیو۔ لولیتا آہستہ سے بولی۔

کیا لیزا اتنی غیر مقبول ہے۔

لولیتا کچھ نہ بولی۔ روبن بھی خاموش رہا۔

میں یہاں کی فضا میں خاصی کشیدگی محسوس کر رہا ہوں۔

میں پہلے ہی عرض کر چکی ہوں کہ لوگ خوش نہیں ہیں۔ لولیتا نے آہستہ سے کہا۔

ٹیلی پرنٹر پر جواب آنے لگا تھا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

جواب آیا تھا۔ پہلے ہی تمہیں ہدایت دی جا چکی ہے کہ لڑکیوں کو وہاں سے بلوا لو۔ ان کی واپسی کا انتظام کر کے تمہیں مطلع کیا جائے گا۔

ڈھمپ نے سر کو جنبش دی۔

پھر وہ وہاں سے اٹھ گیا۔ لیکن اس سے قبل پیغام کو ضائع کر دینا نہیں بھولا تھا۔ لولیتا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ماموزئیل، میں تم سے علیحدگی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ موسیو، میرے کمرے میں چلیئے۔

گوردو۔۔۔ فرانسیسی بولتی ہے یا نہیں۔

نہیں موسیو، لیکن میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی کہ جانتی بھی ہے یا نہیں۔

خیر۔۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے بہرحال ہیڈکوارٹر کو حالات سے مطلع کرنا ہے۔

کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس عمارت میں کسی قسم کی بھی گفتگو ہو۔ گوردو کہیں نہ کہیں سے سن سکتی ہے۔ لولیتا نے کہا۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں ایک بااختیار آدمی ہوں۔

مجھے یقین ہے جناب۔

وہ اسے اپنے کمرے میں لائی تھی اور بڑے ادب سے کرسی پیش کرتی ہوئی بولی تھی۔

آپ اہل زبان کی طرح فرانسیسی بول سکتے ہیں موسیو۔

حالانکہ میں نسلاً ریڈانڈین ہوں۔

بڑی عجیب بات ہے موسیو، آپ کو دیکھ کر ڈر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب آپ نرمی سے گفتگو کرتے ہیں تو طمانیت کا احساس ہوتا ہے۔

میری یہی سب سے بڑی بدنصیبی ہے۔ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ کہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں۔ کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا۔

کسی کے اندر جھانکنے کا سلیقہ بہت کم لوگ رکھتے ہیں۔

تم بہت ذہین معلوم ہوتی ہو۔۔۔ آخر یہاں کا اسٹاف گوردو سے بدل کیوں ہے؟۔

اس کی سخت گیری کی بنا پر۔۔۔۔۔ خصوصاً وہ مردوں کا ذرہ برابر بھی احترام نہیں کرتی۔ اس حد تک چلی جاتی ہے کہ لوگوں کو سزائے موت تک دے بیٹھتی ہے۔

نہیں۔ ڈھمپ چونک کر بولا۔

یقین کیجیے، یہیں اسی عمارت میں اس نے ایک فیلڈ ورکر ٹونی کو سزائے موت دی تھی۔ اسے اس کے حکم سے گولی ماردی گئی تھی۔

ہیڈ کوارٹر سے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔۔۔ ٹونی کا قصور کیا تھا؟۔

نکولس کے جانور بنائے جانے پر تشویش کا اظہار کر رہا تھا۔

کون نکولس؟۔

ریڈیو آپریٹر تھا۔ اسے گوردو نے جانور بنا دیا۔ وہ بھی جنگل ہی میں پھکوا دیا گیا ہے۔ اسٹاف کا ایک آدمی جیری بھی غائب ہے۔ گوردو کے بیان کے مطابق گیسپر نامی ایک فیلڈ ورکر جانوروں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ خدا ہی جانے اس میں کتنی صداقت ہے۔

تب ہیڈ کوارٹر کو اس طرف توجہ دینی ہی پڑے گی۔ شکریہ لولیتا۔

لیکن گوردو کی دستبرد سے آپ ہی مجھے بچائیں گے، موسیو۔

میں نہیں سمجھا۔

وہ ہماری گفتگو سن رہی ہوگی۔ ٹونی کی موت کے بعد سے ہمارا شبہہ یقین میں تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ ہر جگہ ہماری گفتگو سن سکتی ہے۔

ہم فرانسیسی میں گفتگو کر رہے ہیں۔

وہ ایک پراسرار عورت ہے۔ ہو سکتا ہے فرانسیسی جانتی ہو۔

خیر اس وقت وہ سو رہی ہے۔

دوسری بات۔۔۔۔ سرینا اس کی ہم راز ہے اور یہاں وہ بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جاتی۔

اوہ۔۔۔۔ وہ لڑکی۔۔۔۔۔۔ جو لفٹ کے قریب میری منتظر تھی۔

میں نے اسے لفٹ کے قریب دیکھا تھا۔

وہ میری ہی منتظر تھی۔

گوردو شاید آپ کے استقبال کو گئی تھی۔

ہاں۔۔۔ اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی پر خوش آمدید کہی تھی۔

کچھ بھی ہو موسیو، ہمیں گوردو کی ماتحتی قبول نہیں۔

تم فکر نہ کرو۔ اس کا بھی انتظام ہو جائے گا۔

اور ہم قطعی غیر محفوظ ہیں۔ دسوں فیلڈ ورکر کو جانوروں نے پکڑ لیا ہے۔

میں اس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔

لولیتا پھر کچھ نہ بولی تھی۔

ڈھمپ نے تھوڑی دیر تک خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ رسد لانے والا ہیلی کاپٹر کہاں

لینڈ کرتا ہے؟۔

کیا آپ وہ جگہ دیکھنا چاہتے ہیں؟۔

ہاں۔ ڈھمپ اٹھتا ہوا بولا۔

* * *

وہ اب بھی اسی غار میں تھے۔ اور دسوں فیلڈ ورکرز کے ہاتھ پیر اسی طرح بندھے ہوئے تھے۔ لیکن انہیں بھوکا پیاسا نہیں رکھا گیا تھا۔ جانوروں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں ناشتہ کرایا تھا۔

جیری اور نکولس پہلے ہی کی طرف آزاد تھے۔ دونوں ماداوں پر بھی کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن اب وہ ایک دوسرے کے مافی الضمیر سے آگاہ نہیں ہوسکتے تھے کیوں کہ ان کا درمیانی رابطہ صف شکن رات ہی سے غائب تھا۔ لیزا کو ساتھ لے کر غار سے باہر نکلا تھا اور پھر پلٹ کر نہیں آیا تھا۔ اور نہ انہیں یہی معلوم ہوسکا تھا کہ لیزا پر کیا گزری۔

ایک فیلڈ ورکر نے جیری کو آواز دے کر پوچھا تھا۔ اب کیا ہوگا؟۔

خدا ہی جانے۔ جیری نے جواب دیا۔

کاش ہم ان سے گفتگو کر سکتے۔

کیوں؟۔ ان سے گفتگو کر کے کیا کرو گے؟۔

کم از کم شرمندگی ہی ظاہر کر سکتے۔

فضول۔۔۔۔ لایعنی۔۔۔۔ کیا تمہیں پہلے سے علم نہیں تھا کہ تم ان لوگوں کے لیے کیا کر رہے ہو؟۔

پہلے انہوں نے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا تھا۔

ہم مہذب لوگوں سے غیر مہذب ہی اچھے ہیں۔ جیری بولا۔

ہاں، اب ہمیں احساس ہو رہا ہے۔ یہ حرکت قتل کر دینے سے زیادہ ہی بھیانک ہے۔

اور مجھے یقین ہے کہ لیزا انہیں دوبارہ آدمی بنا دینے کے وسائل نہیں رکھتی۔

اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ لیکن پچھلی رات وہ کہہ رہی تھی کہ اگر انہوں نے ہمیں مار ڈالا تو دوبارہ آدمی نہ بن سکیں گے۔

وہ تو اس نے جانور کو سنانے کے لیے کہا تھا جو انگلش بول سکتا ہے۔ نکوس نے خشک لہجے میں کہا۔

وہ کیا جھوٹ بول رہی تھی؟۔ فیلڈ ورکر نے حیرت سے کہا۔

تم مجھے دیکھ ہی رہے ہو۔ اگر وہ اس پر قادر ہوتی تو میرے جسم پر استرہ کیوں چلواتی۔

فیلڈ ورکر کچھ نہ بولا۔

کیا تم لوگ اب بھی لیزا ہی کے ساتھ ہو؟۔ جیری نے فیلڈ ورکرز سے سوال کیا۔

یہاں سے ہماری واپسی کا انحصار لیزا ہی پر ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کس طرح یہاں سے لے جایا جائے گا۔ اپنے طور پر ہم کہاں جائیں گے۔

اس بحث میں نہ پڑو۔ نکولس نے جیری سے کہا۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ یہ لیزا کے ساتھ ہیں یا نہیں۔

دوسری طرف شارق طربدار کو مسلسل چھیڑے جا رہا تھا۔ شہباز کے علاوہ اور سب ہنس رہے تھے۔ مادائیں دور بیٹھی آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

سردار، اس لڑکے سے میرا پیچھا چھڑاو۔ بالآخر طربدار تنگ آ کر بولا۔

شارق، ادھر آو۔ شہباز نے سخت لہجے میں کہا۔

وہ چپ چاپ اٹھ کر اس کے قریب جا بیٹھا۔ شہباز بولا۔ کام کی باتیں کرو۔ صف شکن ابھی تک واپس نہیں آیا۔ مجھے تشویش ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ عمارت میں تنہا جائے۔

وہ کسی کی کب سنتے ہیں۔

یہ بات تو طے ہوگئی کہ ہمارا علاج اس عورت کے پاس نہیں ہے۔

تو پھر۔۔۔۔؟ شارق چونک کر پڑا۔

عورت کے ساتھ عمارت کی طرف جانے سے قبل وہ مجھے سب کچھ بتا گیا ہے۔

تو پھر علاج کہاں ہے سردار؟۔

عورت بھی یہ نہیں جانتی۔

تو یہ بھی کیا ضروری ہے کہ علاج ممکن ہی ہو۔

وہ یقین کے ساتھ کہہ رہی تھی کہ ہم دوبارہ آدمی بن سکیں گے۔ لیکن یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ کہاں بن سکیں گے اور کس طرح۔

ہوسکتا ہے اپنی جان بچانے کے لیے ایسی کوئی بات کہہ بیٹھی ہو۔ لیکن یہ حقیقت نہ ہو۔

دیکھا جائے گا۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ صف شکن کے بارے میں کیسے معلوم کیا جائے۔

میں جاوں پہاڑ کی طرف۔

نہیں۔ کچھ دیر اور انتظار کرو پھر ہم سبھی چلیں گے۔

اور ان کا کیا ہوگا؟۔

صف شکن ہی جانے، اس نے روکا نہ ہوتا تو اب تک ان کی ہڈیوں کا بھی پتا نہ چلتا۔

پتہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ ان کے ساتھ کس قسم کا برتاو کرنا چاہتا ہے۔

اس کے معاملات وہی جانے۔ میں دخل اندازی نہیں کرسکتا۔

اتنے میں نکولس اور جیری ان کے قریب آ کھڑے ہوئے اور نکولس نے اشاروں میں بتانا شروع کیا کہ وہ بقیہ کیمروں کو بھی تباہ کر دینے کے لیے جانا چاہتا ہے۔

پتہ نہیں کیا کہہ رہا ہے۔ شارق بڑبڑایا۔

ماداوں نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور پھر وہ بھی قریب ہی آ کھڑی ہیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں کس طرح اپنی بات سمجھاو۔ نکولس نے ان کی طرف مڑ کر

کہا۔

کیا بات ہے؟۔ سفید مادہ نے پوچھا۔

میں چاہتا ہوں کہ بقیہ کیمروں کو بھی تباہ کردوں۔

کیا ہم اس غار سے بھی دیکھے جارہے ہوں گے۔

نہیں۔

تو پھر اس عقل مند کی واپسی کا انتظار کرو۔ سوائے اس عورت لیزا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ ہم یہاں ہیں۔ ۔ ۔ اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیزا اس کے قابو میں تھی۔

پتہ نہیں وہ اسے کہاں لے گیا ہے؟۔

مجھے یقین ہے کہ وہ دھوکا نہیں کھائے گا۔

نکولس واپس چلا گیا۔ اور مادائیں وہیں کھڑی رہیں۔ شارق نے شہباز سے کہا۔

سردار کیا یہ سفید مادہ آپ کو پہچان لیتی۔

میں نہیں جانتا۔ شہباز غرایا۔

میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو پہچان سکتی ہے۔ کیونکہ سنہری مادہ طرب دار کے علاوہ اور کسی کی طرف رخ نہیں کرتی۔

ارے تجھے ان کی فکر کیوں پڑی رہتی ہے۔ شہباز جھنجھلا کر بولا۔

ٹھیک اسی وقت اس حصے سے شور سنائی دیا تھا جہاں قیدی تھے۔ وہ تیزی سے اس طرف جھپٹے۔

جیری اور نکولس قیدیوں کی طرف ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہے تھے۔ اور قیدی بھی کچھ کہہ رہے تھے۔

خاموش رہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خاموشی رہو۔ شہباز دونوں ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

دفعتاً اس طرح سناٹا چھا گیا۔ جیسے ان کی روحیں قبض کرلی گئی ہوں۔

نکولس مڑ کر ماداوں سے کہنے لگا۔ یہ لوگ نکل بھاگنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔

مارے جائیں گے۔ سفید مادہ نے کہا۔

یہ غلط ہے۔ ایک فیلڈ ورکر بولا۔

میں ایک بار پھر تمہیں سمجھادوں کہ اپنی موت کو دعوت نہ دو۔ نکولس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

تم ہو کون؟۔ خود کو کیا سمجھتے ہو؟۔ فیلڈ ورکر کو بھی غصہ آ گیا۔

سفید مادہ نے شہباز کی طرف دیکھ کر کچھ اس قسم کے اشارے کئے جیسے کہہ رہی ہو کہ تم جاو۔ اطمینان سے بیٹھو۔ میں یہاں موجود ہوں۔ سب کچھ سن اور سمجھ رہی ہوں۔ اور کوئی ایسی ویسی بات ہوگی تو تمہیں آگاہ کردوں گی۔

دیکھا سردار۔ شارق چہک کر بولا۔ میں نہ کہتا تھا کہ آپ کو ضرور پہچانتی ہوگی۔

بکواس نہ کرو، آو۔ وہ مڑتا ہوا بولا۔ صف شکن کی عدم موجودگی نے مجھے الجھن میں مبتلا

کر دیا ہے۔

وہ دونوں چلے گئے۔ سفید مادہ فیلڈ ورکرز سے کہہ رہی تھی۔ ہر چند تم لوگ مجرم ہو لیکن مجھے تم سے ہمدردی ہے۔

لڑکی، یقین کرو کہ تم ہم لوگوں کے توسط سے جانور نہیں بنائی گئی ہو۔

پارٹی کے لیڈر نے کہا۔ ہم میں بد دلی پھیلنے کی وجہ ہی تم دونوں ہو۔

اس سے بحث نہیں کہ کون ذمہ دار ہے۔ لیکن تم بہر حال آلہ کار رہو۔ آخر ان لوگوں کا کیا قصور تھا انہیں جانور بنا دیا گیا۔

ہم تو اب اس پر بھی نادم ہیں۔ قاعدے سے انہیں چاہیئے تھا کہ ہمیں مار ڈالتے لیکن انہوں نے مہربانی کا سلوک کیا۔ ہمیں اعتراف ہے کہ یہ بہر حال ہم سے بہتر ہیں۔

تو پھر شور شرابے کی کیا ضرورت ہے؟۔

نکولس ہمیں خواہ مخواہ چھیڑتا رہتا ہے حالانکہ یہ خود بھی ہمارا ساتھی رہ چکا ہے اور جب ان شکرالیوں کو جانور بنایا جا رہا تھا اسے اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

نکولس نے پھر کچھ کہنا چاہا تھا۔ لیکن سفید مادہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ تم خاموش رہو۔

میں بھی تمہاری ہی ہمدردی میں اس حال کو پہنچا ہوں۔ نکولس نے کہا۔

کئی بار کہہ چکے ہو۔ کب تک دہراتے رہو گے؟۔

یہ سنکی ہے۔ ایک فیلڈ ورکر بولا۔

نہیں، صرف چڑچڑا ہو گیا ہے۔ دوسرے نے کہا۔

ذرا شکل تو دیکھو؟۔ دوسرا بولا۔

جہنم میں جاو۔ نکولس پیر پٹخ کر دہاڑا اور وہاں سے چلا گیا۔ سارے فیلڈ ورکرز ہنس پڑے تھے۔ جیری وہیں کھڑا طرح طرح کے منہ بناتا رہا تھا۔

سفید مادہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ دیکھو، یہ شکرالی کتنے اچھے ہیں کہ تم اس حال میں بھی ہنس سکتے ہو۔

ہمیں اس سے کب انکار ہے۔

تو پھر کیا خیال ہے؟۔

کس سلسلے میں؟۔ پارٹی لیڈر نے پوچھا۔

تمہیں ان کا ساتھ دینا چاہیئے۔

وہ کس طرح؟۔

یہ تو میں نہیں بتا سکتی، خود سوچو۔

دیکھو مس۔ پارٹی کے لیڈر نے کہا۔ ہم صرف اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ کسی ایسے حکم کی تعمیل نہ کریں۔ جس سے انہیں گزند پہنچتا ہو۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کس کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

میرے لیے۔ دفعتاً غار کے دہانے کی جانب سے غراتی ہوئی سی آواز آئی اور وہ چونک کر

اسی طرف متوجہ ہو گئے ۔۔۔۔ عمران جانور کے روپ میں سامنے کھڑا تھا۔

اوہ ۔۔۔ فادر ۔۔۔۔ پارٹی کے لیڈر نے خوش ہو کر کہا۔ بہت اچھا ہوا تم آ گئے ۔

نکولس تمہارے آدمیوں میں ہمارے خلاف نفرت پھیلا رہا ہے۔

میرے آدمیوں میں نہیں ۔۔۔ جانوروں میں کہو۔

ہم نہیں بتا سکتے کہ کتنے شرمندہ ہیں فادر۔

فادر کے بچو۔۔۔۔۔ تم سب نہ جانے کس وقت بھک سے اڑ جاو۔

کک ۔۔۔۔ کیا مطلب؟۔

وہ عورت یہاں کہیں ایک ٹائیم بم چھپا گئی ہے۔

خدا کی پناہ ۔۔۔۔ اب کیا ہو گا؟۔

صرف تمہاری ٹانگیں کھلوا دیتا ہوں۔ نکل بھاگو۔

مگر جائیں گے کہاں؟۔

پہاڑوں کی طرف، کیا اس عورت کو سزا نہ دو گے؟۔

مگر وہ ہے کہاں؟۔

ہیڈ کوارٹر سے آیا ہوا ایک آدمی اسے مجھ سے چھین لے گیا۔ لیزا نے اسی سے کہا تھا کہ وہ اس غار میں ایک ٹائیم بم رکھ آئی ہے۔

تب پھر خدا کے لیے جلدی کرو فادر۔

نکولس بھی آ گیا تھا۔ اور جیری تو پہلے ہی سے وہاں موجود تھا۔ عمران کے اشارے پر انہی دونوں نے جلدی جلدی ان کے پیر کھولے تھے۔

تم دونوں بھی انہی کے ساتھ جاو۔ عمران نے ان سے کہا اور یہ لڑکیاں بھی تمہارے ساتھ ہوں گی۔

اور تم لوگ؟۔

ہماری فکر نہ کرو۔ ہم بھی تمہارے پیچھے ہی پیچھے پہنچیں گے۔ زندہ رہنا ہے تو اس پر ہمارا قبضہ ہونا چاہیئے۔

اگر ہمارا ساتھ دینا مقصود ہے تو پھر ہمارے ہاتھ بھی کھلوا دو۔ پارٹی کے لیڈر نے کہا۔

ممکن ہے۔ لیکن اسی صورت میں جب تم آسمانی باپ کی قسم کھا کر کہو کہ نکولس جیری سے دشمنی نہیں کرو گے۔

ان سبھوں نے بیک آواز ہو کر قسم کھائی تھی۔

اچھا پہلے باہر تو نکلو۔ اور تیزی سے دوڑتے جاو۔ کچھ فاصلے طے کرنے کے بعد نکولس اور جیری تمہارے ہاتھ بھی کھول دیں گے۔

ہم ایسا ہی کریں گے۔ نکولس نے کہا۔

اور پھر وہ سب دوڑتے ہوئے غار سے باہر نکل گئے۔ شکرالی خاموش کھڑے سب کچھ دیکھتے رہے۔ عمران نے ان کی طرف مڑ کر قہقہہ لگایا اور بولا۔ بالکل گھامڑ۔

تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟۔ شہباز نے غرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔ انہیں آزاد کیوں کر دیا۔

اب ہم ان کے پیچھے دوڑ لگائیں گے۔ چلو نکلو۔ یہاں سے۔

وہ سب اپنے اپنے تھیلے اٹھا کر آہستہ آہستہ غار سے باہر نکلے تھے۔

میں نے انہیں پہاڑ کی جانب بھیجا ہے۔ تم بھی ان کے پیچھے اسی طرف جاو۔ عمران نے کہا۔

اور تم۔۔۔۔؟

میں بھی عمارت ہی میں ملوں گا۔ لیکن دوسرے روپ میں۔

او بھائی صف شکن، رب عظیم کے لیے ہمیں الجھن میں نہ ڈالو۔ شہباز بولا۔

تم نے دیکھا تھا کہ وہ لوگ کتنے بدحواس ہو کر غار سے نکلے تھے۔

اسی پر تو حیرت ہے کہ تم نے ان سے کیا کہا تھا؟۔

یہی کہ لیزا غار میں کسی جگہ ایک ایسا بم چھپا گئی ہے۔ جو مخصوص وقت پر خود بخود پھٹ جائے گا۔

کیا یہ سچ ہے؟۔

میں تو سچ کر کے دکھاوں گا۔ تم لوگ ذرا دور ہٹ جاو۔ میں دھماکہ کرنے کا رہا ہوں۔

عمران نے کہا اور تھیلے سے ہینڈ گرینڈ نکال کر غار کے دہانے کی طرف اچھال دیا۔

زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ اور وہ شمال کی طرف دوڑتے چلے گئے تھے۔

کچھ دور دوڑنے کے بعد عمران نے رکنے کو کہا تھا اور شہباز کے قریب پہنچ کر بولا تھا۔

پورے تیرہ عدد نہیں ہوں گے۔

میں نہیں سمجھا؟۔

میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا۔

تم کہاں ہو گے؟۔

پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ عمارت ہی میں ہوں گا۔ لیکن تم مجھے پہچان نہیں سکو گے۔ مگر نہیں، شائد میرا بھتیجا پہچان لے کیونکہ ایک بار وہ مجھے اس روپ میں دیکھ چکا ہے۔

سوال تو یہ ہے کہ تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟۔

میں تم سبھوں کو وہیں لے جانا چاہتا ہوں۔ جہاں آدمی بن سکو گے۔ عمارت میں ایسی کوئی دوا موجود نہیں ہے لیکن کہیں نہ کہیں ضرور ہو گی۔

تو کیا ہم قیدی بنائے جائیں گے؟۔

مصلحتاً۔۔۔ لیکن تمہیں کوئی فکر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ پوری عمارت پر میرا قبضہ ہو گا۔

تم جادوگر ہو۔۔۔۔۔۔ صف شکن۔

نہیں، ایک عمولی سا آدمی جس کا دماغ رب عظیم کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جب، جس طرح جو کام لینا چاہتا ہے لے لیتا ہے۔ بس اب جاو۔ تمہیں ان کے ساتھ ہی ساتھ رہنا ہے۔

اگر ان کی نیت میں فتور دیکھو تو پھر تمہیں اختیار ہوگا۔ جس طرح بھی نپٹ سکتے ہو۔

☆

وہ سب لیزا کو گالیاں دیتے ہوئے پہاڑ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ انہوں نے دھماکا بھی سن لیا تھا۔ آخر ایک جگہ نکولس نے رکنے کو کہا۔ اور بولا۔

اتنے بدحواس ہوئے تو ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔

کرنا کیا ہے؟۔ ایک فیلڈ ورکر ہانپتا ہوا بولا۔

لیزا سے انتقام لینا ہے۔ جیری بولا۔

عقل کے ناخن لو۔ پارٹی لیڈر نے کہا۔ کیا ہمیشہ کے لیے اس جنگل کے قیدی بن کر رہنا چاہتے ہو؟۔

تو پھر ہم کیا کریں گے؟۔

جیسا وقت کا تقاضا ہوگا۔

وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ نکولس بولا۔

اب تم ہماری ذمہ داری ہو۔ پہلے ہم مریں گے پھر تم پر آنچ آئے گی۔ پارٹی کے لیڈر نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

ٹھیک اسی وقت انہوں نے بہت سے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنی تھیں۔

شاید وہ بھی ادھر ہی آ رہے ہیں۔ سنہری مادہ زور سے چیخی۔

کیا ہم چھپ جائیں؟۔ پارٹی لیڈر نے نکولس سے پوچھا۔

نہیں، میرا خیال ہے کہ اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے انہیں سمجھا دیا ہوگا۔ اگر وہ ہماری زندگیوں کا خواہاں نہ ہوتا تو ہمیں ٹائم بم کی اطلاع دے کر وہاں سے نکل جانے کو کیوں کہتا۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔

وہ وہیں رک کر انتظار کرتے رہے۔ پھر گھوڑے دکھائی دیئے جو سیدھے انہی کی طرف آ رہے تھے۔

قریب پہنچ کر وہ گھوڑوں سے اترے تھے۔ اور ان کے قریب ہی کھڑے ہو گئے تھے۔

نکولس انہیں اشاروں میں سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ وہ پہاڑ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔

تیرھواں گھوڑا خالی تھا۔ شہباز نے ماداوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ دونوں اس پر بیٹھ جائیں اور پھر بقیہ گھوڑوں پر انہوں نے فیلڈ ورکرز نکولس اور جیری کو بیٹھنے کی دعوت دی تھی۔

اس طرح ہر گھوڑے پر دو دو آدمی تھے۔ اور تیرہ گھوڑے پہاڑ کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔

نکولس شارق کے حصے میں آیا تھا اور اس کے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔ کیوں کہ شارق نے زور زور سے گانا شروع کر دیا تھا۔

گھوڑے دوڑتے رہے۔ وہ ان جانوروں سے گفتگو کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مجبور تھے۔

تیرھواں نہ جانے کہاں رہ گیا تھا؟۔

دفعتاً شارق نے شہباز کی آواز سنی۔ ارے تو کیوں حلق پھاڑ رہا ہے؟۔

کیا رجز نہ پڑھوں سردار۔ شارق نے چیخ کر کہا۔ کیا ہم ان پر حملہ آور ہونے نہیں جا رہے ہے؟۔

شہباز اپنا گھوڑا اسی کے برابر لے آیا۔

کیا وہ تمہیں کوئی خاص ہدایت دے گیا ہے؟۔ اس نے شارق سے سوال کیا۔

نہیں تو سردار۔ بھلا میری کیا حقیقت ہے کہ مجھے وہ معلوم ہو جو تمہیں نہ معلوم ہو۔

ہم پہاڑ کے پاس پہنچ کر کریں گے کیا؟۔

چچا نے یہ بات تو تمہیں بتائی تھی کہ دس قیدیوں میں سے وہ چار قیدی ہیں جو بعد میں آئے تھے عمارت تک پہنچنے کے راستے سے واقف ہیں۔

ہاں مجھے یاد ہے۔

تب پھر وہ باہر ہی تو ٹھہرے رہیں گے۔

سوال یہ ہے کہ ہم۔۔۔۔؟ شہباز کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس نے کچھ چیخیں سنی تھیں اور اگلے گھوڑے رکتے دیکھے تھے۔

کیا ہوا؟ شارق بولا۔

پتہ نہیں۔ کہتا ہوا شہباز اپنا گھوڑا آگے بڑھا لے گیا۔

دونوں مادائیں گھوڑے سے گر گئیں تھیں اور پڑی چیخ رہی تھیں۔

شارق اپنے گھوڑے سے کود کر انہیں اٹھانے لگا پھر شہباز سے بولا۔ یہ بیچاریاں کیا جانیں گھوڑے پر کیسے بیٹھتے ہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ اپنی کو آپ سنبھالیں اور طربدار اپنی والی کو۔

مت بکواس کر۔

سردار۔۔۔۔۔ یہ سفید مادہ پوری قوم کی عزت بن گئی ہے۔ کسی اور کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی۔

سچ مچ اتنا ماروں گا کہ بے ہوش ہو جائے گا۔

اچھا دوسری کو تو طربدار کے حوالے کیجیے۔

میں کچھ نہیں جانتا۔

او طربدار بھائی۔ شارق نے ہانک لگائی۔ کیا بے غیرت بھی ہو گئے۔ آ کر اٹھاو اپنے وبال کو۔ میں مادر قوم کی خدمت میں ہوں۔

چپ رہ بدبخت۔ شہباز دانت پیس کر بولا۔

دونوں اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔ اور سنہری مادہ سچ مچ طربدار کے گھوڑے کی طرف جھپٹی تھی۔ اور طربدار کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچنے لگی تھی۔

قیدی کو اتار کر اسے بٹھا لے۔ شہباز نے گرج کر کہا۔

اس طرح وہ طربدار کے گھوڑے پر پہنچ گئی تھی۔ لیکن سفید مادہ وہیں کھڑی شہباز کو گھورتی

رہی۔

نکولس کو اتار۔۔۔۔ اسے بٹھا لے اپنے گھوڑے پر۔ شہباز نے شارق سے کہا۔ اور اپنا گھوڑا آگے بڑھا لے گیا۔

شارق نے نکولس کو اپنے گھوڑے سے اتار کر خالی گھوڑے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ پھر وہ طربدار کے گھوڑے سے اترنے والا فیلڈ ور کراس گھوڑے پر بیٹھ گئے تھے۔ شارق نے بڑے ادب سے سفید مادہ کو گھوڑے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر شارق کے گھوڑے پر بیٹھ گئی۔ شارق گھوڑے کی لگام پکڑے پیدل ہی چلتا رہا۔ ظاہر تھا کہ وہ اس طرح سواروں کا ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔ وہ سب جلد ہی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔

سفید مادہ شارق سے کہہ رہی تھی وہ بھی بیٹھ جائیے۔ لیکن وہ انجان بنا چلتا رہا۔ انداز سے سمجھ تو گیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے قریب آتے ہوئے کسی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنی تھی۔ لیکن وہ معمولی رفتار ہی سے چلتا رہا۔ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ واپس آنے والا شہباز کے علاوہ اور کوئی نہ ہو گا۔

یہ تو پیدل کیوں چل رہا ہے؟۔ شہباز نے قریب پہنچنے سے قبل ہی پوچھا۔

اب تم مجھے گولی ہی مار دو سردار۔ شارق بولا۔

چل بیٹھ۔

لیزا کے حصے میں خواب آور دوائی آئی تھی۔ یا پھر انجکشن جو قوت ارادی کا تیا پانچہ کر کے رکھ دیتے تھے۔

ویسے عمران حقیقتاً وقت گزاری کر رہا تھا۔ اسے ہیڈ کوارٹر سے جانوروں کے بارے میں واضح احکامات کا انتظار تھا۔ لیزا کی طرف سے ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ لڑکیوں کے ساتھ ہی سارے جانور بھی پکڑے گئے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے سارے جنگل کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔ مقامی شراب پی کر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے تھے۔ خدشہ تھا کہ کہیں وہ سب ختم ہی نہ ہو جائیں۔ اس اطلاع پر ہیڈ کوارٹر سے جواب آیا تھا کہ بہت جلد ان سے متعلق کوئی فیصلہ کر کے آگاہ کر دیا جائے گا۔ لیکن اٹھارہ گھنٹے گزر جانے کے بعد بھی بہت جلد کی ابتدا نہیں ہوئی تھی۔

اس وقت وہ سب ہال میں اکٹھا تھے۔ ایک شخص کلارنٹ بجا رہا تھا اور اور دوسرا بونگو۔۔۔۔ جتنی بھی لڑکیاں تھیں۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے پارٹنر بدل بدل کر رقص کئے جا رہی تھیں۔ البتہ عمران کی حیثیت صرف ایک تماشائی کی سی تھی۔ نہ تو اس نے کسی سے رقص کی درخواست کی تھی۔ اور نہ کسی لڑکی ہی کو اس کی طرف بڑھنے کی ہمت ہوئی تھی۔ بس ایک لولیتا تھی جو مسلسل سوچے جا رہی تھی کہ شاید وہ اس سے درخواست کرے۔

ویسے عمران خصوصیت سے کسی کی طرف بھی متوجہ نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد لولیتا ہی اس کی طرف آئی تھی۔

آپ رقص نہیں کریں گے؟۔ اس نے بڑی دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

رقص؟۔ وہ چونک کر بولا۔ صرف دیکھنے کی حد تک شائق ہوں۔

بڑی عجیب بات ہے؟۔

لوگوں سے ذہنی طور پر دور رہنا میرا مقدر ہے اچھی لڑکی۔

آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔

یہی ذہنی دوری کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

لیکن میں آپ سے قریب رہنا چاہتی ہوں۔

اس کے باوجود بھی دوری برقرار رہے گی۔ میں کسی کی بھی ذہنی سطح کے برابر آنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہاں کی زندگی میں پہلی بار ہل چل نظر آئی ہے۔ اور یہ ہل چل کتنی خوشگوار ہے۔ آپ کچھ بھی ہوں لیکن دوسروں کا خیال بہت رکھتے ہیں۔

میں نے کبھی نہیں چاہا کہ لوگ میرے ہی جیسے ہو جائیں۔

اور یہی آپ کی عظمت کا ثبوت ہے۔

عظمت نہیں اسے ناکارہ پن کہو۔

میں نہیں سمجھی؟۔

وہ جو دوسروں کو اپنے سانچے میں نہ ڈال سکیں۔ ناکارہ ہی کہلاتے ہیں۔ انہیں بے فیض

سمجھتے ہیں۔

میں تو نہیں سمجھتی۔

فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لو۔ ابھی بہتیرے باقی ہیں لڑکیاں کم ہیں۔

میں تو اب تھک گئی ہوں۔ اس سے زیادہ مجھے آپ کی باتوں میں لطف آ رہا ہے۔

یہ بھی کوئی اچھی علامت نہیں ہے۔

میں نہیں سمجھی؟۔

اس طرب گاہ سے ویرانے کی طرف دوڑ نہ لگاو۔ میرے پاس کچھ دیر ٹھہری تو زندگی ہی سے بیزار ہو جاو گی۔

میں لوگوں کے باطن میں بھی جھانک سکتی ہوں۔

یہ صلاحیت تو ذہنی سکون کے لیے زہر ثابت ہوتی ہے لولیتا۔ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارنا سیکھو۔ میں اسی لیے ویران ہو گیا ہوں کہ دوسروں کے باطن میں اتر جاتا ہوں۔

میرے بارے میں کیا خیال ہے؟۔

باطن میں اتر کر آئینہ دکھانا میری سرشت نہیں ہے۔ دوسروں کے داغ اپنے چہرے پر سجا لیتا ہوں۔

پھر بھی بتائیے تو؟۔

تم میری طرف رخ بھی نہیں کرو گی اگر آئینہ دکھا دیا۔

آپ بتایئے تو سہی؟۔

بایاں ہاتھ ادھر بڑھاو۔

لولیتا نے بائیں ہتھیلی سامنے کر دی۔

عمران اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

کک۔۔۔۔کیا بات ہے؟۔ وہ گڑبڑا گئی۔

مت پوچھو۔

بتایئے تو سہی؟۔

تم نے اپنی بہن کے شوہر سے رشتہ استوار کیا تھا؟۔

نن۔۔۔۔نہیں۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔ اور دوڑتی ہوئی رقاصوں میں جا ملی تھی۔

عمران کی مسکراہٹ گھنی مونچھوں سے برآمد ہونے کی کوشش کرتی رہ گئی۔

پھر سرینا سر پر مسلط ہوتی نظر آئی۔ شائد وہ انہیں دیکھتی رہی تھی۔

آپ نے اس کا ہاتھ دیکھ کر کیا بتایا تھا کہ اس طرح بھاگ گئی؟۔ اس نے جھکی ہوئی سی آواز میں سوال کیا۔

بچوں کی تعداد۔

وہ منہ دبا کر ہنسی تھی۔

عمران ناگواری کے ساتھ بولا تھا۔ میں لیزا کی علالت سے تشویش میں مبتلا ہوں۔ اور وہ مجھ سے رقص کرنے کو کہہ رہی تھی۔ حیرت اس پر ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ کوئی طبیب بھی نہیں ہے۔ پتا نہیں ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع بھی ہے یا نہیں۔

کیا آپ کو علم نہیں کہ مادام لیزا ڈاکٹر آف میڈیسن بھی ہیں؟۔

ہوا کرے۔ اپنا علاج تو وہ خود نہیں کر سکتی۔ آخر کون بتائے کہ اس پر بار بار غفلت کیوں طاری ہو جاتی ہے۔

مجھے تو اب ایسا محسوس ہونے لگا ہے جیسے اب وہ ہم میں سے کسی کو پہچانتی ہی نہ ہوں۔

قیدیوں کا کیا حال ہے؟۔

فیلڈ ورکرز مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ جانور کہاں گئے؟۔

پھر تم نے کیا کہا؟۔

آپ کی ہدایت کے مطابق لاعلمی ہی ظاہر کی تھی۔

کیا وہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟۔

نہیں جناب، وہ اب بھی مادام گوردو کے خلاف اپنے غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔

حالانکہ گوردو انہی کی رہائی کے سلسلے میں اس حال کو پہنچی ہے۔

مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے جناب۔

یہی بہتر ہوگا کہ تم اپنے کام سے کام رکھو۔

میں تو شروع ہی سے اسی اصول پر کاربند ہوں۔

اسی لیے میں نے تمہارا انتخاب کیا تھا۔ پورے عملے میں تین بہترین افراد چن لیے ہیں۔

تم، روبن اور لولیتا۔

شکریہ جناب۔

ٹھیک اسی وقت انہوں نے ہال کے باہر راہداری میں چیخیں سنی تھیں اور پھر لیزا لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کی بڑی بڑی اور سرخ آنکھیں اپنے حلقوں سے ابلی پڑتی تھیں۔

یہاں شور کیوں ہو رہا ہے۔ وہ چیخ کر بولی۔ لیکن اس کی آنکھیں بھیڑ کی طرف نگراں نہیں تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی نابینا عورت اپنی بے نور آنکھوں سے خلا میں گھورے جا رہی ہو۔ صرف شور سن رہی ہو کچھ دیکھے بغیر۔

بتاو، شور کیوں ہو رہا ہے۔ کیا تم سب بہرے ہو گئے ہو؟۔

عمران جھپٹ کر اس کے قریب پہنچا اور سہارا دیتا ہوا بولا۔ یہ تم نے کیا کیا گوردو، تم اس حالت میں نہیں ہو کہ اپنے اعصاب پر زور ڈالو۔

ہاٹ۔۔۔۔ جاو۔ وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر چیخی۔ میں سب کو فنا کردوں گی۔ یہ جانور میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ہاں۔۔۔۔ ہاں۔ میں نے سبھوں کو گرفتار کرلیا ہے۔ تم اپنے کمروں میں چلو۔

سب کچھ تباہ کردوں گی اگر میرا بچہ آدمی نہ بنا۔

تمہارا بچہ۔۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟۔

ہاں میرا بچہ۔۔۔۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔۔۔۔ میرا بچہ۔ وہ زور سے چیختی رہی پھر بے ہوش ہو کر عمران کی داہنی کلائی پر جھول گئی۔

مجھ پر پہلے ہی سناٹا چھا گیا تھا عمران بایاں ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب بس۔ یہ سب کچھ ختم کرو۔ لیزا گوردو کی حالت نازک ہے۔

پھر اس نے بے ہوش لیزا کو ہاتھوں پر اٹھا لیا تھا۔ اور اس کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا تھا۔ لولیتا اور سرینا اس کے پیچھے تھیں۔

اسے بستر پر لٹانے میں انہوں نے مدد دی تھی۔ دونوں ہی پریشان نظر آ رہی تھیں۔

آخر انہیں ہوا کیا ہے؟۔ لولیتا گہری گہری سانسیں لے کر بولی۔

میں نہیں سمجھ سکتا۔

سچ مچ عمران کو لیزا کی طرف سے تشویش ہوگئی تھی۔ قوت ارادی پر اثر انداز ہونے والے انجکشنوں کا کورس طویل ہوتا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی اسے قابو میں رکھنے کی نہیں تھی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ انجکشن کی کثرت لیزا کو ذہنی اختلال کی طرف بھی لے جا سکتی ہے۔

میں اندر آ سکتا ہوں؟۔ باہر سے روبن کی آواز آئی۔

آجاو۔ عمران لیزا پر نظر جمائے ہوئے بولا۔

روبن اندر داخل ہو کر خاموش کھڑا رہا۔ وہ بھی لیزا کی طرف پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ عمران نے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ کتنا اچھا ہو۔ اگر تم میں سے کوئی یہیں ٹھہر کر لیزا کی نگہداشت کر سکے۔

میں ٹھہر جاوں گی جناب۔ سرینا بولی۔

بہت بہت شکریہ۔ عمران نے کہا اور روبن سے بولا۔ تم میرے ساتھ آپریشن روم تک چلو۔

وہ سامنے کی طرف بڑھ گیا۔ لولیتا بھی انہی کے ساتھ نکلی تھی۔ لیکن عمران کے ساتھ جانے کی بجائے دوسری طرف مڑ گئی تھی۔ وہ اب اس سے آنکھیں ملاتے ہوئے بھی ہچکچاتی معلوم ہوتی تھی۔

آپریشن روم میں پہنچ کر عمران روبن کی طرف مڑا اور تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ مجھے سخت حیرت ہے۔

روبن کچھ نہ بولا۔

میری عدم موجودگی میں تم لوگ کیا کرتے؟۔

میں نہیں سمجھا جناب؟۔

اگر لیزا ابھی ہیڈکوارٹر سے رابطہ قائم رکھنے سے معذور ہو جاتی تو تم کیا کرتے؟۔

ہم ہیڈکوارٹر کو مطلع کر دیتے۔

کس طرح؟۔ تم کوڈ سے تو واقف نہیں؟۔

ایسے حالات میں ہم سیدھے سادھے الفاظ میں پیغام بھیج سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہدایت بھی ہر ایک کے لیے نہیں ہے۔ صرف مجھے یہ اختیار مادام گوردو کی طرف سے ملا ہے۔

اوہ، یہی تو میں کہہ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے۔ کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور ہو گا۔

آپ کو علم نہیں تھا جناب؟۔ روبن نے حیرت سے کہا۔

آرگنائیزیشن کا ہر فرد اپنے فرائض کی ادائیگی تک ہی محدود رکھا جاتا ہے اور انہی کی مناسبت سے اس کی معلومات بھی محدود ہوتی ہیں۔ بہرحال۔ جب تک میں یہاں موجود ہوں تم لوگ بےفکری سے اپنا کام کرو۔

آخر مادام کو کیا ہو گیا ہے؟۔

میں خود بھی اس سلسلے میں پریشان ہوں روبن۔ میرا خیال ہے کہ اب اس کی جگہ کوئی اور لے گا۔ میں ہیڈکوارٹر کو یہاں کے حالات سے آگاہ کر چکا ہوں۔

آپ نہ ہوتے تو ہم سچ مچ بڑی دشواریوں میں پڑ جاتے۔

بس جاو۔۔۔۔۔اب آرام کرو۔

تھوڑی دیر بعد عمران تیسرے پوائینٹ کے اس کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جہاں جیری اور نکلس کو رکھا گیا تھا۔ وہ دونوں خاصے پریشان نظر آ رہے تھے۔

عمران کو دیکھ کر ان کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا تھا۔ وہ خاموش کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔

پھر جیری کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ تم سے کیا غلطی سرزد ہوئی تھی؟۔

مم۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ مگر آپ کون ہیں۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا؟۔

میں ہی ہوں جس نے لیزا کو ان درندوں سے رہائی دلائی ہے۔ اور تمہاری گرفتاری کا بھی باعث بنا ہوں۔

میرا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔

اور تم؟۔ عمران نے نکولس کی طرف دیکھ کر کہا۔

میں نے دو سفید فام لڑکیوں کے جانور بنائے جانے پر احتجاج کیا تھا۔ نکولس نے سنبھالا لے کر کہا۔ ویسے جیری کو میری ہی وجہ سے جنگل میں پھنکوا دیا گیا تھا۔

پھر اس نے عمران کے مزید استفسار پر اپنی اور جیری کی پوری کہانی دہرائی تھی اور عمران بغور سننے کی اداکاری کرتا رہا تھا۔

کیا ہوتا رہا ہے یہاں۔ بالآخر وہ بہت زیادہ حیرت کا اظہار کرتا ہوا بولا۔

وہ اذیت پسند، ظالم اور لالچی ہے۔ نکولس نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

تو تم نے ان جانوروں کو بھی سب کچھ بتا دیا ہے۔

مجھے شکرالی نہیں آتی۔

لیزا کہہ رہی تھی کہ ان جانوروں میں کوئی انگلش بھی بول سکتا ہے؟۔

نکولس نے استہزائیہ قہقہہ لگا کر کہا۔ واقعی وہ بہت چالاک عورت ہے۔ اپنی ناکامیوں پر

پردہ ڈالنے کے لیے اچھی کہانی گڑھی ہے۔ وہ اور اس کے فیلڈ ورکرز اول درجے کے جھوٹے ہیں۔

عمران نے جیری کی طرف دیکھا۔

میرے لیے بھی یہ اطلاع مضحکہ خیز ہے۔ جیری نے کہا۔

عمران نے طویل سانس لی۔ ان دونوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تھا کہ یہ کسی انگلش بولنے والے جانور کا ذکر تک زبان پر نہیں لائیں گے۔

اچھی بات ہے۔ وہ آہستہ سے بولا۔ میں تمہارا کیس ہیڈ کوارٹر تک پہنچاؤں گا۔

مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ نکولس نے بیزاری سے کہا۔

میں نہیں سمجھا؟۔ عمران نے حیرت سے کہا۔

ایک جانور کو ان باتوں سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

ہو سکتا ہے تم پھر آدمی بن سکو۔

یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا۔

یقین دہانی میرے اختیارات سے باہر کی چیز ہے۔

وہاں سے نکل کر اس نے جانور کی کھال پہنی تھی۔ اور اس کمرے میں جا پہنچا تھا جہاں فیلڈ ورکرز قید تھے۔ ان میں کچھ جاگ رہے تھے۔ اور کچھ سو چکے تھے۔

یہ میں ہوں دوستو، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اگر میں پیچھے نہ رہ جاتا تو تمہیں رہائی

نہ دلا سکتا۔ عمران نے کہا۔

لیکن تم اندر کیسے پہنچے؟۔ ایک نے سوال کیا۔

اس کی فکر نہ کرو۔ بس یہاں سے فرار کے لیے تیار ہو جاو۔ ورنہ جیسی باتیں میرے علم میں آئی ہیں۔ اس کے مطابق کل صبح ناشتے میں تم لوگوں کو زہر دے دیا جائے گا۔

پھر تو وہ بری طرح بوکھلا گئے تھے۔ اور سوئے ہووں کو جگانا شروع کر دیا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔

کچھ دیر تک انہوں نے آپس میں مشورے کئے تھے۔ پھر پارٹی کے لیڈر نے عمران سے کہا۔ ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے؟۔

ہمارے پاس بھی نہیں ہے۔ عمران بولا۔

لیکن تم لوگ آزاد ہو۔

ہم لوگ نہیں، بلکہ صرف میں۔ وہ سب قیدی ہیں۔

تو پھر بتاو، ہم کیا کریں؟۔

نکل بھاگو جنگل کی طرف۔

وہاں کیا کریں؟۔

ہم لوگوں کی واپسی کا انتظار۔ جنگل میں پھلدار درخت بھی بکثرت ہیں۔ اور شکار بھی ہیں۔ بھوکے نہیں مرو گے۔

تمہیں یقین ہے کہ ہمیں زہر دیا جانے والا ہے؟۔

ہاں، ظاہر ہے کہ اب وہ تمہارے دوست نہیں رہے۔ ورنہ تم قیدی کیوں بنائے جاتے۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔ پارٹی لیڈر نے کہا اور اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر بولا۔ میری دانست میں یہ تجویز مناسب ہے کہ ہم جنگل ہی میں واپس چلے جائیں۔

اچھا تو پھر سنو، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم لوگ بالکل نہتے ہو۔ جس آلاو کے گرد ہم نے موت کا رقص کیا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک کھوکھلے تنے والا خشک درخت ہے۔ اس میں رائفلیں اور ڈیڑھ سو راونڈ موجود ہیں۔ انہیں سنبھال لینا۔

بہت بہت شکریہ فادر۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کبھی اس لعنت سے نجات مل سکی تو شریف آدمیوں کی سی زندگی بسر کریں گے۔

ضرور۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔۔ اب اٹھو اور اسی وقت نکلو چلو۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

☆

دوسری صبح سرینا فیلڈ ورکرز کے لیے ناشتہ لے کر وہاں پہنچی تو کمرہ خالی نظر آیا۔ تھوڑی دیر حیرت سے چاروں طرف دیکھتی رہی۔ پھر ناشتے کی ٹرالی وہیں چھوڑ کر دوڑتی ہوئی لفٹ تک پہنچی تھی۔

کچھ دیر بعد عمران کے سامنے کھڑی رہی تھی۔ اور وہ اسے ایسی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا جیسے کچا چبا جائے گا۔

میرا قصور نہیں ہے جناب۔ وہ بالآخر بولی۔

پھر کس کا قصور ہے؟۔ عمران دہاڑا۔

مجھ سے کبھی کسی نے اس لہجے میں گفتگو نہیں کی۔ وہ روہانسی ہو کر بولی۔

اور تم سے کبھی کوئی ایسی غلطی بھی سرزد نہ ہوئی ہوگی؟۔

ہم اس عمارت کے رازوں سے ناواقف ہیں، جتنا مادام نے بتا دیا تھا۔ اس سے زیادہ نہیں جانتے۔

تم صرف اپنی بات کرو۔ اگر وہ فیلڈ ورکرز بھی تمہاری ہی طرح لاعلم ہوتے تو نکل کیسے جاتے؟۔

وہ خاموش کھڑی رہی اور عمران اٹھتا ہوا بولا۔ میں واپس چلا جاوں گا۔ یہاں کا چارج نہیں لے سکتا۔ ابھی ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کرتا ہوں۔

وہ اسے وہیں چھوڑ کر آپریشن روم کی طرف چل پڑا تھا۔ لیکن آپریشن روم خالی نظر آیا۔

ٹیلی پرنٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کا وقت قریب آ گیا تھا اور پھر کسی اور کی موجودگی بھی ضروری نہیں تھی۔ اس لیے وہ وہیں بیٹھ گیا۔

نظر دیوار سے لگے ہوئے کلاک پر تھی۔ جانوروں کے بارے میں فیصلہ کرنے میں آخر اتنی دیر کیوں؟۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کہیں ہیڈ کوارٹر سے سچ مچ کوئی آدمی نہ آ پہنچے۔ اس صورت میں دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ساری محنت برباد ہو جائے۔

دفعتاً وہ چونک پڑا۔ ٹیلی پرنٹر پر پیغام کی آمد شروع ہو گئی تھی وہ اٹھ کر اس کی طرف جھپٹا۔

سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تھا پیغام طویل تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ اسے ڈی کوڈ بھی کرتا رہا۔

گوردو۔۔۔۔۔ لڑکیوں سمیت سارے جانوروں کو وہاں سے روانہ کر دو۔۔۔۔۔ ایسا ہیلی کاپٹر بھیجا جائے گا۔ جس میں دس افراد کی گنجائش ہوگی۔۔۔۔۔ دو پھیروں میں تم یہ کام نپٹا سکو گی۔۔۔۔ انہیں بے ہوش کر کے روانہ کرنا۔۔۔۔ کم از کم ایک گھنٹے کی بے ہوشی ہونی چاہیئے ورنہ ہو سکتا ہے وہ ہنگامہ برپا کر دیں۔

اس کے علاوہ عمارت کے انتظامی امور سے متعلق بھی کچھ ہدایات تھیں۔ عمران نے مکمل پیغام اور ڈی کوڈ کیئے ہوئے مضمون کو نظر آتش کر دیا۔ اور اب وہ پھر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔۔۔۔ سرینا خلاف توقع وہیں بیٹھی ہوئی ملی۔

اوہ۔۔۔ تم یہیں ہو؟۔ عمران نے حیرت سے کہا۔

اپنی صفائی میں مزید کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

اوہ۔۔۔ بھول جاو۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ جو کچھ ہو چکا۔ فی الحال اس کا ازالہ ممکن نہیں۔ لہذا اس کے بارے میں بات بڑھانے سے کیا فائیدہ۔

میں صرف یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ ان راستوں سے بھی واقف تھے جس کا علم مجھے نہیں۔

یہ تم پہلے بھی کہہ چکی ہو۔ آخر مجھے ناشتہ کب ملے گا؟۔

اوہ۔۔۔ مجھے بے حد افسوس ہے جناب، اس وقوعے نے میرے اعصاب پر برا اثر چھوڑا ہے۔

ختم بھی کرو۔۔۔ دیکھا جائے گا۔

وہ اس کا شکریہ ادا کر کے کمرے سے چلی گئی۔ عمران سوچ رہا تھا کہ جو کچھ بھی کرنا ہے جلد ہی کرنا چاہیئے۔ پتہ نہیں ہیلی کاپٹر کب پہنچ جائے۔

سرینا نے واپسی میں دیر نہیں لگائی تھی۔

عمران کا رویہ اس کے ساتھ ایسا ہی رہا جیسے کچھ دیر پہلے کی ساری باتیں قطعی طور پر فراموش کر چکا ہو۔ لیکن سرینا شائد اسی سے متعلق گفتگو کرنے کے لیے بے چین تھی۔

زنانہ اور مردانہ قیادت کا فرق آج ہی معلوم ہوا ہے۔ وہ بالآخر بولی۔

میں نہیں سمجھا۔

مادام کم از کم مجھے ایک ہفتے تک سخت سست کہتی رہتیں۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جو ہوا سو ہوا۔ اب اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس سے نپٹنے کی تیاری کرنی چاہیئے۔ باتوں میں کیا رکھا ہے۔

کاش آپ شروع ہی سے ہمارے سربراہ ہوتے۔

میں کسی وقت بھی واپس جا سکتا ہوں۔

وہ کچھ نہ بولی۔ ناشتہ کر چکنے کے بعد عمران نے کہا۔ جاتے جاتے روبن کو میرے پاس بھیجتی جانا۔

بہت بہتر جناب۔

وہ چلی گئی اور عمران اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کچھ دیر بعد روبن پہنچا تھا۔

میں اپنے بعد یہاں کا چارج تمہیں دیتا ہوں۔ عمران نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

مم۔۔۔۔ مگر جناب۔

تمہارے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا۔ تمہارا رویہ لیزا کے ساتھ ہمدردانہ ہو گا۔

وہ تو ٹھیک ہے جناب، لیکن مجھ میں انتظامی صلاحیت نہیں ہے۔

میری جگہ جلد ہی کوئی آدمی یہاں پہنچ جائے گا۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ تمہیں سب سے اہم کام یہ انجام دینا ہے کہ جانوروں کو ہیلی کاپٹر پر پہنچا دو۔

جج۔۔۔۔ جانوروں کو۔ وہ بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

ڈرو نہیں۔۔۔ وہ تمہیں بے ہوش ملیں گے۔ سٹریچر پر اٹھوا کر ہیلی کاپٹر تک پہنچوا دینا۔ دس افراد کی گنجائش والا ہیلی کاپٹر آئے گا۔ تیرہ جانور ہے۔ ایک نکولس اور دو لڑکیاں۔ آٹھ آٹھ کے دو پھیرے ہوں گے۔ لڑکیاں بھی بے ہوش ہوں گی۔ اور اب دوسری بہت اہم بات سنو۔ جس کی وجہ سے مجھے فوری طور پر رخصت ہونا پڑا ہے۔

عمران خاموش ہوگیا۔ اور روبن مضطربانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران بولا۔ فیلڈ ورکرز فرار ہوگئے ہیں۔

نہیں۔ روبن اچھل پڑا۔

ہاں۔۔۔۔ لیزا نے انہیں شاید پوری راستوں سے آگاہ کردیا تھا۔ میں سمجھا تھا کہ وہ صرف آمدورفت کے راستے سے آگاہی رکھتے ہوں گے۔

یہ تو بہت برا ہوا جناب۔

تم فکر نہ کرو۔ میں تنہا قابل ہوں کہ انہیں پہاڑ کے نزدیک بھی نہ آنے دوں۔ اور زیادہ سرکشی دکھائیں گے تو ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

روبن تھوک نگل کر رہ گیا۔

اور ہاں۔۔۔۔ جیری قطعی بے قصور ثابت ہوا ہے۔ اس نے ان دسوں کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ موجود ہے۔

میں آج تک نہیں سمجھ سکا کہ آخر جیری کس قصور کی بنا پر جنگل میں پھکوایا گیا تھا۔

لیزا ہی بتا سکے گی۔ میں نہیں جانتا۔ بہر حال وہ یہیں رہے گا۔ اور اس کی حیثیت بھی بحال رہے گی۔

بہت بہتر جناب۔

نکولس اور لڑکیوں کو ایک ہی کمرے میں اکٹھا کروں گا۔ اور جیری تمہارے پاس پہنچ

جائے گا۔

بہت بہتر جناب۔

بس اب جاو، بہت بڑی ذمہ داری سونپ رہا ہوں۔ اور یقین کرو کہ مستقبل قریب میں تمہیں اس کا فائدہ معلوم ہوگا۔

شکریہ جناب۔

روبن کے چلے جانے کے بعد وہ پھر کمرے سے نکلا تھا اور لفٹ کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

*

وہ سب خاموش تھے۔ حتیٰ کہ شارق کی بھی زبان بند تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے وہ سچ مچ جانور ہی ہوں۔

اچانک ایک جانب دیوار میں شگاف نمودار ہوا۔ اس تبدیلی سے قبل ہلکی سی آواز بھی ہوئی تھی۔ اور وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔

شگاف سے نکولس برآمد ہوا تھا۔ اس کے پیچھے دونوں مادائیں تھیں۔ اور پھر انہوں نے صف شکن کی آواز سنی۔

بھڑکنے کی ضرورت نہیں ساتھیوں۔۔۔۔

وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ دیوار کا شگاف غائب ہو چکا تھا۔

تم جادو کرتے پھر رہے ہو میرے بھائی صف شکن۔ شہباز کی کپکپاتی ہوئی آواز آئی۔

ہم منزل سے قریب ہیں۔ عمران بولا۔

مگر چچا۔۔۔ شارق نے کچھ کہنا چاہا۔

خاموش رہو، بھتیجے میں بہت تھک گیا ہوں۔

میں پیر دبا دوں؟۔

نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔ ہم یہاں کل سولہ عدد ہیں۔ آٹھ آٹھ کی تعداد میں کہیں اور پہنچائے جائیں گے۔ ادھر اس دیوار کی طرف دیکھو۔ جیسے ہی سرخ روشنی نظر آئے۔ ہمیں فوری طور پر بیہوش بن جانا پڑے گا۔

پتہ نہیں تم کیا کر رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ شہباز نے کہا۔

ہم بے ہوش بنے پڑے رہیں گے۔ اور وہ ہم میں سے کسی آٹھ کو اٹھا لے جائیں گے۔

لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ چپ چاپ چلے جانا۔ ایک اڑنے والی مشین تمہیں کہیں پہنچا کر واپس آ جائے گی۔ اور پھر بقیہ کو اٹھا لے جائیگی۔

آخر وہ بقیہ آٹھ کب تک بیہوش پڑے رہیں گے؟۔ طربدار نے سوال کیا۔

جیسے ہی وہ آٹھوں کو لے جائیں اور راستہ بند ہونے کی آواز سنو ہوش میں آ جانا۔ لیکن تمہیں دیوار پر ہونے والی سرخی پر نظر رکھنی پڑے گی۔

پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہو۔ پہلے وہ روشنی دکھائی تو دے؟۔ شہباز بولا۔

وہ روشنی پل بھر کے لیے نظر آئے گی۔ اور پھر غائب ہو جائے گی۔ جیسے ہی نظر آئے بے ہوش ہو جانا۔ ان کے جانے کے بعد ہوش میں آ جانا۔ اور دیوار کے اس حصے کی برابر نگرانی کرتے رہنا جہاں روشنی نظر آئے۔ کیونکہ جیسے ہی وہ دوبارہ ادھر آئیں گے روشنی پھر ہوگی۔

میں سمجھ گیا چچا۔ شارق جلدی سے بول پڑا۔

ان سے گفتگو کر کے وہ دونوں ماداوں اور نکلس کو ایک گوشے میں لے گیا تھا۔

اب کیا ہوگا فادر؟۔ نکلس مردہ سی آواز میں بولا۔

پرواہ مت کرو۔ تم نے دیکھا کہ جو کچھ میں چاہ رہا ہوں وہی ہو رہا ہے۔

جیری کا کیا ہوگا؟۔

کچھ بھی نہیں۔ یہاں اس کی پہلی والی حیثیت برقرار رہے گی۔

یہ سب کیونکر ممکن ہوا؟۔

نکلس، کیا تم سچ مچ خود کو جانور ہی سمجھنے لگے ہو۔ ہم ناممکنات کو ممکن بنانے کے لیے اس دنیا میں آئے ہیں۔

وہ تو ٹھیک ہے فادر۔ لیکن نہ جانے کیوں اب مایوسی میرے ذہن میں جڑ پکڑنے لگی ہے۔

اس احساس کو ذہن سے جھٹک دو۔ کیا تم نئے تجربات کے شائق نہیں ہو۔

وہ کچھ نہ بولا۔

سیفد مادہ عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

کیوں؟ تم کیا دیکھ رہی ہو؟

میں دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا دیکھ رہی ہوں؟

کیا اب میرے سر پر سینگ نکل آئے ہیں؟ عمران نے کہا۔

نہیں، پتہ نہیں کیا دیکھ رہی ہوں۔

فی الحال کچھ بھی نہ دیکھو۔ صرف میری ہدایات یاد رکھنے کی کوشش کرتی رہو۔

یہ سرخ روشنی۔۔۔۔ نکولس کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ کہاں ہو؟ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔ میں ادھر کبھی نہیں آیا۔

پوائینٹ تھری کی طویل راہداری ہے۔ جس میں ایسے ہی متعدد کمرے ہیں جیسے ہی لفٹ پوائینٹ تھری پر رکتی ہے۔ ساری کمروں میں پل بھر کے لیے سرخ بلب روشن ہو جاتے ہیں۔

فادر۔۔۔۔۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم بھی ہم ہی میں سے کوئی شخصیت ہو اور کسی بنا پر انتقامی کاروائی کا شکار ہو گئے ہو۔ جیسے میں ہوا ہوں۔

ہم جہاں بھی جائیں گے شکرالی ہی رہیں گے۔ اور تم میرے سلسلے میں اپنی زبان قطعی بند رکھنا ورنہ پھر کبھی آدمی نہ بن سکو گے۔

زبان کاٹ دینا اگر اس کے خلاف ہو۔

اور تم دونوں۔۔۔۔۔؟ عمران نے ماداؤں کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہم دونوں۔۔۔۔؟ وہ سوالیہ انداز میں بولیں۔

تم طربدار کے ساتھ رہو گی۔ اس نے سنہری مادہ کی طرف انگلی اٹھائی اور سفید مادہ کی طرف دیکھ کر رہ گیا۔

میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ وہ بول پڑی۔

بہت ذہین ہو۔ میں یہی چاہتا تھا۔ اس پر خاک ڈالو جسے تمہاری پرواہ نہیں ہے۔

اب میں ان لوگوں کی بھیڑ میں صاف پہچان سکتی ہوں۔

بس اتنا ہی کافی ہے۔ عمران نے سر ہلا کر کہا اور شکرالیوں کے قریب جا کھڑا ہوا۔

سنہری مادہ طربدار کے ساتھ رہے گی۔ اگر اس کا موقع دیا گیا۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ اور سفید مادہ کی ذمہ داری میں خود لیتا ہوں۔ خدا کرے اس کا موقع مجھے نصیب نہ ہو۔

شارق زور سے ہنس پڑا تھا۔

بس۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ دانت توڑ دوں گا۔

شارق بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

بس ڈر گیا۔ عمران نے قہقہہ لگایا۔

سردار شہباز۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں ڈرتا۔

اب تم خود کو قابو میں رکھو گے بھتیجے۔ شاید اب ہم اس مرحلے سے گزریں جہاں صرف تجربہ کاری ہی کام آ سکے گی۔

آخر ہم جائیں گے کہاں صف شکن؟۔ شہباز نے پوچھا۔

میں نہیں جانتا۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں خود لیزا بھی نہیں جانتی کہ ہم کہاں جائیں گے۔

یہ تو عقل مندی کی بات نہ ہوئی۔ طربدار بولا۔

ٹھیک ہے تو پھر جانور بنے رہو۔

تو بکواس نہ کر طربدار۔ شہباز غرایا۔ اس زندگی سے تو موت ہی بہتر ہوگی۔ تم لوگ۔۔۔۔چپ چاپ وہی کرو جو کہا گیا ہے۔

میرا یہ مطلب نہیں تھا سردار۔۔۔۔۔طربدار بولا۔ پھر وہیں چیخا تھا۔ ارے سرخ روشنی۔

وہ بڑی پھرتی سے زمین پر گر پڑے تھے اور بے ہوش بن گئے تھے۔

آٹھ آٹھ لے گئے جن میں نکولس بھی شامل تھا۔ دونوں مادائیں رہ گئیں۔

ان کے چلے جانے کے بعد راستہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ انہوں نے کسی وزنی چیز کے سرکنے کی آواز سن کر اندازہ لگایا تھا کہ وہ لوگ چلے گئے۔

عمران نے آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے بولا۔ اب ہوش میں آ جاو۔ اور دیکھو کہ وہ کس کس کو لے گئے ہیں؟۔

کون۔۔۔۔۔۔؟ شہباز اٹھتا ہوا بولا۔ تم رہ گئے صف شکن۔ ارے یہ دونوں بھی نہیں گئیں۔ پھر کون کون گیا ہے؟۔

طربدار اور شارق بھی نہیں تھے۔

فکر نہ کرو۔ نکولس ان کے ساتھ ہے۔ عمران بولا۔

اوہ۔۔۔۔صف شکن، میں تنگ آ گیا ہوں۔ کیوں نہ دس پانچ کو مار کر مر جاوں۔

دماغ ٹھنڈا رکھو سردار۔ یہاں دس پانچ کو مارنے سے کیا فائدہ۔۔۔۔ یہ بیچارے تو ہم سے بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم تو کھلی ہوا میں سانس لیتے رہے ہیں۔ یہ بےچارے نہ جانے کب سے اس پنجرے میں بند ہیں۔ مرنا ہی ہے تو اسے مار کر مرنا جس کے اشارے پر تم جانور بنا دیئے گئے ہو۔ یہ بےچارے تو کرائے کے مزدور ہیں ہمیشہ اصل مجرم کی تاک میں رہا کرو۔

تو مجسم عقل ہے میرے بھائی۔ میں غلطی پر تھا۔

دونوں مادائیں بھی ان کے قریب آ بیٹھیں اور شہباز پرے سرک گیا۔

وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔طربدار چلا گیا؟۔ سنہری مادہ چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

فکر نہ کرو۔۔۔۔۔اس پھیرے میں ہم سب جائیں گے۔ عمران نے اس کا شانہ تھپک

کر کہا۔

ارے ہٹاؤ اس کے شانے سے ہاتھ۔ سفید مادہ غرائی۔ تم میرے ہو۔

شاباش۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ بہت اچھی جا رہی ہو۔

میں سنجیدہ ہوں۔

نیچرل بچ۔۔۔ ہیئر ہیئر۔

باتوں میں اڑاؤ گے تو منہ نوچ لوں گی۔

بس یہی نہ کرنا۔۔۔۔ بے حد مایوسی ہو گی تمہیں۔

مجھے تو سچ مچ نیند آنے لگی ہے۔ سنہری مادہ نے جماہی لے کر کہا۔

اچھی علامت ہے۔ عمران بولا۔

کیا مطلب؟۔

میں نے محسوس کیا ہے کہ تم زیادہ سوتی رہتی ہو۔

بکواس مت کرو۔ وہ بھنا کر بولی اور وہاں سے ہٹ گئی۔

کیا تمہاری زبان قابو میں رہنا نہیں جانتی؟۔ سفید مادہ نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

تمہیں کیوں غصہ آ رہا ہے مجھ پر؟۔

مجھے تم پر کیوں غصہ آنے لگا؟۔

نہیں آتا؟۔

ہر گز نہیں۔

تب تو ٹھیک ہے۔

اب دیکھو ہمیں کتنی دیر اور یہاں رہنا پڑتا ہے۔

ہو رہے گا کچھ نہ کچھ۔ گھبرائیں کیا۔

تمہیں بالکل خوف نہیں معلوم ہوتا؟۔

خوف۔۔۔؟ کس سے؟۔

مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی ہو اور مجھ سے چلنے کو کہا جا رہا ہو۔ اب خدا ہی جانے اگلا قدم کسی اندھے کنوئیں میں لے جائے گا یا سمندر میں۔

تمہیں تیرنا آتا ہے؟۔

کیوں نہیں آتا۔

تب پھر تیرنا شروع کر دینا۔ اندھے کنوئیں میں گریں تو میں تمہاری ہڈیاں باہر نکال لاؤں گا۔

سچ بتاؤ تم کون ہو۔ مجھے تو نکولس ہی کی بات سچ معلوم ہوتی ہے۔ تم انہی میں سے ہو اور کسی وجہ سے جانور بنا دیئے گئے ہو۔ نکولس نے اس ظلم کے خلاف احتجاج ہی تو کیا تھا۔

میں خود نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔

باتوں میں اڑانے کے ماہر ہو۔

پھر وہ خاموش ہو گئی تھی۔ اور خود بھی اٹھ کر سنہری مادہ کے پاس جا بیٹھی تھی۔

کیا بکواس کر رہی تھی؟۔ شہباز نے عمران سے پوچھا۔

تمہاری طرف سے مایوس ہو کر اب میری جوئیں نکالنا چاہتی ہے۔

اسے باتوں میں اڑاتے رہو ورنہ طربدار کی طرح کہیں کے نہ رہو گے۔

اسی حال میں کہاں کا ہوں؟۔

تم جانو۔۔۔ آگاہ کر دینا میرا فرض تھا۔

دیکھو کیا ہوتا ہے؟۔

چاروں شکرالی خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ دفعتاً شہباز بولا۔

وہ عورت لیزا کس حال میں ہے؟۔

ہفتوں اس کا ذہن کچھ سوچنے سمجھنے کے قابل نہ ہو سکے گا۔

آخر وہ دوا کیسی تھی جو تم نے اس کے جسم میں داخل کی تھی؟۔

بس ایسی ہی تھی کہ ہم اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔

تم نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے اس سے؟۔

جتنا وہ جانتی تھی اسی دوا کے اثر کے تحت مجھے بتا چکی۔ اور یقین کرو کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتی۔

کیا مطلب؟۔

اس سے زیادہ نہیں جانتی جتنا اس سے کرنے کو کہا گیا ہے۔

☆

نکولس کے علاوہ اور سبھوں کی گھگھی بندھی ہوئی تھی۔ انہیں فضائی سفر کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور ہیلی کاپٹر کی گھن گرج کانوں کے پردے الگ پھاڑے دے رہی تھی۔

آنکھیں بند کر کے اور کانوں میں انگلیں دے کر جو گردنیں ڈالی ہیں تو پھر سر نہیں اٹھا سکے۔

شارق کے دانت بھینچے ہوئے تھے۔ اور معدہ حلق کی طرف آتا محسوس ہوتا تھا۔ ساری چوکڑی بھول گیا تھا۔

نکولس انہیں ڈھارس دینا چاہتا تھا لیکن دشواری یہ تھی کہ وہ اس کی بات ہی نہ سمجھ سکتے۔

ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر نے نیچے اترنا شروع کیا۔ شکرالیوں کو ابکائیاں آنے لگیں اور وہ دہاڑتی ہوئی آوازوں میں اپنے نادیدہ دشمن کو گالیاں دے رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر لینڈ کرنے کے بعد دو مسلح آدمی اگلے حصے سے نیچے اترے تھے۔ وہ حصہ جس میں ساتوں شکرالی اور نکولس تھے مقفل تھا۔

نکولس نے اٹھ کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ باقاعدہ طور پر بنایا ہوا یہ ہیلی کاپٹر نظر آیا۔

سامنے ہی ایک عمارت بھی دکھائی دی۔ جس کے دونوں اطراف میں درختوں کی قطاریں دور دور تک چلی گئی تھیں۔ خاصی پرفضا جگہ معلوم ہوتی تھی۔

دونوں مسلح آدمی عمارت کی طرف جاتے دکھائی دیئے۔ کسی سفید نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

شکرالیوں نے چیخنا بند کر دیا تھا اور کھڑکیوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

شارق طربدار سے کہہ رہا تھا۔ اس مشین کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ اور وقت بھی زیادہ نہیں لگا۔ ہم اس منحوس پہاڑ سے زیادہ دور تو نہیں آئے۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔ طربدار بولا۔

لیکن حال تباہ ہو گئی ہے۔

اب دیکھو کیا ہوتا ہے۔

نکولس انہیں اشارے کر رہا تھا۔

یہ کیا کہہ رہا ہے؟ طربدار بڑبڑایا۔

شاید ہمیں تسلیاں دے رہا ہے۔

اس پر یہی ظاہر کرنا چاہیئے کہ ہمیں زرا سی بھی تشویش نہیں ہے۔

کس طرح ظاہر کروں؟۔

زور۔۔۔ زور سے قہقہے لگائیں ہم لوگ۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔

بس پھر کیا تھا ساتوں شکرالیوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور نکولس کی آنکھوں سے سراسیمگی مترشح ہونے لگی۔ وہ سہم کر ایک گوشے میں سمٹ گیا۔ شاید سمجھا تھا کہ ساتوں کے دماغ الٹ گئے ہیں۔

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ ڈرو نہیں۔ شارق ہاتھ ہلا کر بولا۔ ہم پاگل نہیں ہوئے صرف خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

نکولس کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

تھوڑی دیر بعد چھ آدمی عمارت کی طرف سے آتے دکھائی دیئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔

صف شکن کی ہدایات یاد رکھنا۔ شارق نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ قطعی یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اپنے اس حال پر غضب ناک ہو۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ عمارت سے برآمد ہونے والے قریب آ گئے۔ یہ لوگ فوجی قسم کی خاکی وردیوں میں ملبوس تھے۔

دروازے کے قریب نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہو گئے۔ رائفلیں اس انداز میں ہیلی کاپٹر کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ جیسے گڑبڑ کی صورت میں فورا فائرنگ شروع کر دیں گے۔

وہ سمجھتے ہیں کہ ہم باہر نکل کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔

نکولس اشاروں میں انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا وہ پرسکون رہیں۔

وہ نیچے اترے تھے اور اپنے ہاتھ اٹھا دیئے تھے۔

میں انگریز ہوں۔ نکولس نے مسلح آدمیوں سے کہا۔ تم مجھ سے گفتگو کر سکو گے۔

ادھر چلو۔ ان میں سے ایک آدمی نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر خشک لہجے میں کہا نکولس شائد سمجھا تھا کہ یہاں بھی اپنے لیے ہمدرد پیدا کر لے گا۔ لیکن ایسے مایوسی ہوئی اسے انگلش بولتے سن کر کسی نے بھی حیرت ظاہر نہیں کی تھی۔ بے چارہ۔۔۔ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

وہ سب بتائی ہوئی سمت چل پڑے۔

دفعتا شارق نے ہنسنا شروع کر دیا۔ طربدار بھی ہنسا تھا۔ اور پھر سب ہی ہنسنے لگے تھے۔

مسلح چلتے چلتے رک گئے۔ وہ انہیں حیرت سے دیکھے جا رہے تھے۔

یہ خائف نہیں ہیں۔ نکولس نے ان سے کہا۔

کیا تم ان کی زبان سمجھ سکتے ہو؟۔ ایک آدمی نے پوچھا۔

زبان نہیں سمجھ سکتا لیکن ہفتوں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ زندہ دل لوگ ہیں۔

ہم نے سنا تھا کہ شکرالی بے حد خونخوار ہوتے ہیں؟۔

جانور بننے کے بعد سے ان میں بے حد انسانیت پیدا ہو گئی ہے۔

اچھا۔۔۔ چلو چلتے رہو۔

نکولس نے اپنے ساتھیوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔ اب انہوں نے گانا بھی شروع کر دیا تھا۔

تم لوگ کچھ اور نہ سمجھنا۔ یہ گیت گا رہے ہیں۔ نکولس نے مسلح آدمیوں سے کہا۔

آخر اتنے خوش کیوں ہیں؟۔ سوال کیا گیا۔

جانور بننے کے بعد سے خوش ہی رہتے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں۔ کاش میں ان سے گفتگو کر سکتا۔

درختوں کی قطار کے درمیان سے گزرنے کے بعد وہ ایک پتلی سی پگڈنڈی پر چلے تھے۔ جن کی دونوں طرف پھولوں کی کیاریاں بنی ہوئی تھیں۔

ہم نے یہ جگہ پہلے کیوں نہیں دیکھی؟۔ طربدار بولا۔ زرد ریگستان ہی کا کوئی حصہ معلوم ہوتا ہے۔

ہمارا اپنا راستہ ہے۔ دوسرے نے کہا۔ پتہ نہیں یہ لوگ کدھر لائے ہیں۔ ہو سکتا ہے ادھر نخلستان بھی ہوں۔

وہ چلتے رہے۔ پھر انہیں ایک چھوٹے سے کچے مکان میں ہانک دیا گیا تھا۔ ٹھیک اسی وقت انہوں نے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ پرواز کرتے دیکھا تھا۔

تم ذرا ان لوگوں کو قابو میں رکھنا۔ ایک مسلح آدمی نے نکولس سے کہا۔

اشاروں میں جتنا سمجھا سکتا ہوں کرتا رہوں گا۔ ان کی زبان تو جانتا نہیں کہ کوئی بات پوری طرح ذہن نشین کرا سکوں گا۔

مگر۔۔۔۔ٹھہرو۔۔۔۔وہ نکولس کو گھورتا ہوا بولا۔ کیا تم قید ہو؟۔

میں جانور بنا دیا گیا ہوں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے۔

لیکن، تم نے تو کپڑے پہن رکھے ہے؟۔

جانور بنا دینے کے بعد کسی مقصد کے تحت نیچے سے اوپر تک میرے بال کتر دیئے گئے تھے۔ سر اور چہرہ چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے اس کے بعد تو کپڑے پہننے ہی پڑتے۔

کمال ہے، میں تو سمجھا تھا کہ تم نے جدید فیشن کے مطابق سر اور داڑھی کے بال بڑھا رکھے ہیں۔

ہمارا باس جو کوئی بھی ہو ہماری زندگیوں سے کھیل رہا ہے۔

بس خاموش رہو۔ ورنہ گولی ماردی جائے گی۔ یہاں حکومت کی پالیسی پر نکتہ چینی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حکومت؟۔ نکولس چونک پڑا۔

کیوں تمہیں حیرت کیوں ہے؟۔

ہم تو ایک دواساز کمپنی کے ملازم ہیں۔

وزارت صحت سے تعلق ہوگا تمہارا؟۔

شائد میں پاگل ہوجاوں گا۔ نکولس بڑبڑایا۔

اچھا اچھا۔۔۔پاگل پن ہی کے اثرات تم میں پائے گئے ہوں گے۔ تبھی جانور بنا دیئے گئے ہو۔

میں نے دو سفید فام لڑکیوں کے جانور بنا دیئے جانے پر احتجاج کیا تھا۔

تب پھر تمہیں گولی کیوں نہ ماردی گئی۔ تم زندہ کیوں ہو۔ اچھا میں سمجھا کسی قسم کی جواب دہی کے لیے تمہیں زندہ رکھا گیا ہے۔ اچھا تو تم اپنے اس جانور پن کو حوالات ہی سمجھو، جواب دہی کے اسٹیج پر اگر تم حکومت کو مطمئن نہ کرسکے تو تمہیں گولی نہ ماردی جائے گی۔ شائد تم تیسرے درجے کے شہری ہو اسی لیے تمہیں قوانین کا علم نہیں؟۔

نکولس سچ مچ چکرا کر رہ گیا۔ آخر قصہ کیا ہے؟ دروازہ باہر سے مقفل کرکے مسلح آدمی چلے گئے۔

شکرالی مکان کا جائزہ لیتے پھر رہے تھے۔ یہاں کھانے پینے کی چیزیں وافر مقدار میں موجود تھیں۔ ایک جگہ شراب کی بوتلیں نظر آئی تھیں۔

نکولس نے ایک بوتل اٹھائی اور اسے للچائی نظروں سے دیکھتا رہا پتہ نہیں کب سے شراب نصیب نہیں ہوئی تھی۔ پھر اس نے کاگ نکالی تھی اور بوتل ہی کو منہ سے لگا دیا تھا۔

شکرالی اسے بغور دیکھتے رہے۔ آپس میں کچھ سرگوشیاں بھی کی تھیں۔

فرنگی تیمال ہی معلوم ہوتی ہے۔ شارق چہک کر بولا۔

بہت عمدہ ہوتی ہے۔ طربدار نے ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ ذرا نکولس کی آنکھیں دیکھو۔ نشے میں ڈوبنے لگی ہیں۔ دوسرا

بولا۔

ہم نے کب سے تیمال نہیں پی۔

اٹھاوں ایک بوتل؟۔ شارق نے چہک کر پوچھا۔

بس دو گھونٹ۔۔۔۔ زیادہ نہیں۔ ایک گھگھیایا۔

ٹھہرو۔۔۔۔۔ پہلے نکولس کا حشر دیکھ لیں۔ طربدار نے کہا۔

کیا حشر دیکھو گے۔ وہ تو بوتل سے منہ ہی نہیں ہٹا رہا۔ یہ پوری بوتل صاف کر دینے کے بعد ویسے ہی مردہ نظر آنے لگے گا۔ شارق بولا۔

سچ مچ نکولس پوری بوتل خالی کر کے لمبا لمبا لیٹ گیا تھا۔ اور پھر ہچکیاں شروع ہو گئیں تھیں۔

بٹیر مر رہا ہے۔ شارق ہنس کر بولا۔ آخر تم دیکھنا کیا چاہتے ہو طربدار بھائی؟۔

شراب میں زہر بھی ہو سکتا ہے؟۔

زہر دینے کے لیے اتنی دور لانے کی زحمت کیوں کریں گے۔ چاہتے تو جنگل ہی میں ہمیں گولی مار دیتے۔ اٹھاو بھی۔۔۔ دو دو گھونٹ میں کیا ہرج ہے؟۔

اچھی بات ہے۔ تو اٹھاو؟۔ طربدار نے کہا۔

ایک نے بوتل اٹھایا اور اسے گھورتے ہوئے کہا۔

ہم فرنگی سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی زبان سے نفرت کرتے ہیں۔ اس کی عورت ہمیں

نہیں بھاتی۔ پھر ہم اس کی شراب کیوں پئیں؟۔

اوہ چپ رہ۔۔۔ کیوں خواہ مخواہ بکواس کر رہا ہے؟۔ طربدار بھنا کر بولا۔

صف شکن ٹھیک کہتا ہے کہ ہم لوگ احمق ہیں۔ روایات کے جال میں پھنسے ہوئے بے بس پرندے۔

اچھی بات ہے تم مت پینا۔

میں نہیں پیوں گا۔ جب سے صف شکن کی باتیں سنی ہیں۔ بہت بدل گیا ہوں یہ جو تمہارے ارد گرد کھڑے ہوئے ہیں۔ میرے سائے سے بھی بھڑکتے تھے۔ اس کا دم نکل جاتا تھا میری آواز سن کر لیکن اب دیکھو قریب کھڑے ہوئے ہیں۔

طربدار نے کاگ نکالی اور دو گھونٹ لے کر بوتل دوسرے کی طرف بڑھا دی۔

شام ہونے والی تھی۔ ایک نے باورچی خانہ سنبھال لیا۔ اور نکولس اس کا ہاتھ بٹانے لگا تھا تازہ ترکاریاں بھی وہاں موجود تھیں۔ خشک مچھلیوں کی وافر مقدار بھی نظر آئی تھی۔

نکولس مسلسل یہی سوچ جا رہا تھا کہ پتہ نہیں بقیہ لوگ کب پہنچیں گے۔ بولنے کے لیے بے چین تھا۔ لیکن اس وقت کس سے بولتا۔ نہ دونوں مادائیں تھیں اور نہ عمران۔ اس نے سوچا کیا ضروری ہے کہ وہ لوگ بھی یہیں لائے جائیں۔

لیکن تھوڑی ہی دیر بعد جب سورج غروب ہو رہا تھا۔ انہوں نے دوبارہ ہیلی کاپٹر کی آواز سنی۔ دوڑ کر کھڑکی کے قریب پہنچے تھے۔ لیکن ہیلی ہیڈ تک نظریں نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ البتہ

ہیلی کا پٹر ضرور دکھائی دے گیا تھا اور ان کے اندازے کے مطابق وہیں اتر رہا تھا۔ جہاں وہ لوگ اترے تھے۔

دیکھو، وہ بھی یہیں لاتے جاتے ہیں یا کہیں اور جاتے ہیں۔ شارق بڑبڑایا۔

یہاں جگہ تو بہت ہے۔ طربدار نے کہا۔

لیکن ضروری نہیں کہ وہ دونوں بھی یہیں لائی جائیں۔

چپ رہو۔ طربدار بھنا کر بولا۔

میں شنگشت بھی ہوں اور خیرہ سر بھی۔۔۔ اسے ہر وقت یاد رکھو۔ اور یہ پانچوں میرے آدمی ہیں۔ تمہارے نہیں۔

تم مجھے دھمکی دے رہے ہو؟۔

دھمکی نہیں، یاددہانی۔ میں نے کہا شائید تم بھول گئے ہو۔

طربدار خاموش ہو گیا اور وہ پانچوں ہنسنے لگے۔ طربدار کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر اس ریک کے قریب جا ٹھہرا۔ جس میں شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے پھر ایک بوتل سے کاگ نکالی اور پینے لگا۔

شارق کچھ نہ بولا۔ طربدار نے شائید اسی لیے یہ حرکت کی تھی کہ شارق کچھ بولے اور بات بڑھ جائیے۔

تم لوگ اب ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے۔ شارق نے سرخسانیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

جیسی تمہاری مرضی چھوٹے سردار۔ ایک بولا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ اتنی دیر میں طربدار پوری بوتل صاف کر چکا تھا۔

دروازہ کھلا تھا۔ اور چھ جانور داخل ہوئے تھے۔ دروازہ پھر بند ہو گیا تھا۔

میرا خیال غلط نہیں تھا۔ وہ دونوں نہیں ہیں۔ شارق بولا۔

خ۔۔۔۔۔ خاموش، شنگشت۔۔۔۔۔۔۔ خ۔۔۔۔۔ خیرہ سر۔ طربدار ہکلایا۔ وہ کسی مست ہاتھی کی طرح جھوم رہا تھا۔ خالی بوتل اس کے ہاتھ میں تھی۔

خوب۔ عمران بولا۔ تو یہاں شراب بھی موجود ہے۔ کیا سب نے پی رکھی ہے؟۔

میرے علاوہ۔ شارق بولا۔

آپ نے کیوں کرم فرمایا؟۔

مجھے صرف تیمال پسند ہے۔ فرنگی کی شراب نہیں پی سکتا۔

یہ ہوئی نا بات۔

شہباز خاموش کھڑا طربدار کو گھورے جا رہا تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور طربدار کے ہاتھ سے خالی بوتل چھین کر دور پھینک دی۔

اس کے بعد اس کی نظر ریک پر پڑی تھی۔ بھری ہوئی بوتلیں دکھائی دی تھیں۔

نہیں، انہیں جوں کی توں رہنے دو۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور شہباز اس کی طرف گھوم

گیا۔ نکولس بھی قریب آ گیا تھا۔ ابھی تک تھوڑے بہت نشے میں تھا۔

تم نے اندازہ لگایا کہ ہم کہاں ہیں؟۔ اس نے عمران سے پوچھا۔

لگالیں گے اندازہ بھی۔ جلدی کیا ہے؟۔ عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

طربدار دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا اور انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جا رہا تھا۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ مجھ سے میری زندگی چھین لی گئی۔

چپکا بیٹھا رہ ورنہ کھال اتار دوں گا۔ شہباز دھاڑا۔

اور۔۔۔ کیا۔ طربدار ہاتھ نچا کر بولا۔ اب کس کے سہارے جیئوں گا؟۔

تم سن رہے ہو اس کی باتیں؟۔ وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔

نشے میں ہے۔۔۔ جانے بھی دو۔

میں اس شراب کو ضائع ہی کیوں نہ کر دوں؟۔

قطعی ضروری نہیں۔ اب کوئی ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

میں نے اپنے آدمیوں کو صرف دو گھونٹ کی اجازت دی تھی۔ شارق بولا۔

اب ایک قطرہ بھی نہیں۔ شہباز دہاڑا۔ میں جس دن سے اس حال کو پہنچا ہوں۔ تیمال کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ کم از کم ذہنی طور پر آدمی بنا رہوں۔

اب ایسا ہی ہوگا۔ شارق جلدی سے بولا۔

کیا خیال ہے تمہارا؟ ہم کس طرف سے آئے ہیں؟۔ عمران نے شہباز سے پوچھا۔

پہاڑ سے زیادہ دور نہیں آئے۔۔۔۔ لیکن یہ نخلستان کہاں سے پیدا ہو گیا؟۔

میں نہیں جانتا۔۔۔۔ زرد ریگستان تو موت اور ویرانی کی آماجگاہ ہے۔

ہو سکتا ہے۔ یہ نخلستان اس راستے سے الگ ہو جس سے تم لوگ گزرتے ہو۔

یہی بات ہوگی۔ شہباز پر تشویش لہجے میں بولا۔

ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے فادر۔ دفعتاً نکولس بول پڑا۔

ہاں۔۔۔۔ کہو۔۔۔۔۔ کیا ہے؟۔ عمران اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

میں اسے بڑے مجرموں کا کوئی گروہ سمجھا تھا۔ لیکن یہ تو کسی قسم کی حکومت ہے۔

میں نہیں سمجھا۔

نکولس نے اپنی اور مسلح آدمی کی گفتگو دہرائی تھی۔ عمران کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر خاموش رہ کر پر تشویش لہجے میں کہا۔ پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ خیر چھوڑو۔۔۔۔۔۔۔۔ میں ذرا اس مکان ہی کا جائزہ لے لوں۔

پھر وہ تینوں مکان کے مختلف حصوں کو دیکھتے پھرے تھے۔

ضرورت کی ساری چیزیں موجود ہیں۔ عمران بولا۔

وہ دونوں کہاں گئیں؟۔ نکولس نے پوچھا۔

ہیلی کاپٹر پر تو ساتھ ہی تھیں۔ یہاں پہنچ کر کہیں اور لے جائی گئی ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ ہمارے ساتھ نہ رکھی جائیں گی۔

پتہ نہیں ان کا حشر کیا ہو؟۔

اپنی فکر کرو بیٹے؟۔

اپنی فکر تو یہاں بھی نہیں ہے۔ جس نے مرنے کی ٹھان لی ہو۔ اسے کیا فکر ہو سکتی ہے۔

ٹھیک اسی وقت صدر دروازہ کھلا تھا اور تین مسلح آدمی اندر آئے تھے ایک نے نکولس سے کہا۔ کسی ایسی چیز کی ضرورت ہو جو یہاں موجود نہ ہو تو مجھے بتاؤ؟۔

جنہیں مرنا ہو۔ انہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہو سکتی ہے۔

کسے مرنا ہے؟۔ مسلح آدمی نے حیرت سے کہا۔

ہمیں اور کسے؟۔

موت ان کے لیے نہیں ہے جو جانور بنا دیئے جاتے ہیں۔ تم ہم سے بہتر ہو۔ حالانکہ باتیں تیسرے درجے کے شہریوں کی سی کرتے ہو۔

کیا بات ہوئی؟۔

اول درجے کے شہری وہ ہیں جو جانور ہیں۔ ہم بے چارے دوسرے اور تیسرے درجے کے شہری اس تمنا میں مر رہے ہیں کہ جانور بنا دیئے جائیں۔

عمران نے دوسری طرف منہ پھیر کر دیدے نچائے تھے۔

بات میری سمجھ میں نہیں آئی؟۔

اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ تم کسی قسم کا احتجاج کرنے کے باوجود بھی جانور بنا دیئے گئے ہو۔ حکومت کی آنکھوں کا تارا معلوم ہوتے ہو۔ خیر دارالحکومت میں پہنچو گے۔ تو تمہیں اپنے مرتبے کا علم ہو گا۔

ہم کب پہنچیں گے دارالحکومت؟۔ نکولس نے پوچھا۔

کل ہی روانہ کر دیئے جاؤ گے۔

ہم سب؟۔

اور کیا۔۔۔ ورنہ ہم دوسرے اور تیسرے درجے کے شہریوں میں تمہارا کیا کام؟۔

اگر مجھے کوئی ذمہ داری کی پوسٹ مل گئی تو تمہیں بھی جانور بنا دوں گا۔

شکریہ، میرے بچے تمہیں دعائیں دیں گے۔ دیکھو، وعدہ کر رہے ہو بھول نہ جانا۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

وہ تینوں چلے گئے تھے اور نکولس طویل سانس لے کر عمران کی طرف مڑا تھا۔

سنا تم نے؟۔

بالکل سن لیا۔ عمران ہنس کر بولا۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ جانور بن جانے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اے اول درجے کے شہری۔ ویسے تم نے اچھا کیا کہ دارالحکومت کا پتہ پوچھنے نہیں بیٹھ گئے تھے۔

اتنا احمق نہیں ہوں۔ پہلے ہی اسے بتا چکا ہوں کہ اسی تنظیم سے متعلق ہوں۔

وزارت صحت کے کوئی عہدہ دار۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

نکولس نے اس کے لہجے سے محظوظ ہو کر قہقہہ لگایا تھا۔

رات انہوں نے سکون سے گزاری تھی۔ اور دوسری صبح انہیں اطلاع ملی تھی کہ دونوں ماداؤں نے خاصہ ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ اسی آدمی نکولس کو اس سے آگاہ کیا تھا جس سے پچھلے دن اس کی گفتگو ہوئی تھی۔

وہ دونوں انہی لوگوں کے ساتھ رہنے پر مصر ہیں۔ تنہا نہیں رہنا چاہتیں۔ اس نے کہا۔ لیکن ہمیں حکم ملا ہے کہ انہیں الگ رکھا جائے۔

تو پھر ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں؟۔ نکولس نے سوال کیا۔

انہوں نے اس مکان کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ جہاں ٹھہرائی گئی ہیں۔ فرنیچر توڑ ڈالا۔ کراکری ریزہ ریزہ کر دی۔ پردے پھاڑ ڈالے۔

تب تو انہیں یہیں لے آؤ۔

لیکن اوپر کا حکم؟۔

یہاں اول درجے کے شہری مقیم ہیں۔ اوپر کے معاملات سنبھال لیں گے۔ تم انہیں یہیں لے آؤ۔ نکولس بولا۔

میں اس لیے آیا تھا کہ تم میرے ساتھ چل کر انہیں سمجھا دو۔

نکولس نے عمران کی طرف دیکھا اور اس نے سر ہلا کر منظوری دے دی تھی۔ اس طرح کہ مسلح آدمی کو اس اشارے بازی کی خبر تک نہ ہو سکی۔

نکولس اس کے ساتھ باہر نکلا تھا۔ اور وہ اسی پگڈنڈی سے گزرے تھے۔ جس سے گزر کر پچھلے دن پکی عمارت تک پہنچے تھے۔

اب وہ اس عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ جو ہیلی کاپٹر سے اترتے وقت نظر آئی تھی۔ ہیلی ہیڈ سے عمارت تک کا راستہ بہت سلیقے سے بنایا گیا تھا۔

نکولس نے سوچا شاید یہیں سے پہاڑ والی عمارت میں رسد پہنچائی جاتی ہے لیکن لیزا کا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے تھا۔ ہوسکتا ہے ہیڈ کوارٹر وہی ہو جسے مسلح آدمی دارالحکومت کہتا ہے۔

عمارت میں دم رکھتے ہی نکولس کو ایسا محسوس ہوا جیسے خوشبوؤں کے دیس میں آ گیا ہو۔ ہر راہداری کے موڑ پر نئی خوشبو سے سابقہ پڑتا تھا۔

بالآخر وہ کمرے میں پہنچے جہاں مادائیں اداس بیٹھی تھیں۔ نکولس کو دیکھ کر بڑی پھرتی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

تم کہاں ہو؟۔ سفید مادہ نے پوچھا۔

بڑی واہیات جگہ ہے۔ ہمیں ننگے فرش پر سونا پڑا تھا۔

سب ایک ہی جگہ ہیں؟۔

ہاں۔

لیکن ہمیں الگ کیوں کر دیا گیا ہے؟۔

تمہارے آرام کے خیال سے۔ وہاں تمہیں تکلیف ہوتی۔ مناسب یہی ہے کہ یہیں

رہو۔

مسلح آدمی اسے کمرے میں پہنچا کر خود واپس چلا گیا اور کہہ گیا تھا کہ واپسی کے لیے وہ ایک پش سوئچ کو دبا کر اسے طلب کر سکے گا۔

یہاں تنہائی میں ہمارا دم گھٹتا ہے۔

سنو، یہاں ہمارا قیام عارضی ہے۔ ہوسکتا ہے آج ہی کسی وقت یہاں سے بھی روانگی ہو جائے۔ اس لیے ہنگامہ مت برپا کرو۔

ویسے ہمارے ساتھ برتاؤ اچھا ہو رہا ہے۔ سنہری مادہ بولی۔

اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ الجھو مت۔

وہ لوگ کس حال میں ہیں؟ سنہری مادہ بولی۔

اور تو سب ٹھیک ہیں۔ لیکن کل طربدار تمہاری یاد میں دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو؟

یقین کرو، وہسکی کی پوری بوتل صاف کر گیا تھا۔

اوہ تو نشے میں تھا۔

اس عمارت میں شراب کی بوتلیں بھی ہاتھ لگی ہیں۔

اور۔۔۔ وہ۔۔۔ افلاطون؟ سفید مادہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

صف شکن۔ وہ بالکل ٹھیک ہے اسی کی ہدایت پر میں یہاں آیا ہوں۔ وہی چاہتا ہے کہ تم لوگ پرسکون رہو۔

یہ کون سی جگہ ہے۔ اور یہاں کیا ہو رہا ہے؟

کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ یہی معلوم ہے کہ اب کہاں جائیں گے۔ ویسے یقین رکھو ہم لوگ زندہ رہیں گے۔

یہ بھی کوئی زندگی ہے؟

میں نے تو اس کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ تم بھی یہی عادت ڈالو زندگی بسر کرنے کی چیز ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ کیسی گزر رہی ہے۔ ہمیں جانوروں ہی کی طرح زندہ رہنا چاہیئے۔

تم ٹھیک کہتے ہو۔ آدمیوں کی سوسائٹی میں بھی کبھی کبھی جانوروں کی سی زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ سفید مادہ کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

بس تو پھر اب پرسکون رہو۔ ورنہ ہوسکتا ہے ہم سے یہ آسانیاں بھی چھین جائیں۔

ہم تو صرف ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ سنہری مادہ بولی۔

دیکھا جائے گا۔ اس کے بارے میں اگلی منزل پر سوچیں گے۔

ہمیں باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔

ہم کب آزاد ہیں۔ دروازہ باہر سے مقفل کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت تو مجھے صرف اس لیے لایا گیا ہے کہ میں تمہیں سمجھاؤں۔

اچھی بات ہے۔ اب ہم محتاط رہیں گے۔

نکولس زیادہ دیر نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ دفعتاً اسے ایک بات اور یاد آ گئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ اس نے ایک بات کہی تھی۔ میرا مطلب ہے۔ صف شکن نے ۔۔۔ اس کے بیان کے مطابق لیزا نے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی تھی کہ جنگل میں جانوروں کی بھیڑ ہو جانے کی وجہ سے لڑکیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ اس لیے انہیں فوراً بلوا لینا چاہیۓ اور شائید اسی لیے ہم وہاں سے ہٹا لیے گئے ہیں۔ لہذا تمہیں بقیہ جانوروں کے لیے نفرت کا اظہار کرنا چاہیئے۔

مجھے علم نہیں تھا کہ ایسا ہوا ہے۔ ورنہ میں محتاط رہتی۔

اب محتاط رہنا۔ اگر کوئی یہاں سے تم سے اب اس مسلے پر گفتگو کرے تو تم یہی کہنا کہ ہم صرف نکولس کی ہم نشین چاہتے ہیں۔ شکرالی درندوں سے ہمیں کیا سروکار۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ سفید مادہ سر ہلا کر بولی۔

پھر نکولس نے بتائے ہوئے پش سوئچ پر انگلی کا دباو ڈالا تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہی آدمی پہنچ گیا تھا جس نے یہاں تک راہنمائی کی تھی۔

راستے میں نکولس نے اس سے کہا۔ وہ دراصل صرف یہ چاہتی تھیں کہ میں ان کے پاس پہنچ جاوں۔ دوسرے جانوروں سے تو وہ خایف ہیں۔

یہی بات ہوگی۔ وہ آدمی بولا۔ لیکن ہمیں تو یہی حکم ملا ہے کہ انہیں سب سے الگ رکھیں۔

ٹھیک ہے، اب وہ شور نہیں مچائیں گی میں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔

قیام گاہ پر پہنچ کر نکولس نے عمران کو رپورٹ دی تھی۔ اور وہ خوش ہو کر بولا تھا۔ تم بہت ذہین ہو۔

میں اس وقت تم سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ یاددہانی کرا دینا۔ لیکن اس کی موجودگی میں نہیں کہہ سکا تھا۔

وہ دونوں خیریت سے ہیں نا؟۔ شارق نے قریب آ کر عمران سے پوچھا۔

کچھ زیادہ ہی خیریت سے ہیں۔ عمران نے جواب دیا اور نکولس سے بولا۔ کب تک روانگی کی توقع ہے؟۔

اس سے متعلق مزید گفتگو نہیں ہوئی۔

شارق نے طربدار کے قریب جا کر کچھ کیا تھا اور وہ اسے مارنے دوڑا تھا۔

اسے سمجھاو ورنہ پٹے گا میرے ہاتھ سے۔ شہباز نے عمران کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔

شارق۔ عمران نے اسے آواز دی۔

میں نے تو صرف خیریت بتائی تھی چچا۔

چچا کے بچے، میں تیری خیریت کا خواہاں ہوں۔ اگر شہباز کا ایک ہاتھ پڑ گیا تو ہفتوں اٹھ نہیں سکے گا۔

میں معافی چاہتا ہوں سردار۔ شارق بولا۔

شہباز نے دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔

ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور ایک عجیب الخلقت آدمی اندر داخل ہوا۔ دبلا پتلا اور چھوٹے سے قد والا تھا۔ سر کے بال بے داغ سفید تھے۔ آنکھوں میں وحشت تھی۔ اور اس کے پیچھے دو قوی ہیکل اور باوردی باڈی گارڈ تھے جنہوں نے ہاتھوں میں مشین پستول سنبھال رکھے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے نہیں معلوم ہوتے تھے جن سے اب تک سابقہ رہا تھا۔

دفعتا بوڑھا آدمی شکرالی میں بولا۔ تم سب خوش تو ہونا؟۔

بہت زیادہ۔ عمران نے جواب دیا۔

نہیں، ناخوش معلوم ہوتے ہو۔

بھلا کس طرح؟۔

مجھے دیکھ کر تم نے قہقہے نہیں لگائے۔ بوڑھا نے بچکانہ انداز میں کہا۔ میں جنرل ایڈوین ٹرنڈاون لیکز ہاسٹ ہوں۔

تم سے مل کر بڑی خوشی ہوئی لیکن اتنے لمبے نام کے باوجود بھی اتنے ڈرے سے کیوں ہو؟۔

خاموش، بدتمیز۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخا تھا اور اسے کھانسی آنے لگی تھی۔ پھر اس نے اپنے باڈی گارڈز کی طرف مڑ کر انگلش میں کہا۔ ان لوگوں پر میرا ذرا سا بھی رعب نہیں پڑا۔

پڑا ہے یور آنر۔ ایک باڈی گارڈ بولا۔

آپ کو کھانسی آنے لگی ہے یور آنرز۔ دوسرے نے کہا۔

ان پر رعب پڑنے کی وجہ سے؟۔

ہاں یور آنر۔

تم کہتے ہو تو مان لیتا ہوں۔

وہ پھر شکرالیوں کی طرف مڑا اور ان کی زبان میں بولا۔ میں دنیا کی ستر ایسی زبانوں کا ماہر ہوں جو تحریر میں نہیں آتیں۔

پھر وہی عرض کروں گا۔ جنرل صاحب کہ آپ اتنے ذرا سے تو ہیں۔ عمران نے کہا۔ اور میرا باپ بھی اتنا ہی ذرا سا ہے۔ اس کا نام سنجیدہ خان محتاط ۔۔۔۔۔۔ دیکھا کتنا بڑا نام ہے بس ثابت ہوا کہ اگر قد سے بڑے نام اختیار نہ کئے جائیں تو۔۔۔

اس کا جملہ پورا ہونے سے قبل ہی بوڑھا چہکا۔ تم نے دیکھا۔۔۔ وہ بھی میری ہی طرح عظیم ہوگا؟۔

کیا کہنے ہیں عظمت کے۔

کیا مطلب؟۔

کچھ بھی نہیں جنرل ایڈون ٹرنڈاون لیکز ہاسٹ۔

تم بہت ذہین معلوم ہوتے ہو۔ ایک ہی بار میں تمہیں میرا پورا نام یاد ہو گیا۔ بوڑھا خوشی

ظاہر کرتا ہوا بولا۔

اپنی آمد کا مقصد بیان کرو جنرل؟۔

دیکھنا چاہتا تھا مستقبل کے بڑے آدمیوں کو۔

آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ عمران چاروں طرف ہاتھ گھما کر بولا۔

میں نے مستقبل کے آدمی کہا تھا۔ جس رفتار سے آدمی ترقی کر رہا ہے وہ اسی طرف لے جائے گی۔

میں سمجھ گیا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو جنرل۔ میں تم سے متفق ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم سب مستقبل کے آدمی ہیں حال سے تو تنگ آ گئے تھے۔

اگر تم اسی طرح مجھ سے متفق ہوتے رہے تو حکومت کی باگ دوڑ تمہارے ہاتھ میں ہوگی۔

لیکن میں حکومت نہیں۔ ایک خوب صورت سی عورت چاہتا ہوں۔ جو میرے بالوں میں کنگھا کر کے جوئیں نکال سکے۔

ملے گی۔۔۔۔ ضرور ملے گی۔۔۔۔ اگر تم مجھ سے اسی طرح متفق ہوتے رہے۔ یہ لوگ کچھ نہیں بول رہے؟۔ بوڑھے نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔

میرے سامنے زبان کھولنے کی جرات نہیں کر سکتے کیون کہ میں ان کا سردار ہوں۔

یعنی یہ تمہارے قابو میں ہیں؟۔

بالکل میرے قابو میں ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہیں بھی متفق ہونا پڑے گا؟۔

نہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اچھا تو پھر میں تمہیں اپنا مصاحب بناوں گا۔ اور کے بعد تم اور زیادہ ترقی کرو گے۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ عمرنا نے شاہانہ انداز میں کہا۔

شارق بھی خاموش کھڑا تھا۔ عمران کے انداز سے اس نے سمجھ لیا تھا کہ وہ دوسروں کی خاموشی ہی مناسب سمجھتا ہے۔ ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ ااس بوڑھے کو گود میں اٹھا کر سارے گھر میں ناچتا پھرے۔

اچھا تو پھر تیار ہو جاو۔ میں تمہیں دارالحکومت میں لے چلوں گا۔ بوڑھے نے عمران سے کہا۔

جیسا حکم ہو جنرل۔

بہت اچھے۔۔۔۔۔ بہت اچھے۔۔۔۔۔ تم تو میری توقعات سے بڑھ کر ثابت ہو رہے ہو۔ اچھا اب میں جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تمہیں روانگی کی اطلاع مل جائے گی۔ میرا نام یاد رکھنا۔

ہمیشہ یاد رکھوں گا جنرل۔

وہ چلا گیا اور شکرالی عمران کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔

آخر یہ کیا شے تھی؟۔ شہباز نے پوچھا۔ بڑی مشکلوں سے اپنے قہقہے روک سکا تھا۔

خدا ہی جانے کیا چکر ہے۔ عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

کیوں کیا تم کوئی اور بڑا خطرہ محسوس کر رہے ہو؟۔

ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عمران نے کہا اور نکولس کی طرف مڑ کر انگلش میں کہا۔ کیا خیال ہے تمہارا؟۔ کیا یہ انہی تین بڑوں میں سے ایک ہو سکتا ہے جس کا ذکر لیزا نے کیا تھا؟۔

یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیا تم نے اس کی باتیں نہیں سنی تھیں۔ اس کے باڈی گارڈز نے بھی اس کا مضحکہ اڑایا تھا۔ لیکن تم اتنے سنجیدہ کیوں ہو رہے ہو؟۔

میں سوچ رہا ہوں کہ وہی لوگ زیادہ تر انسانیت کی سطح سے گر جاتے ہیں جنہیں دوسرے مضحکہ خیز سمجھتے ہیں اور مسلسل احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں۔

یہ بات تو سوچنے کی ہے۔

یہی اندازہ کرنے کے لیے میں نے اس کا مضحکہ اڑایا تھا۔ عمران بولا۔

ہو سکتا ہے تمہارا خیال درست ہو۔

اور وہ اسی لیے بار بار متفق ہونے کا ذکر کر رہا تھا کہ یہ خود اسی کا کارنامہ ہے۔

تمہارے اندازے کبھی تک تو غلط نہیں ہوئے۔

خیر دیکھا جائے گا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اب تم لوگ سفر کی تیاری شروع کر دو۔ پھر وہ شہباز سے گفتگو کرنے لگا تھا۔

☆

ویسی ہی لمبی سی گاڑی تھی جیسی سرکس والوں کے پاس ہوتی ہیں اور وہ اس میں اپنے جانور ادھر سے ادھر لیے پھرتے ہیں۔

پچھلے حصے میں جانوروں کو بند کر دیا گیا تھا۔ اور اگلے حصے میں ڈرائیور کے ساتھ دو مسلح آدمی بیٹھے تھے۔

ماداوں کے لیے علیحدہ سے کوئی انتظام نہیں ہوا تھا۔ وہ بھی شکرالیوں کے ساتھ اسی گاڑی میں لے جائی جا رہی تھی۔ البتہ مسلح محافظوں نے نکولس کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر کسی جانور نے بھی ان سے چھیڑ چھاڑ کی تو اسے گولی مار دی جائے گی۔

نکولس نے عمران کو اس سے مطلع کر دیا تھا۔ اور اس نے ماداوں سے بات کرنے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔

واقعی اب تو ہمارے ساتھ جانوروں ہی کا سا برتاو ہو رہا ہے۔ شارق بولا۔

یہ سفر رات کو شروع ہوا تھا ورنہ شائد ان میں سے ایک بھی منزل تک زندہ نہ پہنچ سکتا۔ دن میں ریگستان کا سفر ناممکنات میں سے تھا۔

اس وقت بھی گرمی سے دم گھٹا جا رہا تھا۔ دوسروں پر جو بھی گزری ہو۔ لیکن عمران اور شارق کی حالت بہت ابتر تھی۔ وہ اپنی کھال میں تو تھے نہیں کہ گرمی بہ آسانی سہار جاتے۔

گاڑی معمولی رفتار سے کسی نامعلوم منزل کی طرف چلی جا رہی تھی۔

میں مر رہا ہوں چچا۔ شارق کراہا۔

دیکھو بیٹے، ریگستان کی چاندنی کتنی بھلی ہے۔ عمران نے کہا۔

پانی۔۔۔۔ اگر تھوڑا سا پانی مل جاتا۔

عمران نے نکولس سے کہا۔ پانی کے لیے کہو۔ سبھی پیاسے ہوں گے۔

نکولس نے عمران کا پیغام مسلح محافظوں تک پہنچایا تھا۔ اوران سے جواب پا کر عمران سے بولا تھا۔ ٹھنڈا پانی گاڑی کی چھت پر ٹنکی ہے۔ جس سے کولر لگا ہوا ہے۔

خوب۔ عمران کسی سوچ میں پڑھ گیا۔ ڈرائیور کی پشت والی کھڑکی سے انہیں ایک بڑا سا جگ دے گیا تھا۔ اورنکولس کو پانی حاصل کرنے کی تدبیر بتائی تھی۔

گاڑی کی چھت زیادہ اونچی نہیں تھی۔ نکولس نے ایک جگہ جگ اونچا کر کے چھت سے لگا ہوا بٹن دبایا اور جگ میں ٹھنڈے پانی کی دھار گرنے لگی تھی۔

سبھوں نے سیر ہو کر پانی پیا اور عمران شہباز سے بولا تھا۔ یہ گاڑی اور اس کا انتظام صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی نئ کہانی نہیں ہے۔

میں نہیں سمجھا؟۔

یہاں سے جانور سفر کرتے رہتے ہوں گے۔

شکرال کے لیے پہلا واقعہ ہے۔ شہباز نے کہا۔

یہاں صرف شکرالی تو نہیں ہے۔ کراغال اور مقلاق بھی ہیں۔

ٹھہرو۔ مجھے سوچنے دو۔ شہباز کہہ کر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد پھر بولا۔ شائید میں نے سنا تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کس نے بتایا تھا۔ یہ یاد نہیں۔ مقلاق اور دوسرے بعض علاقوں سے کچھ لوگ غائب ہو گئے ہیں۔

اندازا کتنے عرصے پہلے کی بات ہے؟۔

یہی کوئی سات آٹھ ماہ سمجھ لو۔

یہ بڑا مناسب علاقہ ہے ایسے کاموں کے لیے۔ ادھر خانہ بدوشوں کے قبیلے بھی تو ہیں۔ ان پر بھی ہاتھ صاف کیا جا سکتا ہے۔

مگر آخر کیوں؟۔

یہی معلوم کرنے کے لیے میں نے یہ خطرہ مول لیا ہے۔

اگر یہ اتنا ہی بڑا معاملہ ہے تو تم تنہا کیا کر لوگے۔ پچھلی بار جب تم شکرال آئے تھے تو تمہارے ساتھ بہترین لڑاکے تھے۔ کلہاڑیوں کی جنگ میں آج تک نہیں بولا۔

اس بار شکرالیوں سے لڑائی نہیں ہوگی۔ یہ ذہنی جنگ کا معاملہ ہے اور ذہنی جنگ میں تنہا لڑتا ہوں۔ خواہ سامنے کتنی ہی بڑی فوج کیوں نہ صف آرا ہو۔

تم ہی جانو۔۔۔۔ شہباز اکتا کر بولا۔

پھر گرمی اور حبس کے باوجود بھی ان کی آنکھیں نیند کے دباو سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔

عجیب ریگستان تھا جس کی راتیں بھی بے حد تکلیف دہ ہوتی تھیں۔

وہ سوتے رہے تھے اور خود سے نہیں جاگے تھے بلکہ گاڑی کے کریہہ اور کان پھاڑ دینے والے ہارن کی مسلسل آوازوں نے انہیں اٹھایا تھا۔

آنکھیں مل مل کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ گاڑی رکی ہوئی تھی اور کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑا بار بردار طیارہ کھڑا نظر آیا۔

خوب، سبھی کچھ غیر قانونی طور پر ہو رہا ہے۔ عمران نے نکولس سے کہا۔

ظاہر ہے۔ نکولس بولا۔

اس رن وے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟۔

میں کیا بتاوں۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں جانتا۔

پہاڑ والی عمارت کی طرح یہ رن وے بھی پچھلی جنگ عظیم کی یادگار معلوم ہوتا ہے۔

لیکن یہ طیارہ۔۔۔۔ یہ تو ایک مشہور کمپنی سے تعلق رکھتا ہے۔

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پالتو گوریلے اور سرکس کے جانور فضائی سفر کرتے ہی رہتے ہیں۔ ہم آدمیوں کے ساتھ تو ہوں گے نہیں کہ کسی کو اپنی دکھ بھری داستان سنا سکیں۔

صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ نکولس نے مردہ سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

وہ گاڑی سے اتار کر طیارے میں پہنچائے گئے تھے اور وہاں انہیں کٹہرا ہی نصیب ہوا تھا۔ کٹہرے کے دروازے پر ایک قیمتی تختی آویزاں تھی۔ جس پر تحریر تھا۔ سرکس کے بے ضرر

جانور۔۔۔ پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔

سرکس کا یہ گوریلا کپڑے پہننے کا بھی شائق ہے۔ عمران نے نکولس کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

نکولس کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں میں فکرمندی ظاہر ہو رہی تھی۔

وہ دونوں مسلح محافظ پھر نہ دکھائی دیئے۔

اب ہمارے کھانے پینے کی کیا رہے گی؟۔ شارق نے عمران سے پوچھا۔

بھوک لگے تو مجھے کھا لینا۔

ناراض ہو گئے چچا؟۔

دفعتاً سفید مادہ نے عمران کو مخاطب کیا۔ یہاں آس پاس کوئی نہیں ہے۔ کیا تم اب بھی مجھ سے گفتگو نہیں کرو گے؟۔

کیوں نہیں۔ اب تو میرے اور تمہارے علاوہ اس دنیا میں کچھ باقی نہیں رہا۔ کیا میں تمہیں کیٹس کی کوئی پر درد نظم سناوں؟۔

پیٹ کی بات کرو۔ یہاں کھانے پینے کی کیا صورت ہو گی؟۔ سفید مادہ نے کہا۔

پیٹ۔۔۔۔ ہائے پیٹ۔۔۔۔ ابھی مشرق نے بھی یہی سوال کیا تھا۔ جواب مغرب کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ دونوں جانور ہیں۔۔۔۔ اونچی اونچی باتیں کرو۔۔۔۔ پیٹ اور کموڈ۔۔۔۔۔۔ چھی چھی۔۔۔۔ اونچی اونچی باتیں کرو خوبصورت باتیں۔۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا؟۔

تم پیٹ سے سوچ رہی ہو۔ دماغ سے سوچو۔۔۔۔ روح کو بلندیوں کی طرف لے جاو۔

پیٹ میں غلاظتوں کے علاوہ اور کیا ہے؟۔

میں چیخنا شروع کر دوں گی ورنہ یہ بکواس بند کر دو۔

بند کر دی۔۔۔۔۔۔ لیکن اب مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔

تم اس کا دل کیوں دکھا رہے ہو؟ نکلس نے آہستہ سے پوچھا۔

تم بھی خاموشی سے ایک طرف بیٹھو۔

نکلس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس کا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔ لہذا وہ وہاں سے ہٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد طیارے نے ٹیک آف کیا تھا اور وہ لڑکھڑا کر ایک دوسرے پر گرے پڑے۔ اور جانوروں ہی کی طرح چیخنے لگے تھے۔

بس بس، اب کچھ نہ ہوگا۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ چین سے بیٹھو۔

تم ہمیں کچھ کرنے ہی نہیں دیتے۔ طربدار بھنا کر بولا۔

رونا چاہتے ہو تو رو بھی سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

طربدار آہستہ سے کچھ بڑبڑایا اور اس کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ گیا تھا۔

تم آخر اتنے ناراض کیوں ہو چچا؟۔ شارق بولا۔

مجھ سے ایسی باتیں پوچھی جا رہی ہیں جن کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

ہم صرف تشویش ظاہر کر رہے تھے۔ ہمیں جواب نہیں چاہیئے۔

اب تم نے عقل مندی کی بات کی ہے۔۔۔۔۔ آو، خوب صورت لڑکیوں جھیلوں اور آبشاروں کی باتیں کریں۔

مقلاق میں تو ہوتی ہوں گی لڑکیاں؟۔ شارق شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

نہیں ہوتیں۔۔۔۔۔ ورنہ میں کیوں دربدر ہوتا؟۔

بھاگنے لگے چچا؟۔

او بھتیجے، جھیلوں اور آبشاروں کی بات۔

جھیلیں غرق کر دیتی ہیں۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ آبشار چیتھڑے اڑا دیتے ہیں۔

جہاز کی تیز آواز کی وجہ سے وہ چیخ چیخ کر گفتگو کر رہے تھے۔

دفعتا دو آدمی کٹہرے کے پاس آ کھڑے ہوئے انہوں نے بڑے بڑے جھابے اٹھا رکھے تھے۔

عمران اور شارق خاموش ہو کر ان کی طرف متوجہ پو گئے۔ انہوں نے جھابوں سے کیلے نکال کر کٹھرے کے اندر پھینکنے شروع کر دیئے تھے۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا ایک ایک کیلا جھپٹ کر چھلکے سمیت کھانے لگا۔ دوسروں نے بھی اس کی تقلید کی۔ پھر ان دونوں آدمیوں کے چلنے جانے کے بعد بقیہ چھیل چھیل کر کھائے گئے تھے۔

واہ چچا۔۔۔ بات بن گئی۔ شارق بولا۔

اب ایسی ہی غذا ملے گی جس سے تمہارا خون ٹھنڈا ہو جائے فکر مت کرو۔

قریبا چار گھنٹے بعد جہاز نے اترنے کے لیے چکر لگانے شروع کر دیئے اور عمران نے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ کٹہرے کی سلاخیں مضبوطی سے تھام کر بیٹھ جائیں ورنہ پھر ایک دوسرے پر گریں گے۔ بہرحال جہاز نے لینڈ کیا تھا لیکن کہاں؟ وہ نہ دیکھ سکے کیونکہ کھڑکیوں سے دور ایک کٹہرے میں محدود تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہی دونوں مسلح دکھائی دیئے۔ جنہوں نے طیارے پر سوار کرایا تھا۔

اب تم لوگ نیچے اترو گے۔ اس نے کٹہرے کے قریب آ کر نکولس کو مخاطب کیا۔

یہ کون سی جگہ ہے؟۔

ایک ویران جزیرہ۔ یہاں سے ایک اسٹیمر تمہیں دارالحکومت تک پہنچائے گا۔ خبر دار، اسٹیمر پر کسی سے گفتگو کرنے کی کوشش نہ کرنا۔

میں سمجھتا ہوں۔ نکولس بولا لیکن بھوک پیاس کی شکایت کس سے کریں گے؟۔

اس کی طرف سے بےفکر رہو۔۔۔ انتظام ہے۔

شکریہ۔

وہ واپس چلا گیا۔ اور اس کی ہدایت نکولس نے عمران کے گوش گزار کر دی۔

اب بحری سفر ہوگا۔ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ کم از کم یہ تو معلوم کر لیا ہوتا کہ یہ سفر کتنا طویل ہوگا؟۔

میرا ذہن اڑا اڑا ہے صف شکن۔ سامنے کی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں سجھائی دیتا۔

فطری بات ہے؟۔

دیکھو۔ اس جہنم میں کیسی گزرتی ہے۔ جسے دارالحکومت کہا جا رہا ہے۔

دیکھا جائے گا۔ ہم اس اندھی چال پر مجبور تھے۔

کٹہرا کھول کر وہ جہاز سے اتر گئے تھے۔ سورج غروب ہونے والا تھا۔ ٹھنڈی اور تیز ہوا نے انہیں مسرور کر دیا۔

جزیرہ سرسبز مگر ویران تھا۔ یہاں بھی ویسا ہی رن وے نظر آیا جیسا وہ فضائی سفر کے آغاز میں دیکھ چکے تھے۔۔۔۔

دور ساحل پر کسی اسٹیمر کا دھواں فضا میں مرغولے بناتا دکھائی دے رہا تھا۔

محافظوں نے انہیں خوشگوار فضا سے محظوظ ہونے کی مہلت نہیں دی تھی۔ اور وہ بہت زیادہ محتاط بھی نظر آنے لگے تھے۔

ایک نے ساحل کی طرف ہاتھ اٹھا کر نکولس سے کہا۔ بس اب چل پڑو۔

نکولس نے ساتھیوں کو روانگی کا اشارہ کیا۔ عمران شہباز کی طرف مڑ کر بولا۔

اپنے ساتھیوں کو سمجھا دو کہ اب بالکل خاموش رہیں گے۔ جب تک میں نہ کہوں ہلکی سی آواز بھی حلق سے نہ نکالیں۔

عمران کے اندازے کے مطابق اسٹیمر پر عملے کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ دونوں محافظوں نے نکولس کو جانوروں کی بھیڑ سے الگ کیا اور اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔

اس کا کیا مطلب؟ نکولس انہیں گھورتا ہوا بولا۔

جانوروں کے ساتھ آدمی سفر نہیں کر سکے گا۔

میں بھی انہی میں سے ہوں۔ میرے لباس پر نہ جاو۔ چہرے اور سر کے علاوہ تمام جسم پر استرہ پھیر دیا گیا تھا۔

بات نہ بڑھاو۔۔۔۔ چپ چاپ الگ ہو جاو۔

میں اگر ان کے ساتھ نہ ہوا تو مادائیں خطرے میں پڑ جائیں گی۔

تم فکر نہ کرو۔

نکولس کو ایک چھوٹے سے کمرے میں تنہا بند کر دیا گیا۔ دوسری طرف شکرالیوں کو ایک بڑے کیبن میں رکھا گیا تھا۔ لڑکیاں بھی انہی کے ساتھ تھیں۔

نکولس کو قیدی کیوں بنا لیا گیا؟ سفید مادہ نے عمران کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ لیکن اس نے سنی ان سنی کر دی۔۔۔۔ پھر شائد سفید مادہ کو اس کی ہدایت یاد آ گئی تھی اور اس نے بات آگے نہیں بڑھائی تھی۔

اسٹیمر نے بالآخر لنگر اٹھا دیا۔ بحری سفر بھی شکرالیوں کے لیے نیا تجربہ تھا۔

جیسے ہی اسٹیمر بڑی لہروں کے درمیان پہنچا انہوں نے پیٹ دبا دبا کر ڈکرانا شروع کر دیا۔ اور پھر گردنیں ڈال کر ادھر ادھر جا پڑے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی ماداوں کی حالت بھی کسی قدر گڑبڑائی تھی لیکن پھر انہوں نے خود کو سنبھال لیا۔

عمران ان کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولا۔ ایک بار پھر یہ بات ذہن نشین کر لو کہ مجھے اپنی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی اگر کسی طرح یہ بات کھل گئی کہ میں انگلش بھی بول سکتا ہوں تو پھر زندگی بھر ہم میں سے کوئی بھی دوبارہ اپنی اصلی حالت پر نہیں آ سکے گا۔

ہم سمجھتے ہیں، تم مطمئن رہو۔ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن اس عورت کا کیا ہوگا۔ کیا وہ ادھر کے لوگوں کو مطلع نہ کر دے گی؟ سفید مادہ نے کہا۔

اس کا انتظام کر چکا ہوں۔ بس تم اپنی زبان قابو میں رکھنا۔

ایسا ہی ہوگا۔

یہ سفر دو گھنٹے تک جاری رہا تھا۔ اسٹیمر کسی ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ لیکن ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے جانوروں کو اتارنے کی جلدی نہ ہو۔ یا پھر وہاں جانوروں کو اترنا ہی نہ رہا ہو۔ اسٹیمر کسی اور مقصد کے تحت وہاں ساحل سے لگایا گیا ہو۔

عمران کے علاوہ اور سب فرش پر پڑے خراٹے لے رہے تھے۔ کیبن کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر عمران بھی لیٹ کر سوتا بن گیا۔

اوہ۔۔۔۔ یہ تو سو رہے ہیں۔ کسی کی آواز آئی۔

تو پھر انہیں کیسے اتارا جائے؟۔

یہ پوچھو کہ کیسے جگایا جائے۔

جھنجھوڑنے کا خطرہ تو نہیں مول لیا جاسکتا۔

کیبن کا دروازہ بند کرو۔ اور تیز قسم کی موسیقی ریکارڈ لگا کر اس کیبن کے لاوڈ اسپیکر کا سوئچ آن کردو۔

خیال برا نہیں۔ لیکن یہ جانور حیرت انگیز ہیں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے جو بھی آئے ہیں دردسر بن گئے۔ کوئی چیخ رہا ہے تو کوئی دہاڑیں مار مار کر رو رہا ہے۔ کوئی مارنے مرنے پر آمادہ ہے۔

چلو۔۔۔۔۔۔ واپس چلیں۔۔۔۔۔ دروازہ مقفل کردو۔

تھوڑی ہی سی دیر بعد کیبن رقص کی موسیقی سے گونجنے لگا تھا۔ کان پھاڑ دینے والی آواز تھی۔ وہ سب بوکھلا کر اٹھ بیٹھے۔ اور انہوں نے عمران کو رقص کرتے دیکھا۔ اس نے انہیں بھی اشارہ کیا تھا۔ سب سے پہلے شارق نے اس کی تقلید شروع کردی۔ پھر رفتہ رفتہ وہ سبھی ناچنے لگے تھے۔

دونوں مسلح محافظ حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھتے رہے کیبن کا دروازہ دوبارہ کھول دیا گیا تھا۔ اسٹیمر کے عملے کے۔۔۔ لوگ بھی راہداری میں موجود تھے۔

حیرت انگیز۔۔۔ حیرت انگیز۔۔۔۔۔ عملے کا ایک آدمی بولا۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

یہ آنریبل جنرل کے خاص جانور ہیں۔ مجھے یہی اطلاع ملی ہے۔ دوسرا بولا۔

عمران ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں بھی رقص کی دعوت دے رہا تھا۔ اور وہ ہنس رہے تھے۔

ذرا ہی سی دیر میں عملے کے آدمی جانوروں کی طرف سے مطمئن ہوگئے کہ ان سے حقیقتہ کوئی جانورپن سرزد نہیں ہوگا۔ ریکارڈ کے اختتام پر سناٹا چھا گیا۔ اور عمران کے اشارے پر وہ سب فرش پر بیٹھ گئے۔

میں نے کہا تھا کہ یہ جنرل کے خاص جانور ہیں۔ ایک محافظ بولا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جنرل کے وہ خاص جانور ساحل پر اتار دیئے گئے تھے۔ خاص الخاص جانور ساحل پر قدم رکھتے ہی بری طرح چونکا تھا۔ پہلے تو بصارت ہی پر یقین نہیں آیا۔ لیکن پھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے باوجود بھی اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ تو یہاں ایک بار پہلے بھی آچکا ہے۔۔۔۔۔ ہاربر کا احاطہ کئے ہوئے وہی اونچی اونچی چٹانیں تھیں جن پر جگہ جگہ سرخ اور سبز روشنیوں کے سگنل لگے ہوئے تھے۔ اور وہ حیرت انگیز ہاربر تھا۔ جس پر چھوٹی کشتیوں سے لے کر بہت بڑے بڑے اسٹیمر تک لنگر انداز ہوسکتے ہیں۔۔۔ یہ لنگھم آئیل کا ہاربر تھا۔ وہی لنگھم آئیل جہاں ایش ٹرے کی شکل کی ایک عمارت تھی۔ اور عمران اسے اندر سے نہیں دیکھ سکا تھا۔

ہاربر سے نکل کر وہ ایک بڑی گاڑی میں بٹھا دیئے گئے تھے۔ نکولس بھی ان کے ساتھ تھا۔

اس نے سفید مادہ سے پوچھا۔ کیا گزری تم لوگوں پر؟۔

کچھ بھی نہیں، ہم زیادہ تر سوتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کو بحری علالت نے آ دبوچا تھا۔

بڑی تکلیف اٹھائی ہوگی۔ ان بے چاروں نے پہلے کبھی شائد ہی سمندر کی شکل دیکھی ہو۔

ہم ہیں کہاں نکولس۔

خدا ہی جانے۔

تم نے ان لوگوں سے پوچھا نہیں؟۔

ضرورت بھی کیا ہے۔ جانوروں کو اس سے کیا سروکار وہ کہاں ہیں؟۔

تمہیں ہم سے الگ کیوں کر دیا گیا تھا؟۔

میں نہیں جانتا۔۔۔ انہوں نے وجہ نہیں بتائی تھی۔

گاڑی حرکت میں آ گئی تھی۔

عمران اور شکرالی بالکل خاموش تھے۔

☆

پہلے وہاں سگار کی شکل کی ایک ہی عمارت تھی۔ لیکن اب کئی نظر آ رہی تھیں۔ شفاف چاندی میں ان کئی منزلہ عمارات کو دور سے بھی دیکھا جا سکتا تھا۔

ایش ٹرے ہاوز بھی نظر آیا۔

ان کی گاڑی ایش ٹرے ہاوز کے قریب ہی رکی تھی۔ قریب سے یہ عمارت بہت بڑی نظر آئی۔ عمران نے پچھلے سفر کے دوران میں اسے دور ہی سے دیکھا تھا۔ اور تب اس کے گرد آہنی سلاخوں والا احاطہ بھی نہیں تھا۔ احاطے کے پھاٹک سے گاڑی گزری تھی۔ اور عمران نے اندازہ کر لیا تھا کہ اس آہنی احاطے میں برقی رو بھی دوڑائی جا سکتی ہوگی۔ احاطے سے عمارت کا فاصلہ دو ڈھائی فرلانگ ضرور رہا ہوگا۔

گاڑی تھوڑی دیر وہاں کھڑی رہی تھی۔ پھر ایک محافظ نے دروازے کے قریب آ کر نکولس سے کہا تھا۔ تم لڑکیوں سمیت باہر آ جاو۔ اور اس سے بھی اترنے کو کہو جس سے جنرل نے شکرالی میں گفتگو کی تھی۔

عمران نے سنا تھا اور نکولس کے اشارے کا منتظر رہا تھا۔

شائد، میں جا رہا ہوں۔ اس نے آہستہ سے شہباز کے کان میں کہا۔ تم لوگ جہاں بھی رہو میرے منتظر رہنا۔ میرے مشورے کے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھانا۔

تم مطمئن رہو۔ ایسا ہی ہوگا۔ شہباز بولا۔

پھر وہ چاروں نیچے اترے تھے اور گاڑی دوسرے جانوروں سمیت وہاں سے چلی گئی تھی۔

دونوں مادائیں کسی اور طرف لے جائی گئی تھیں اور یہ دونوں محافظ کے ساتھ ایش ٹرے ہاوز میں داخل ہوئے ۔

وہ جدھر سے بھی گزرتے تیز قسم کی روشنی میں نہا جاتے ۔ شائید روشنیاں عمارت کے کسی حصے میں ان کی تصویریں بنا رہی تھیں ۔

بالا آخر ایک بہت بڑے ہال میں انہیں پہچایا گیا تھا ۔ یہ ہال بھی دایئرہ نما تھا ۔ بالکل کسی اسٹیڈیم کا منظر پیش کر رہا تھا ۔ لیکن اسٹالز خالی تھیں ۔ البتہ البتہ ایرینا میں جنرل چار باڈی گارڈز کے ساتھ موجود تھا ۔ وہی مختصر سا جنرل جس سے عمران کی گفتگو ہوئی تھی ۔

اوہو ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے نکولس کو گھورتے ہوئے کہا ۔ اس چوکی پر میں نے تمہیں نظر انداز کر دیا تھا ۔ تم انگلش بول سکتے ہو؟ ۔

میں انگریز ہوں جناب ۔

جناب نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ جنرل ۔

جنرل ۔ ۔ ۔ ۔ نکولس بھرائی ہوئی آواز میں بولا ۔

ہاں ۔ ۔ ۔ اب بتاو ۔ ۔ ۔ ۔ کیا لیزا گوردو کے اسٹاف سے تعلق رکھتے ہو؟ ۔

تم نے سفید فام لڑکیوں کے جانور بنائے جانے پر اعتراض کیا تھا؟ ۔

ہاں مجھ سے غلطی ضرور سرزد ہوئی تھی ۔ لیکن میں اس غلطی پر جانور نہیں بنایا گیا ۔

تو پھر کس غلطی پر بنائے گئے تھے؟ ۔

نکولس نے جیری اور اس کی ڈایئری کی کہانی شروع کر دی ۔ اور اس کے ایک حصے کو بدلتا ہوا بولا ۔ لیزا کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تھا ۔ اس نے ہم دونوں کو طلب کر کے ڈایئری طلب کی ۔ میں نے کہا کہ میں ترکی ہی میں ڈایئری چھوڑ آیا ہوں ۔ لیکن شائید وہ اصل بات جیری سے علیحدگی میں پہلے ہی معلوم کر چکی تھی ۔ لہذا میرے کپڑے اتار کر مجھے چمڑ کے چابک سے پٹوایا ۔ کئی آدمیوں کے سامنے برہنہ کیا گیا تھا ۔ آپ خود سوچیئے ۔ میری کیا کیفیت ہوئی ہوگی ۔ پھر یہی نہیں ۔ اس نے میرے کپڑے آتش دان میں پھکوا دیئے اور وہ ڈایئری میری آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ ہو گئی ۔

وہ کس طرح ؟ ۔ جنرل اچھل کر بولا ۔

ڈایئری اسی جیکٹ کے استر میں چھپی ہوئی تھی جو میرے جسم سے اتار دی گئی تھی ۔

افسوس ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ افسوس ۔ جنرل رانیں پیٹتا ہوا چیخا ۔

اور پھر جب میں نے دیکھا کہ میری زندگی ہی خطرے میں ہے تو میں نے جیکٹ جل جانے کے بعد لیزا کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ سب کچھ میرے ذہن میں محفوظ ہے ۔ اگر وہ مجھے مار ڈالے تب بھی نہیں بتاوں گا ۔

کیا سچ مچ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ سب تمہارے ذہن میں محفوظ ہے؟ ۔

ہرگز نہیں جنرل ۔ وہ تو میں نے اس لیے جھوٹ بولا کہ لیزا مجھ سے اگلوا لینے کے لیے زندہ رہنے دے ۔

میں پوچھ رہا تھا کہ اس نے تمہیں جانور کیوں بنایا؟۔

مجھے جانور بنا کر اس توقع پر جیری سمیت جنگل میں پھکوا دیا کہ ہیروں کی وادی تک جانے کا راستہ تلاش کروں گا اور وہ میری لاعلمی میں ہم دونوں کی نگرانی کرتی رہے گی۔

ہوں۔۔۔۔۔۔ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔لیکن یہ کپڑے۔ دوسرے جانور تو ویسے ہی ہیں۔

جنگل سے دوبارہ اٹھا دیا گیا۔ آنریبل جنرل۔ اور بے ہوشی کے عالم میں میرے جسم پر استرہ پھیرا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کپڑے پہنائے گئے تھے اور ہوش میں آنے کے بعد مجھ سے کہا گیا تھا کہ گوردو آدمی بھی بنا سکتی ہے۔ جہاں جہاں سے بال غائب ہیں وہاں اب نہیں اگیں گے۔ اگر میں گوردو کے لیے نقشہ تیار کردوں تو پورا آدمی بنا دیا جاوں گا۔ لیکن میں جلد ہی محسوس کرلیا کہ وہ محض فریب تھا گوردو مجھے پھر سے آدمی بنا دینے پر قادر نہیں ہے۔

یہ درست ہے، میرے علاوہ اور کوئی تمہیں آدمی نہیں بنا سکتا۔ جنرل چہک کر بولا۔

بہر حال لیزا نے مجھے اسی لیے شائد زندہ رہنے دیا کہ اس کی دانست میں نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔

اور اب اطلاع ملی ہے کہ وہ پاگل ہوگئی ہے۔ جنرل میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔

ضرور پاگل ہوگئی ہوگی۔ جنہیں اپنے جرائم کی جواب دہی کا خوف ہوتا ہے۔ وہ اسی طرح پاگل ہوجایا کرتے ہیں۔

میں دیکھوں گا، اب تم جاو۔ جنرل نے کہہ کر ایک باڈی گارڈ کو اشارہ کیا تھا اور وہ نکولس کو

وہاں سے کہیں اور لے گیا تھا۔

جنرل عمران کی طرف متوجہ ہوا۔

تم ہی تھے جس سے اس چوکی پر میری گفتگو ہوئی تھی؟۔ اس نے شکرالی میں پوچھا۔

ہاں جنرل، میں ہی تھا۔

اور تم نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔

میں نہیں سمجھا جنرل؟۔

تم سے پہلے جتنے بھی آئے تھے ابھی تک ہمارے قابو میں نہیں آسکے لیکن تم لوگ؟۔

ہم لوگ پہلے بھی آدمی نہیں تھے۔ یعنی ہم تیرہ شکرالی۔

کیا مطلب؟۔

آدمی وہ ہے جو صرف اپنے کام سے کام رکھے۔ لیکن ہم تیرہ آسمانوں کی سیر کرتے ہیں۔ ہمیں بہت پہلے علم ہوگیا تھا کہ ہماری ہیت بدلنے والی ہے۔

کیسے معلوم ہوگیا تھا؟۔

ہم آسمانوں کی سیر کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔

یعنی تم کاہن ہو؟۔

ہاں جنرل، اور وہ بارہ میرے شاگرد ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ لیکن یہ جانتا ہوں کہ یہاں پہلے آٹھ بادشاہ تھے۔ اب صرف تین رہ گئے ہیں۔

حیرت انگیز۔ جنرل ایک بار پھر اچھل پڑا اور باڈی گارڈز کی طرف دیکھ کر انگلش میں بولا۔ اس معزز ہستی کو کرسی پیش کرو۔

شکریہ جنرل۔ عمران بیٹھتا ہوا بولا۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تمہیں اپنا مصاحب بناؤں گا۔

مزید شکریہ، لیکن۔

لیکن کیا؟۔

ستاروں کی چال کہہ رہی ہے کہ وہ دونوں بادشاہ اسے پسند نہیں کریں گے۔

انہیں پسند کرنا پڑے گا۔ جنرل میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔

عمران کچھ نہ بولا۔

کچھ اور بتاؤ۔ مستقبل کے بارے میں؟۔ جنرل اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

تمہارا یہ تجربہ ناکام رہے گا۔

کونسا تجربہ؟۔

بچے بالدار نہیں ہوں گے۔ آدمیوں ہی جیسے ہوں گے۔

تب تو سب فضول ہے۔

اور ان دونوں میں سے صرف ایک ہی۔۔۔۔۔

دوسری، دوسری کیوں نہیں؟۔

وہ تمہارے مقدر میں ہے۔۔۔۔۔۔سفید مادہ۔

مم۔۔۔۔۔میرے۔۔۔۔۔ناممکن۔۔۔۔۔سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جنرل نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔

ستارے یہی کہہ رہے ہیں۔ تم اسے دوبارہ عورت بنا کر تو دیکھو۔ وہ بالکل دوسروں سے دور رہی ہے۔ میں نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کر دی تھی کہ کوئی اس کے قریب بھی نہ جائے۔

تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟۔

اس لیے کہ وہ صرف تمہارے لیے پیدا ہوئی ہے جنرل۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی عورت بننے والی ہے۔

اوہ۔۔۔۔اوہ۔۔۔۔۔جنرل کچھ کہہ بھی نہیں سکا۔ اس وقت اس کی حالت کسی بچے کی سی ہو رہی تھی۔ عمران اسے بغور دیکھتا رہا۔ پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا کہ اسے کبھی کسی عورت نے منہ نہ لگایا ہوگا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ میں اسے عورت بنا دوں گا۔ اور تمہیں بھی آدمی بنا دوں گا۔

میں تو نہیں بننا چاہتا آدمی۔

کیوں؟ کیوں نہیں بننا چاہتے؟۔

اس حلیے میں خود کو زیادہ معزز محسوس کرتا ہوں۔

عجیب بات ہے۔

روزانہ نئے نئے ملبوسات کی بچت۔۔۔۔۔اپنی کھال میں مست۔۔۔۔

یہ بھی حیرت انگیز ہے کہ تم ہمارے نکتہ نظر سے بھی واقف ہو۔ جنرل خوش ہوکر بولا۔ ہم یہی چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کے عوام کو جانور بنا دیں۔ فی الحال چھوٹے پیمانے پر تجربات شروع کئے ہیں۔

اچھا۔

ہاں۔۔۔ہم تمہیں مقابلے کی دوڑ سے بچانا چاہتے ہیں۔

بہت خوب۔

اس پر تفصیل سے باتیں پھر ہوں گی۔ یہ بتاو، کیا تم ان جانوروں کو بھی قابو میں کرسکو گے جو تمہارے شاگرد نہیں ہیں۔

کرسکوں گا۔ لیکن ان کا انحصار اس پر ہوگا کہ وہ کن خطہ ہائے زمین سے تعلق رکھتے ہیں۔

سب تمہارے آس پاس ہی کے علاقوں کے ہیں۔

مثال کے طور پر۔

مقلاقی ہیں۔۔۔۔۔کراغالی ہیں۔

عمران نے پرتشویش انداز میں سر کو جنبش دی تھی۔ اس سلسلے میں بھی اس کا اندازہ درست نکلا تھا۔

لیکن جنرل۔ وہ کچھ دیر بعد بولا۔ آخر یہ عنائیت ہمیں پر کیوں؟ اسی خطہ زمین کو کیوں منتخب کیا گیا۔۔۔۔پہل کرنے کے لیے؟۔

وہاں ہمارے پاس ایک محفوظ ٹھکانہ پہلے سے موجود تھا۔ وہی عمارت جہاں سے لیزا گوردو نے تم لوگوں پر تجربہ کیا تھا۔ اب ہم دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی ایسی محفوظ جگہیں تلاش کررہے ہیں۔

اچھی بات ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ دوسرے جانوروں کو بھی تمہارا مطیع بنا دوں۔ ویسے تمہارے وہ دونوں ساتھی کہاں ہیں؟۔

فی الحال یہاں موجود نہیں ہیں۔ تم ان کی فکر نہ کرو وہ مجھ سے اختلاف نہیں کرسکتے۔

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن ستارے کچھ اور کہہ رہے ہیں۔

کیا کہہ رہے ہیں؟۔

یہ ابھی نہیں بتا سکتا۔ اختلاف تو سمجھ میں آ رہا ہے لیکن انجام کی چال ابھی واضح نہیں ہے۔

کیا کہنا چاہتے ہو؟۔

ابھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ تم تینوں کا کیا ہوگا۔ یا یوں کہو کہ اختلاف کا انجام کیا ہوگا۔

بری خبر مت سناو۔ جنرل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ مجھے اس عورت کے بارے میں

سوچنے دو۔ جو میرے مقدر میں ہے۔

میں کل اسے ایک بار پھر دیکھو گا۔ عمران نے کہا۔ کبھی کبھی مقام بدلنے سے بھی فرق پڑ جاتا ہے۔

اس کے بعد عمران کو وہیں سے بھجوا دیا گیا تھا۔ جہاں اس کے ساتھی لے جائے گئے تھے۔

ایک بہت بڑا شڈ تھا۔ جس کی چاروں اطراف میں سلاخوں دار جنگلے لگے ہوئے تھے اور تیز قسم کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔ لیکن وہاں تو درجنوں جانور تھے۔ اور ان کے ساتھیوں کی شناخت مشکل تھی۔ اگر شارق خود ہی جھپٹ کر عمران کی طرف نہ آتا تو اسے کسی نہ کسی کو آواز دینی پڑتی۔

شہباز کو اس نے اتنے ہی احوال سے آگاہ کیا تھا۔ جتنا مناسب سمجھتا تھا۔

یہاں ۔۔۔۔ مقلاقی اور کراغالی بھی ہیں صف شکن۔ شہباز بولا۔ تمہارا خیال بھی درست نکلا۔

تم نے ان سے گفتگو کی ہے؟۔ عمران نے پوچھا۔

کیوں نہیں، کراغالیوں میں تین میرے شناسا نکلے ہیں۔ تم دیکھو مقلاقیوں میں شائد تمہارے شناسا بھی نکل آئیں۔

میں تو صرف نام کا مقلاقی ہوں۔ وہاں میرا کوئی شناسا نہیں نکلے گا۔ تم نے ان سے میرا ذکر تو نہیں کیا؟۔

نہیں۔

ایسا کبھی نہ کرنا۔

ضرورت ہی کیا ہے۔ شہباز نے کہا۔ لیکن یہ لوگ آپے سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔

خیر۔۔۔ دیکھا جائے گا۔ پتہ نہیں کھانے پینے کا انتظام یہاں کس قسم کا ہے پھل تو اب کھائے نہیں جاتے۔ کیا ہم سچ مچ گوریلے ہیں شہباز؟۔

تم ہی جانو۔ تم نے منع نہ کر رکھا ہوتا تو اب تک کئی جانیں میرے ہاتھوں جا چکی ہوتیں۔

شائد وہ وقت قریب ہے۔ ابھی اپنے اس جذبے کو دبائے رکھو۔ ان مقلاقیوں اور کراغالیوں کو بھی ٹھنڈا کرنا ہے۔ میں نے جنرل سے وعدہ کیا ہے۔

مجھے تو وہ چھوٹا سا آدمی پاگل معلوم ہوتا ہے۔

کچھ پاگل ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں پاگل کہنے کی جرات نہیں کی جا سکتی۔

کچھ دیر بعد ان کے لیے کھانا آیا تھ۔ جو بھنے ہوئے غلے اور ابلے ہوئے چاول پر مشتمل تھا۔

* * *

دوسری صبح شارق نے عمران کو جگایا تھا۔ ایسی ٹوٹ کر نیند آئی تھی کہ بیدار ہو جانے کے بعد بھی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔

کیا ہے۔۔۔۔۔سونے دو؟۔ عمران نے جھنجھلا کر کہا۔

وہی پاگل بالشتیا۔۔۔۔۔۔تمہیں پوچھ رہا ہے۔

کون؟۔

جسے جنرل کہتے ہو۔

عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ جنرل ایڈون جنگلے کے باہر کھڑا تھا اس کے پیچھے دو مسلح گارڈ تھے۔ جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

تم ابھی تک سو رہے ہو؟۔ اس نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا تھا۔

پھر کچھ مقلاقی اور کراغالی بھی جاگے۔ اور انہوں نے چیخ چیخ کر اسے گالیاں دینا شروع کردیں تھیں۔

تم سن رہے ہو؟۔ اس نے عمران سے کہا جو اب جنگلے کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔

میں سن رہا ہوں جنرل۔ لیکن ابھی ان سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں ملا۔

خیر۔۔۔۔خیر۔۔۔۔تم باہر آو۔

جیسا حکم جنرل۔۔۔۔۔۔اپنے آدمیوں سے کہیئے کہ دروازہ کھولیں۔

ایک نے اسٹین گن سیدھی کی تھی اور دوسرے محافظ نے قفل کھولا تھا۔

عمران کو باہر نکال کر دروازہ دوبارہ مقفل کر دیا گیا۔ عمران کے ساتھیون کے علاوہ سبھی چیخ رہے تھے۔

میں نے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاو کرنا چاہا تھا جیسا تمہارے ساتھ کر رہا ہوں۔ جنرل نے کہا۔

مجھے یقین ہے۔ تم بہت رحم دل ہو۔ جنرل۔

اور تم بہت عقل مند ہو۔ جنرل بولا۔

اس پر عمران نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ ایک طرف چل پڑے۔ کچھ دیر بعد جنرل نے کہا۔ میں تمہیں اسی لڑکی کے پاس لئے چل رہا ہوں۔

کسی چھت کے نیچے؟۔ عمران نے سوال کیا۔

ہاں۔۔۔۔ایک بہت آرام دہ کمرہ اسے دیا گیا ہے۔

یہ تو ہونا ہی چاہیئے۔ لیکن کسی چھت کے نیچے میرا اور اس کا قرب قطعی لا حاصل ہوگا۔ عمران نے چلتے چلتے رک کر کہا اور چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ ٹھہرو۔ مجھے اس کے ستارے کا مقام تلاش کرنے دو۔

کچھ دیر اس نے ایک چھوٹے سے ٹیلے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ آج اس کا ستارہ ٹھیک اس ٹیلے کے اوپر ہوگا۔

تم کہنا کیا چاہتے ہو؟۔ جنرل الجھ کر بولا۔

اسے ٹیلے پر بلواو۔ وہیں اندازہ لگاؤں گا کہ اس پر تبدیلی مقام کا اثر تو نہیں پڑا۔ چھت کے نیچے کچھ بھی نہ ہو سکے گا۔

ابھی بلواتا ہوں۔۔۔۔ ہم یہیں ٹھہریں گے۔ جنرل نے کہا اور ایک محافظ کو لڑکی سے متعلق ہدایات دیں۔ وہ چلا گیا۔

تمہارے ساتھی تو خوش ہیں؟۔ جنرل نے پوچھا۔

ان کی خوشی اور ناخوشی کا انحصار مجھ پر ہے۔

تب پھر مجھے تم سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ کیا تم خوش ہونا؟۔

میں ہر حال میں خوش رہنے کا عادی ہوں جنرل۔

میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں آدمی بنا کر دیکھوں۔

نہیں جنرل، میں جانور ہی رہ کر تمہارے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہوں۔

میں سمجھ گیا۔ دفعتا جنرل نے قہقہہ لگایا۔

کیا سمجھ گئے؟۔

تم جانوروں کے بادشاہ بننا چاہتے ہوں۔

میرے علاوہ انہیں اور کوئی کنٹرول نہ کر سکے گا۔

مجھے یقین ہے۔۔۔۔ اور خوشی ہے کہ ہماری سکیم سے تم متفق ہو۔ آدمی کے رکھ رکھاو کا واحد علاج یہ ہے کہ اسے دوبارہ جانور بنا دیا جائیے۔ ارتقا اور تہذیب نے اسے کہیں کا نہ رکھا۔ سسک رہا ہے۔ ایڑیاں رگڑ رہا ہے لیکن مقابلے کی دوڑ جاری ہے۔ ایسی کی تیسی ایسے ارتقا کی۔۔۔۔ جہنم میں جائے ایسی تہذیب۔

عمران کچھ نہ بولا۔ جنرل اپنی تقریر جاری رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن یک بیک موضوع بدل گیا۔ کیونکہ سفید مادہ آتی دکھائی دی تھی۔

ہائے۔۔۔۔۔ ہائے۔۔۔۔۔ آ رہی ہے۔ جنرل نے تہذیب اور رتقا کی مزید ایسی کی تیسی کر کے سسکاری لی۔

بس اسے ٹیلے پر جانے دو۔ اب اپنے محافظوں سمیت دور چلے جاو۔ عمران نے کہا۔

اچھا۔۔۔۔ اچھا۔ جنرل مضطربانہ انداز میں بولا۔

تم نے کچھ بھی نہ کیا جنرل؟۔ عمران نے کہا۔

کیا مطلب؟۔

قد بڑھانے کی کوئی تدبیر سوچی ہوتی تو جانور سازی کی نوبت نہ آتی۔

بکواس مت کرو۔ جنرل ہتھے سے اکھڑ گیا۔

اپنی آواز بلند نہ ہونے دو۔۔۔۔۔۔ وہ سن لے گی۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔ وہ دھیما پڑ گیا۔ لیکن تم اس سے کہو گے کیا؟۔

وہ میری زبان نہیں سمجھ سکتی۔ میں اس سے کیا کہوں گا۔

اوہ۔ ہاں۔ یہ تو بھول ہی گیا تھا۔ جنرل نے کہا اور چیخ کر محافظ سے بولا۔ اسے اس ٹیلے

پر پہنچا کر واپس آ جاو۔

محافظ سفید مادہ سمیت ٹیلے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تم نے میرے قد کا مضحکہ اڑایا تھا۔ میں تم سے اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔ جنرل عمران کو گھورتا ہوا آہستہ سے بولا۔

میں نے مضحکہ نہیں اڑایا تھا۔ سنجیدگی سے وہ بات کہی تھی۔ تم لوگ اتنے ترقی یافتہ ہو کہ آدمی کو جانور تو بنا سکتے ہو

لیکن بے چارے کا قد نہیں بڑھا سکتے۔ مشترکہ خلائی سرکس دکھا سکتے ہو۔ لیکن زمین کے مسائل آج سے ہزاروں برس پہلے تھا وہی آج بھی ہے صرف طریق کار بدل گیا ہے۔

کیا تم واقعی شکرال کی پیداوار ہو؟۔

صدفی صد۔

یقین نہیں آتا۔۔۔ شکرالی تو میں بھی بول سکتا ہوں۔

شکرالیوں میں کوئی غیر ملکی زندہ نہیں رہ سکتا۔

یہ بھی درست ہے۔ اچھا وہ ٹیلے پر پہنچ گئی ہے۔ اب تم بھی جاو۔ ہاں ہم کتنی دور چلے جائیں؟۔

اتنی دور کہ تمہیں دکھائی نہ دے سکیں۔ اس سے بھی فرق پڑے گا۔

اچھا۔۔۔ اچھا۔

وہ لوگ تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے تھے۔ اور عمران ٹیلے کی طرف بڑھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سفید مادہ اس کی کہانی سن کر ہنس رہی تھی۔ اختتام پر بولی۔ جیسا تم کہو۔ میں تو اس شدت سے اظہار عشق کروں گی کہ وہ پاگل ہو کر مر جائے گا۔

مقصد دراصل یہ نہیں ہے۔ تمہیں صرف اس پر نظر رکھنی ہے کہ وہ تمہیں آدمی بنانے کے سلسلے میں کیا کرتا ہے۔

اگر میرے ہوش میں سب کچھ ہوا تو تم تفصیل سن لو گے۔

بہر حال، تمہارے سلسلے میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں۔ اور ہاں ایک بار پھر سن لو۔ اسے قطعی نہ معلوم ہونے پائے کہ میں انگلش جانتا ہوں۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کاش تم بھی جلدی سے آدمی بن جاو۔ میں ہر وقت تمہارے ہی متعلق سوچتی رہتی ہوں کہ تم کیسے ہو گے؟۔

جانور بن جانے کے بعد بھی مفر نہیں ہے۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

کیا کہہ رہے ہو؟۔

کچھ بھی نہیں۔۔۔۔ بس محتاط رہنا۔

فکر نہ کرو۔

آؤ، بس چلیں۔

جنرل اور محافظوں کے قریب پہنچ کر ان کی راہیں پھر الگ ہو گئیں۔ عمران کو تو رکنا پڑا

تھا۔ ایک محافظ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

تم واقعی خوش قسمت ہو جنرل۔ عمران بولا۔

کک۔۔۔ کیا ہوا؟۔

مقام کی تبدیلی کا کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا۔ دو گھنٹے بعد سورج وہاں ہوگا۔ اس نے ٹیلے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہی ساعت مناسب ہوگی۔ اسے عورت بنانے کا عمل دو گھنٹے بعد شروع کرا دو۔ خواہ تکمیل میں ایک ہفتہ لگ جائے۔

تنہا میں کچھ بھی نہیں کر سکتا، ان دونوں کی موجودگی بھی ضروری ہے۔

تنہا تم اسے عورت نہیں بنا سکتے؟۔

نہیں میرے دوست، جانور بنانے کا عمل بے حد آسان ہے تمہیں تدبیر بتا دی جائے تو تم بھی کر سکتے ہو۔ لیکن آدمی بنانے کے لیے کئی آدمی درکار ہوتے ہیں۔

یہاں سے کوئی آدمی لے لو؟۔

ہرگز نہیں۔ یہ راز ہم تینوں ہی تک محدود ہے۔ کوئی چوتھا اس میں شامل نہیں۔

تو پھر انہیں۔۔۔۔۔۔ بلوا لو۔

دو دن سے پہلے وہ یہاں نہیں پہنچ سکتے۔

اگر دو دن بعد ستاروں کی چال بدل گئی تو؟۔

میں بے بس ہوں میرے دوست، کچھ نہیں کر سکتا۔

تمہارا مقدر۔ عمران نے پرتاسف لہجے میں کہا۔ اور پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ تمہارے بلانے پر چلے ہی آئیں۔ اور پھر تم سے متفق بھی ہو جائیں؟۔

متفق تو ہونا ہی پڑے گا۔

ستارے کچھ اور کہہ رہے ہیں۔

ستارے، ستارے، ستارے۔ جنرل بھنا کر بولا۔ اب چپ بھی ہو جاو۔

عمران خاموش ہو گیا۔

ہاں، کیا کہہ رہے ہیں ستارے؟۔ جنرل اسے گھورتا ہوا بولا۔

آپ کی خفگی نہیں مول لینا چاہتا۔ بہتر یہی ہے کہ آدمی اندھیرے میں رہ کر مار کھا جائے۔ ورنہ پیش از وقت علم پہلے ہی سے آدھ مرا کر دیتا ہے۔

ٹھیک کہتے ہو۔۔۔۔ اچھی بات ہے۔ میں دیکھوں گا۔

تم بذات خود دل کے برے نہیں ہو جنرل، لیکن ان دونوں میں سے نہ کوئی یہ چاہتا ہے کہ صرف ایک رہ جائے۔

میں نے تو کبھی یہ نہیں چاہا؟۔

مجھے یقین ہے۔ کاش میں ان دونوں کی تصویریں ہی دیکھ سکتا۔

یہ دنیا بہت بری جگہ ہے۔ جنرل ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ ہم آٹھ تھے اب صرف تین رہ گئے ہیں۔ میں تمہیں ابھی ان کی تصویریں دکھاوں گا۔

وہ پانچوں کس طرح مرے؟۔

یہی تو کہہ رہا ہوں کہ ہم دنیا کی بھلائی کے لیے کام کررہے تھے لیکن دنیا ہماری دشمن ہوگئی۔ وہ پانچوں مختلف ممالک کے جاسوسوں کے ہاتھوں مارے گئے۔

ہوسکتا ہے۔ خیر میں دیکھوں گا کہ ستارے کیا کہتے ہیں۔

چلو میں تمہیں ان کی تصویریں دکھاوں۔

وہ اسے ایش ٹرے ہاوز میں لایا تھا۔۔۔۔ بڑی عجیب عمارت تھی۔

یہ تو جادو گھر معلوم ہوتا ہے جنرل؟۔ عمران نے کہا۔

ہاں، تمہیں تو جادو ہی معلوم ہوگا۔ میں تمہیں جادو دکھاوں۔۔۔۔ ان دونوں لڑکیوں کو ان کے کمرے میں دیکھو۔

جنرل اسے ایک ایسے کمرے میں لایا جو خواب گاہ معلوم ہوتی تھی۔ ہوسکتا ہے اسی کی خواب گاہ ہو۔

عمران نے پہلے ہی محسوس کرلیا تھا کہ یہاں شارٹ سرکٹ ٹیلی ویژن کا انتظام موجود ہے۔۔۔۔ ایک جانب دیوار پر اسکرین بھی نظر آیا تھا۔ کنٹرول بورڈ کے ایک سوئچ کو ہاتھ لگاتے ہی وہ اسکرین روشن ہوگیا۔ دوسرا بٹن دباتے ہی مادائیں دکھائی دیں۔ سفید مادہ ریکارڈ موسیقی پر رقص کررہی تھی اور سنہری مادہ چیخ چیخ کر اس کی خوشی کی وجہ پوچھ رہی تھی۔ لیکن وہ صرف رقص کررہی تھی اور قہقہے لگا رہی تھی۔

عمران باآواز بلند حیرت ظاہر کررہا تھا۔

پھر ریکارڈ ختم ہوا تھا۔ رقص تھما اور سنہری مادہ اس کا شانہ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر پوچھنے لگی اس خوشی کی وجہ؟۔

مجھے محبت ہوگئی ہے۔ سفید مادہ جھومتی ہوئی بولی۔

کیوں بکواس کررہی ہو۔ تمہیں کسی سے محبت نہیں ہوسکتی۔

یقین کرو۔ لیکن میں تمہیں بتاوں گی نہیں۔ ہوسکتا ہے تم میرا مضحکہ اڑاو۔

نہیں میں مضحکہ نہیں اڑاوں گی۔

مجھے اس جنرل سے محبت ہوگئی ہے جو یہاں کا حاکم ہے۔

اس پدی سے۔ سنہری مادہ ہنستے ہنستے پیٹ دبا کر دوہری ہوگئی۔ اور جنرل نے جھلا کر سوئچ آف کردیا۔ اور سنہری مادہ کو گالیاں دینے لگا۔

لیکن سفید مادہ سو فیصد مخلص ہے۔ عمران بولا۔

جنرل کچھ نہ بولا۔ اسکرین کی طرف پیٹھ موڑ کر کھڑا ہوگیا۔ انداز کسی روٹھے ہوئے بچے کا سا تھا۔ عمران خوش تھا کہ سفید مادہ اچھی جارہی ہے چلتے چلتے اس نے اسے آگاہ کردیا تھا کہ ایش ٹرے ہاوز میں شائید شارٹ سرکٹ ٹی وی کا نظام موجود ہے۔

میرا موڈ خراب ہوگیا ہے۔ اب تم جاو۔ جنرل نے عمران سے کہا۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ تصویریں۔

پھر کبھی۔ جنرل آہستہ سے بولا۔ پھر اس کی طرف مڑ کر چیخا۔ چلے جاو، اگر وہ کتیا کی بچی حاملہ نا ہوتی تو اسے ابھی مار ڈالتا۔

* * *

شکرالیوں میں سے جو کراغالی اور مقلاقی بول سکتے تھے۔ چپکے چپکے عمران کا پیغام غیر شکرالیوں تک پہنچا رہے تھے۔ انہیں سمجھا رہے تھے کہ جوش وخروش سے کام نہیں چلے گا۔ حکمت عملی کو بروئے کار لایا جائے۔۔۔۔ انہیں اپنے لیڈر کے بارے میں بتا رہے تھے۔ جو یہاں کے حاکم کو رام کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا وہ کسی قدر قابو میں آتے جا رہے تھے۔

دوسری طرف شارق عمران کا دماغ چاٹ رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ عمران کٹہرے کے باہر بھی اسے اپنے ساتھ رکھے۔

زیادہ ہاتھ پیر ہلانے سے کھیل بگڑ جاتا ہے بھتیجے۔

پھر میں ان اونگھنے والوں میں بیٹھ کر کیا کروں گا۔ یہ سب جنت کے خواب دیکھا کرتے ہیں۔

میں دیکھوں گا کہ تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں۔

یہ لوگ تو اب ٹھیک ہوتے جا رہے ہیں۔

ٹھیک ہو جانا ہی ان کے حق میں بہتر ہوگا۔

پتہ نہیں ان بے چاریوں کا کیا حال ہے؟۔

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ اسے ان بے چاریوں کے حال سے لاعلم ہی رکھنا چاہتا تھا۔ ورنہ وہ اور زیادہ پاگل ہو جاتا۔ جنرل کے دونوں ساتھی بھی آج کسی وقت پہنچنے والے تھے۔ عمران نے ایک اندھی چال چلی تھی۔ نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں کس قسم کے ہوں گے۔ اس دن جنرل نے جھنجھلاہٹ میں ان کی تصویریں بھی نہیں دکھائی تھیں۔

اس دوران میں عمران سلاخوں سے ہاتھ نکال کر دروازے کے قفل تک پہنچانے کی مشق بہم پہنچائی تھی۔ صرف شارق ہی اس کی اس مصروفیت سے واقف تھا۔

ایسا کیوں کرتے ہو چچا؟۔ اس نے پوچھا۔

ضرورت پڑنے پر اسے کھول بھی سکوں گا۔

تمہارے پاس کنجی ہے؟۔

نہیں، تار کا کوئی ٹکڑا ابھی کافی ہوگا۔

کیا چوریاں بھی کرتے رہے ہو؟۔

اب کیا جواب دیتا۔ صرف غرا کر رہ گیا تھا اور شارق ہنسنے لگا تھا۔

یہاں ابھی تک ان سفید فاموں کی کوئی عورت نہیں دکھائی دی؟۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔

دکھائی بھی دی تو تم کیا کرلو گے؟۔ عمران نے پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔۔۔ بہت سفید ہوتی ہوں گی؟۔

لیزا گوردو کو تم دیکھ ہی چکے ہو؟۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟۔ شارق جھنجھلا کر بولا۔

بس اب خاموش ہوجاو۔ ورنہ سر کٹہرے سے لڑا دوں گا۔

شارق کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ دوسری طرف مڑ گیا۔ عمران ان دونوں محافظوں کا منتظر تھا جو اسے روزانہ جنرل کے پاس لے جایا کرتے تھے۔

عمران کٹہرے کے قریب کھڑا تھا کہ ایک مقلاقی اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا جو شکرالی بول سکتا تھا۔

کیا تم ان سور کے بچوں سے مل گئے ہو؟۔ اس نے عمران سے سوال کیا۔

نہیں بھائی، میں انہیں دھوکے میں رکھ کر اپنا کام نکالنا چاہتا ہوں۔

ہم کس طرح یقین کرلیں؟۔

یقین نہ کرنے کی صورت میں میرا کوئی نقصان نہیں ہے۔

آخر انہوں نے ہمیں اس حال کو کیوں پہنچایا ہے۔ یہ بھی تو معلوم ہو؟۔

دیکھو دوست، یہ پاگلوں کی سرزمین ہے۔ میں نہیں جانتا کہ پاگل کیا سوچتے ہیں۔ صرف یہ دیکھ سکتا ہوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کبھی مقصد بھی معلوم ہوجائے۔

تم پر وہ مردود اتنا مہربان کیوں ہے؟۔

میں نے اس سے جھگڑا کرنے کی کوشش نہیں کی۔

تم کیا کرنا چاہتے ہو؟۔

جب بھی میرا داوں چل گیا۔ تم سبھوں کے ہاتھوں رائفلیں ہوں گی۔ لیکن اس سے پہلے بھی مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ دوبارہ آدمی بن سکو گے یا نہیں۔

تم پر اعتماد کرنے کو جی چاہتا ہے۔

بس تو پھر وہی کرو جو میں کہتا ہوں۔ جوش وخروش کا مظاہرہ بند کردو۔ آہا۔۔۔۔ وہ لوگ ادھر ہی آرہے ہیں۔۔۔۔۔ جنرل بھی ان میں ہے۔ تم سب قطار باندھ کر کھڑے ہوجاو۔۔۔۔۔ جیسے ہی میں تعظیم دو کا نعرہ لگاوں۔ فوجی انداز میں سلامی دینا۔۔۔۔ جلدی کرو۔

شارق جو قریب ہی کھڑا سب کچھ سن رہا تھا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔ پھر وہ سب بڑی پھرتی سے قطاروں میں کھڑے ہوگئے تھے۔ دو تو وہی مسلح محافظ تھے۔ جو روزانہ آتے تھے۔ اور تیسرا جنرل اور بقیہ دو اجنبی تھے۔ ایک دبلا پتلا اور بہت لمبا تھا۔ دوسرا پستہ قد اور بہت موٹا۔۔۔۔ شاید یہی دو بڑے تھے۔

جیسے ہی وہ قریب پہنچے۔۔۔۔ عمران زور سے چیخا۔ تعظیم دو۔

جانوروں نے فوجی انداز میں سلامی دی تھی۔ آنے والے جہاں تھے۔ وہیں رک گئے

اور جنرل اچھل کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ تم نے دیکھا، میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔ اس نے انہیں بھی رام کرلیا۔ جو سرکش تھے۔

دونوں اجنبی مضحکہ خیز انداز میں عمران کی طرف دیکھے جارہے تھے۔

کہیں یہ فریب نا ہو؟ موٹے نے کہا۔

ہاں ہوسکتا ہے۔ لمبا آدمی بولا۔

سب بکواس ہے۔ مجھے اس پر اعتماد ہے۔

اعتماد کی وجہ؟ موٹے نے سوال کیا۔

تمہاری پیدائش کی کیا وجہ ہے۔ جنرل بھنا کر بولا۔

میرے والدین کی بے ہودگی ہے۔ میں کیا جانوں موٹا بھی بگڑ گیا۔

اگر میں تمہارا والدین ہوتا تو فوراً تم سے معافی مانگ لیتا۔ لمبے آدمی نے مغموم لہجے میں کہا۔

ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ تینوں سنکی تو نہیں ہوسکتے۔ کوئی نا کوئی بے حد چالاک ہے۔ مگر کون؟

وہ ان تینوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ آخر جنرل کو مخاطب کر کے بولا۔ جنرل محافظوں سے کہو کہ اپنی بندوقیں نیچی کرلیں۔ دروازہ کھلنے پر بھی میرے حکم کے بغیر ان لوگوں میں سے کوئی باہر قدم نہیں نکالے گا۔

ضروری نہیں کہ میں تمہارا ہر مشورہ قبول کرلوں۔ جنرل نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

تمہاری مرضی۔ عمران نے بھی لاپرواہی سے کہا۔

صرف تم باہر آوگے۔

صرف میں باہر جاوں گا۔ عمران نے مڑ کر جانوروں کو اطلاع دی اور وہ خاموش رہے۔

معمول کے مطابق احتیاطی تدابیر کے ساتھ دروازہ کھولا گیا اور عمران باہر نکل گیا تھا۔

اس کا نام کیا ہے؟۔ موٹے نے پوچھا۔

صف شکن۔

ہوگا، مجھے کیا۔ لمبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

عمران ان تینوں کے پیچھے تھا۔ اور محافظ اس کے پیچھے تھے۔ رخ ایش ٹرے ہاوز کی طرف تھا۔

عمران سے کسی قسم کی بھی گفتگو نہیں ہورہی تھی وہ صرف ان کی باتیں سنتا چلا جارہا تھا۔

دفعتاً موٹے نے کہا۔ اس کی کیا ضمانت ہے کہ وہ عورت بننے کے بعد بھی تمہیں ہی چاہے گی۔ اور ہم دونوں کی طرف متوجہ نہیں ہوگی؟۔

تم دونوں گدھے ہو۔ جنرل نے سخت لہجے میں کہا۔

ہاں، یہ ہوسکتا ہے۔ موٹا آدمی ڈھیلے ڈھالے انداز میں بولا۔

اس جانور کو کیوں ساتھ لے چل رہے ہو؟۔ لمبے آدمی نے جنرل سے سوال کیا۔

میری مرضی۔

ٹھیک ہے۔

ایلش ٹرے ہاوز کے ایک بڑے کمرے میں پہنچ کر رکے تھے۔ اور جنرل نے عمران سے کہا تھا۔ یہ دونوں شکرالی نہیں جانتے۔ تم ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار بے تکلفی سے کر سکتے ہو؟۔

ان کے نام معلوم ہوئے بغیر ان کے ستاروں سے متعلق کچھ بھی نہ معلوم ہو سکے گا یا پھر پیدائیش کے اوقات اور سال معلوم ہونے چاہئیں۔

یہ ڈاکٹر برنارڈ ہے۔ جنرل نے موٹے آدمی کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور یہ پروفیسر ریٹ اوماونٹ۔

لمبا آدمی اپنا نام سن کر جنرل کو گھورنے لگا تھا لیکن ڈاکٹر برنارڈ کے چہرے سے کسی جذبے کا اظہار نہیں ہو رہا تھا۔

عمران تھوڑی دیر خاموش کھڑا رہا پھر بولا تھا۔ آثار اچھے نہیں ہیں۔ لیکن میں فوری طور پر وضاحت سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سوچتے رہو۔ غور کرتے رہو۔ یہ بے حد ضروری ہے۔ لیکن میں تمہیں اس تجربہ گاہ میں نہیں لے جاؤں گا جہاں وہ عورت بنئی جائے گی۔

بھلا میں وہاں جا کر کیا کروں گا جنرل۔ میں ایسی کوئی احمقانہ خواہش ظاہر نہیں کر سکتا۔

پھر عمران وہاں سے واپس کر دیا گیا تھا۔۔۔۔ مزید وقت گزرنے کے ساتھ ہی ساتھ اس کی تشویش بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ خدشہ تھا کہ کہیں نوبل ڈھمپ کی کہانی بھی نہ پہنچ جائے۔ لیزا کے پاگل ہو جانے کی اطلاع تو پہنچ ہی چکی تھی۔ غالبا ایمرجنسی کے تحت روبن نے سیدھے سادھے الفاظ میں ہیڈکوارٹر کو اس کی ذہنی حالت سے متعلق اطلاع دے دی تھی۔ لیکن شائد کسی اور کے بھیجے جانے کی درخواست نہیں کی تھی۔ ورنہ ڈھمپ کا حوالہ ضرور ہوتا۔ اور جنرل کسی نہ کسی موقع پر اس کا ذکر عمران سے بھی کر دیتا۔۔۔۔ بہر حال غیر یقینی حالات کی ابتدا ہو چکی تھی۔ اندھی چالوں میں خدشات کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ تھا کہ کیا لیزا یہاں واپس بلوائی جائے گی۔ اس قسم کا کوئی سوال جنرل سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔

وہ کٹھرے سے لگا کھڑا خیالات میں گم تھا کہ اچانک ڈاکٹر برنارڈ دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ مسلح محافظوں میں سے کوئی بھی ہمراہ نہیں تھا۔ وہ کٹھرے ہی کی طرف آ رہے تھے۔ ڈاکٹر برنارڈ کے ساتھی بھی اجنبی ثابت ہوئے۔ عمران نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

تم سب پھر قطاروں میں کھڑے ہو کر انہیں سلامی دو گے۔ اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

ایسا ہی ہوگا۔۔۔۔ ان کے قریب پہنچتے ہی عمران نے کاشن دیا تھا۔ اور اس مظاہرے

پر دونوں اجنبی متحیر نظر آنے لگے تھے۔

کمال ہے۔ ان میں سے ایک بولا۔ یہ کھیپ تو تربیت یافتہ معلوم ہوتی ہے۔

نہیں، کوئی خاص نہیں۔ دوسرے نے خشک لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر برنارڈ بھڑک اٹھا۔

نہیں کوئی خاص نہیں کا کیا مطلب؟۔ اس نے غرا کر پوچھا۔

بس، یونہی سے ہیں۔

تم چپ رہو۔ پہلے نے دوسرے کو گھورتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر برنارڈ سے بولا۔ نہیں ڈاکٹر۔ یہ کھیپ اچھی ہے۔

اچھا تو پھر کیا قیمت لگاتے ہو؟۔

چالیس ہزار ڈالر فی کس۔

ہرگز نہیں۔ یہ بہت کم ہے۔

عمران کے کان کھڑے ہوئے تھے اس گفتگو پر لیکن اس نے اپنی ظاہری حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہونے دی تھی۔

اس سے زیادہ نہیں دے سکتا۔

تو جہنم میں جاو۔ ڈاکٹر برنارڈ پیر پٹخ کر بولا۔ مجھے علم ہے کہ ان دونوں جانوروں پر تم نے کتنا نفع کمایا ہے۔ تیس تیس ہزار ڈالر کے لے گئے تھے۔ اور امریکہ کی ایک دولت مند خاتون نے انہیں ڈیڑھ سو ڈالر میں تم سے خرید لیا تھا۔ اس طرح دونوں پر تم نے نوے ہزار ڈالر منافع

کمایا تھا۔

دونوں کچھ نہ بولے۔

ہم بے خبر نہیں رہتے۔ ڈاکٹر برنارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

چالیس ہزار مناسب ہیں ڈاکٹر۔ ضروری تو نہیں کہ ہر بار ایک ہی طرح کا بزنس ہو۔ اور پھر ہم اسی ریٹ پر پوری کھیپ کا سودا کر رہے ہیں۔

ساٹھ ہزار ڈالر فی کس سے ایک سینٹ کم نہ لوں گا۔

اچھی بات ہے۔ ہمیں سوچنے اور مشورہ کرنے دو۔ ہم ایک ہفتے بعد تمہیں جواب دے سکیں گے۔

چار دن سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔ ایک پارٹی اور بھی دلچسپی لے رہی ہے۔

کون ہے؟۔

یہ میں نہیں بتا سکتا۔ ڈاکٹر برنارڈ نے خشک لہجے میں کہا۔ تجارتی راز۔

اچھی بات ہے۔ چار ہی دن سہی۔

وہ وہاں سے چلے گئے تھے اور عمران دونوں ہاتھوں سے سر تھامے کھڑا رہا تھا۔

بھلا امریکہ میں شکرالی، کراغالی یا مقلاقی کون سمجھ سکتا۔ یہ کچھ کہنا چاہئیں گے تو اسے کسی گوریلے کی، چیاوں میاوں سے زیادہ اہمیت نہ دی جائے گی۔ وہ سوچتا رہا اور عش عش کرتا رہا۔ چشم تصور نے امریکہ کے کسی بڑے سرمایہ کار کا ڈائننگ روم دیکھا۔ جہاں ایک شکرالی گوریلا

بڑی شائستگی سے میز پر کھانا لگا رہا تھا۔ اور مہمان اسے دیکھ کر حیرت کا اظہار کر رہے تھے اور سرمایہ دار فخریہ، لہجے میں کہہ رہا تھا کہ وہ گوریلہ ایک صد ہزار ڈالر میں خریدا گیا ہے۔ ایسا گوریلا جو کسی آدمی کی طرح سیدھا کھڑا ہو کر چل سکتا ہے۔ اور آدمیوں ہی جیسی سوجھ بوجھ بھی رکھتا ہے۔ سستامل گیا ہے۔ اس کی قیمت تو کم از کم ایک ملین ڈالر ہونی چاہیئے۔

عمران نے جھرجھری سی لی اور اردو میں بڑبڑایا۔ اچھا بیٹو، میں دیکھوں گا تمہیں۔

شارق پیچھے کھڑا پوچھ رہا تھا۔ کیا کہہ رہے تھے چچا؟۔

اب ہمیں ناچنا اور گانا بھی سیکھایا جائے گا۔ عمران نے کہہ کر ٹھنڈی سانس لی۔

آخر وہ چاہتے کیا ہیں؟۔

زیادہ سے زیادہ تفریح۔۔۔۔ اور میں انہیں خوش کر دینے کا تہیہ کر چکا ہوں۔

* * *

کٹہرے کے قریب پہرہ نہیں رہتا تھا۔ شائد اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی تھی۔ اسی بڑے سے قفل پر اعتماد کر لیا گیا تھا۔ جو کٹہرے کے دروازے میں پڑا رہتا تھا۔ اور سب سے زیادہ اچھی بات یہ تھی کہ وہاں کتے نہیں تھے۔ جنرل کتوں سے الرجک تھا۔ ہوسکتا ہے یہ واقعی کوئی کومپلکس ہی رہا ہو۔ پہلے عمران نے اس کے بارے میں اندازہ لگایا تھا کہ وہ ذہنی امراض

کا مجموعہ ہے لیکن برنارڈ کی گفتگو سننے کے بعد پیشتر اندازوں کا تیاپانچہ ہو گیا تھا۔

اب وہ تینوں اسے اعلی درجے کے اداکار معلوم ہونے لگے تھے پچھلے دن سے جنرل کی شکل نہیں دکھائی دی تھی۔ برنارڈ اور پروفیسر ریٹاوماونٹ بھی جزیرے ہی میں مقیم تھے۔ کبھی کبھی دونوں ایش ٹرے ہاوز کے باہر چلتے پھرتے دکھائی دے جاتے تھے۔

اسے اس کا بھی علم نہیں تھا کہ سفید مادہ کے سلسلے میں کیا ہو رہا ہے۔ اور آج اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ دروازے کا قفل کھول کر رات کے کسی حصے میں باہر نکل جائے گا۔ لیکن اس کی نوبت نہ آسکی۔ قریباً گیارہ کا عمل رہا ہوگا۔ جب اس نے دو محافظوں کو کٹہرے کے قریب کھڑا پایا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جانوروں کی اس بھیڑ میں شاید عمران ہی کو تلاش کر رہے تھے۔ عمران آگے بڑھ کر دروازے کے قریب جا کھڑا ہوا۔ محافظ اسے اشارہ کرتے رہے۔ آخر عمران نے لفظ۔ جنرل ادا کیا تھا اور دونوں زور زور سے سر ہلانے لگے تھے۔

وہ اسے ایش ٹرے ہاوز میں لائے تھے۔ جنرل اپنی خواب گاہ میں تنہا تھا۔ شراب پی رہا تھا لیکن نشے میں نہیں معلوم ہوتا تھا۔

آو کاہن اعظم آو۔ جنرل دونوں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ پھر اس نے میز کی دوسری جانب والی کرسی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ عمران نے بیٹھتے ہوئے اس کا شکرہ ادا کیا۔ جنرل چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ تم بھی پیئو گے؟۔

جانور کو جانور ہی رہنے دو جنرل۔ آدمی بنانے کی کوشش نہ کرو۔

وہ عورت بن گئی ہے۔ لیکن ابھی اس پر گہری نیند طاری ہے دیکھو گے؟۔

دیکھنے کی کیا ضرورت ہ۔ مبارک ہو تمہیں۔

بے حد خوبصورت ہے۔

عورت بن جانے کے بعد ایک بار پھر اسے اس ٹیلے پر جانا پڑے گا جنرل اور میں اس کا جائزہ لوں گا۔

ان دونوں کے چلے جانے کے بعد۔

تمہاری مراد اپنے دونوں ساتھیوں سے ہے۔

ہاں وہی دونوں۔ تمہارے متعلق شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔ انہیں یقین نہیں آ تا کہ تم وہی ہو جو خود کو ظاہر کر رہے ہو۔

افسوس کہ یہی حال ان دونوں کا بھی ہے۔ عمران نے کہا۔

میں نہیں سمجھا؟۔

وہ ہرگز نہیں ہیں جو خود کو ظاہر کرتے ہیں۔ تم محض اس لیے ان کے ساتھ ہو کہ تمہیں متعدد ایسی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ جو تحریر میں نہیں آ تیں۔

تمہارا خیال درست ہے۔ مجھ میں اس کے علاوہ اور کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ دونوں بڑے سائینٹسٹ ہیں۔ لیکن تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتے۔

اسی مجبوری کی بنا پر تم اس کے ساتھ ہو۔ لیکن اب ان میں سے صرف ایک ہی باقی رہنا چاہتا ہے۔ بقیہ دو ختم کر دیئے جائیں گے۔

وہ کون ہے؟۔ اس کی نشان دہی کر دو؟۔

ستارے اتنی وضاحت سے نہیں بتایا کرتے۔

پھر میں کیا کروں اس عورت کی وجہ سے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔

وہ دونوں کب جائیں گے؟۔

کل صبح، میں چاہتا بھی نہیں ہوں کہ اب وہ یہاں رکیں۔

کوئی خاص وجہ؟۔

اس عورت کی وجہ سے میرا مضحکہ اڑاتے ہیں۔

کیا عورت بن جانے کے بعد اس نے تم سے گفتگو کی تھی؟۔

نہیں، اس کے بعد سے وہ سو رہی ہے۔ خود بخود جاگے گی۔ ورنہ ذہنی توازن بگڑ جائے گا۔

کیا ایسا بھی ہوتا ہے؟۔

ہاں، اس لیے خود بخود ہی جاگنا چاہیئے۔ ٹھہرو میں دکھاتا ہوں۔ وہ کسی شہزادی کی طرح سو رہی ہے۔

وہ جھومتا ہوا اٹھا اور کنٹرول بورڈ کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

عمران کی نظر اسکرین پر تھی۔ اس کے روشن ہوتے ہی ایک پر تکلف بستر نظر آیا۔ جس پر

وہ محو خواب تھی۔ واقعی خوب صورت تھی اور چہرے پر ایسی معصومیت طاری تھی جیسے عالم بالا سے سیدھی وہیں چلی آئی ہو۔ کاروبار دنیا میں ملوث ہوئے بغیر۔۔۔۔

مبارک ہو جنرل، واقعی چاند کا ٹکڑا ہے۔ پتہ نہیں دوسری کی شکل کیسی ہو؟۔

دوسری سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔۔۔۔۔ وہ زیر تجربہ ہے۔

ٹھیک اسی وقت تیز قسم کی گھنٹی کی آواز گونجی تھی۔ اور جنرل اچھل پڑا تھا۔ اس نے مضطربانہ انداز میں ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا۔ اسکرین تاریک ہوتے ہی بولا۔ ان ہی دونوں میں سے کوئی ہو سکتا ہے۔

یعنی، وہ یہاں آ رہا ہے؟۔ عمران نے پوچھا۔

ہاں۔ یہی بات ہے۔

کیا تم میری موجودگی کی بنا پر کسی قدر خائف نظر آنے لگے ہو؟۔

خائف نظر آنے لگا ہوں؟۔ اس نے جھلا کر پوچھا۔

معافی چاہتا ہوں جنرل۔ لیکن تم اسی طرح اچھل پڑے تھے۔

بکواس ہے، تم یہیں ٹھہرو گے۔ کہیں نہیں جا سکتے۔ اس نے ٹیلیفون کا ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ آ جاؤ۔

کچھ دیر بعد خواب گاہ کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تھی۔ اور خود جنرل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا۔ لمبا آدمی ریٹ او ماونٹ اندر داخل ہوا۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی شراب کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا تھا۔

اپنی مدد آپ کرو۔ جنرل نے کہا اور او ماونٹ آگے بڑھ کر خالی گلاس میں اپنے لیے انڈیلنے لگا۔

رات مجھے تھکا دیتی ہے۔ وہ ایک گھونٹ لے کر بولا تھا۔

اتنی رات گئے آنے کا مقصد؟۔ جنرل اسے گھورتا ہوا بولا۔

نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ تم اس کے جاگنے کے انتظار میں خود بھی جاگ رہے ہو گے۔

فرض کرو میں جاگ رہا ہوں پھر؟۔

تم کچھ بھی کر رہے ہو۔ لیکن خدا کے لیے اس گندے جانور کو یہاں سے نکال دو۔ اگر اس نے قالین پر مینگنیاں کر دیں تو دشواری میں پڑو گے۔

دشواری میں تو اس طرح بھی پڑ سکتا ہوں کہ تم تین چار پگ پینے کے بعد خود ہی قے کرنے بیٹھ جاؤ۔

اب میں اتنا کمزور بھی نہیں ہوں۔

میں نے کئی بار تمہیں ایسا کرتے دیکھا ہے۔

اس سے قبل میں نے تلے ہوئے چوہے کھائے ہوں گے۔

عمران کی آنکھوں سے قطعی نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ان دونوں کی گفتگو سمجھ رہا ہے۔

ایسی گھناؤنی باتیں نہ کرو کہ میں ہی قالین تباہ کر بیٹھوں۔ جنرل نے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

میں دراصل اس کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اوماونٹ نے آہستہ سے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

تمہاری شامت تو نہیں آئی۔ آخر تم میری عورت میں دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟۔

مجھے بھی اچھی لگتی ہے۔ اوماونٹ نے اپنے گلاس میں دوبارہ انڈیلتے ہوئے کہا۔ اس کی توجہ گلاس اور بوتل کی طرف تھی۔ اچانک جنرل نے اچھل کر اس کی کمر پر لات رسید کی اور وہ لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا پڑا۔ دوبارہ اٹھنے میں اس نے خاصی دیر لگائی تھی۔ اور بسورتا ہوا جنرل کو گھورے جا رہا تھا۔

اچھی بات ہے۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا۔ اس نے کہا اور پھرتی سے کھڑا ہو گیا تھا۔

بام مچھلی کا بچہ۔ جنرل دانت پیس کر بولا تھا۔ اور اپنے لیے شراب انڈیلنے لگا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔

جاؤ تم بھی دفع ہو جاؤ۔ جنرل اس کی طرف دیکھے بغیر چیخا تھا۔

واپسی انہی محافظوں کے ہمراہ ہوئی تھی۔ اور وہ کٹہرے کا دروازہ دوبارہ مقفل کر کے چلے گئے تھے۔ شارق جاگتا ہوا ملا۔ اٹھ کر تیزی سے عمران کی طرف آیا تھا۔

آج اتنی رات گئے؟۔ اس نے حیرت سے کہا۔ کیا بات ہے چچا۔ کچھ چھپا رہے ہو؟۔

کیوں بکواس کرتا ہے۔ کوئی سسرال سے آ رہا ہوں کہ کچھ چھپاؤں گا؟۔

بڈھے نے اس وقت کیوں بلوایا تھا؟۔

ستاروں کی باتیں کرنے کے لیے۔

کیا تم واقعی کاہن ہو؟۔

کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔

تو اسے بے وقوف بنا رہے ہو؟۔

اپنے کام سے کام رکھو فرزند۔

کوئی کام ہی نہیں ہے۔

اچھا بس جاؤ۔۔۔۔۔ سونے کی کوشش کرو۔

نیند نہیں آتی چچا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ شارق اس کے پاس سے ہٹ گیا۔ لیکن عمران نے صاف محسوس کیا تھا کہ اس کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

عمران تھوڑی دیر تک وہیں کھڑا رہا تھا۔ پھر اس رات قفل کھولنے کا ارادہ ملتوی کر کے خود بھی اس جگہ پہنچ گیا تھا۔ جہاں اسے سونا تھا۔

دوسری صبح جلد ہی آنکھ کھلی تھی حالانکہ دیر سے سویا تھا۔ وہ سبھی جاگ رہے تھے اور اس طرح کٹہرے سے لگے کھڑے تھے۔ جیسے کوئی دلچسپ تماشا دیکھ رہے ہوں۔ عمران بھی آگے

بڑھا۔

ایلش ٹرے ہاوز کے احاطے سے ایک ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ اس نے سوچا شاید وہ دونوں جا رہے ہیں۔ جنرل نے یہی تو کہا تھا کہ وہ دونوں چلے جائیں گے۔

فضا میں بلند ہیلی کاپٹر شمال کی طرف پرواز کر گیا تھا۔

کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ صف شکن؟۔ شہباز اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

شاید جلد ہی ختم ہو جائیے۔

ہم تنگ آ گئے ہیں۔

صبر کرو۔ میں تمہیں خودکشی کا مشورہ نہیں دوں گا۔ اوہ۔ ہٹ جاو۔ پیچھے ہٹ جاو۔ وہ دونوں محافظ آ رہے۔ شائید مجھے پھر جانا پڑے گا۔

شہباز نے دوسروں کو بھی کٹھرے کے پاس سے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔

محافظ بہت جلدی میں معلوم ہوتے تھے۔ تیز رفتاری یہی ظاہر کر رہی تھی۔ اور انہوں نے دور ہی سے عمران کو اشارے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

واپسی بھی تیز رفتاری ہی سے ہوئی تھی۔ انہوں نے عمران کو جنرل کی خواب گاہ تک پہنچایا تھا۔ جنرل بہت مضطرب سا معلوم ہوتا تھا۔ عمران کو دیکھتے ہی بولا۔

وہ بیدار ہو گئی ہے۔ اور دوسری اس سے جھگڑا کر رہی ہے۔

اسے وہاں سے ہٹا دو جنرل۔ الگ رکھو۔ بلکہ یہیں اپنے پاس بلوا لو۔

تم نے تو کہا تھا کہ اس سے پہلے تم اسے ٹیلے پر لے جاو گے؟۔

او۔۔۔ ہاں۔۔۔۔ یقیناً۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب سے زیادہ ضروری ہے۔

کیا وہ دونوں چلے گئے؟۔

گئے۔۔۔۔ اور پتہ نہیں کب واپس آ جائیں۔ لیزا گوردو کے پوائینٹ پر کچھ گڑبڑ ہے۔

کیا وہیں گئے ہیں؟۔

پتہ نہیں۔ مجھے ہر بات کا علم نہیں ہوتا۔

اچھا۔ تو پھر جلدی کرو۔

وہ دونوں باہر نکلے تھے۔ اور جنرل نے لڑکی سے متعلق ایک باڈی گارڈ کو کچھ ہدایات دی تھیں۔

تم پہلے ہی پہنچ جاو ٹیلے پر۔ جنرل بولا۔

نہیں، پہلے اسے پہنچنا چاہیئے۔ میں بعد میں جاوں گا۔ ہاں جنرل۔ وہ ایک تمہاری ہی نسل کا جانور ہمارے ساتھ تھا۔ وہ کہاں گیا؟۔

وہ دونوں اسے بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔

کیا آدمی بنا کر؟۔

ہاں، انہوں نے اسے بھی آدمی بنا دیا تھا۔

عمران سناٹے میں آ گیا۔ حالات غیر یقینی ہو گئے تھے۔ لیکن شاید نکولس ابھی تک اپنے

عہد پر قائم ہے۔ اس نے سوچا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ دونوں جانے سے پہلے خود اس کا انتظام کرتے۔ جنرل پر چھوڑ کر نہ چلے جاتے۔

تھوڑی دیر بعد لڑکی آتی دکھائی دی تھی۔ محافظ اسے ساتھ لیے ہوئے ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کی واپسی پر عمران کی روانگی ہوئی تھی۔ لڑکی مضطربانہ انداز میں اس کی منتظر نظر آئی۔

مبارک ہو سلویا۔ عمران نے قریب پہنچ کر کہا۔

تم نے جو کچھ کہا تھا کر دکھایا۔ اب تم جو کچھ کہو گے کرونگی۔ خواہ زندگی سے کیوں نہ ہاتھ دھونے پڑیں۔

اس کی نوبت نہیں آئے گی۔ بہرحال تمہیں بہت کام کرنا ہے۔ جنرل سے اس عمارت کے بارے میں سب کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ اور یہ بھی کہ لیکن نہیں یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ آج شراب میں کسی طرح یہ کیپسول دے دو۔

عمران نے زرد رنگ کا ایک کیپسول اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

اس سے کیا ہوگا؟۔

بے ہوش ہو جائے گا۔ عمران نے کہا۔ اس کے محافظ کو طلب کر کے اس سے کہنا کہ جنرل اس جانور کو طلب کر رہا ہے۔ لیکن دھیان رہے کہ محافظ سے راہداری ہی میں ملوں گی اسے خواب گاہ میں نہیں داخل ہونے دوگی۔

کیا یہ سب آج ہی کرنا ہے؟۔

جتنی جلد ممکن ہو۔۔۔۔ وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے۔ ان دونوں نے نکولس کو آدمی بنا دیا ہے اور اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔

یہ تو بہت برا ہوا۔ کہیں وہ احسان مندی کے جوش میں سب کچھ اگل ہی نہ دے۔

اسی لیے جلدی کرنے کو کہہ رہا ہوں۔

اچھی بات ہے۔ لیکن میں تمہیں کب دیکھ سکوں گی۔

دیکھ ہی رہی ہو۔ ان باتوں کے اتر جانے کے بعد بھی تمہیں درندہ ہی لگوں گا۔ مطمئین رہو۔

مجھے یقین نہیں آتا۔ مجھے تو تمہارا تصور بھی تحفظ کا احساس دلاتا ہے۔

اچھا۔۔۔۔ بس اب جاو۔ عمران نے کہا تھا اور واپسی کے لیے مڑ گیا تھا۔ نیچے جنرل بڑی بے چینی سے اس کا منتظر تھا۔

سب ٹھیک ہے جنرل۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ تم واقعی خوش قسمت ہو۔ لیکن اب ایک پل کے لیے بھی اسے علیحدہ مت رکھنا۔

سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

عمران وہیں سے ایک محافظ کے ساتھ کٹھرے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ نکولس کی کہانی اس نے شہباز کو بھی سنا دی۔

تب تو ہم خطرے میں ہیں۔ شہباز بولا۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔

تو پھر اب کیا کیا جائے؟۔

تھوڑی دیر بعد بتا سکوں گا۔ ویسے تم میں سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ صرف میں خطرے میں ہوں۔ اگر نکولس نے کسی انگلش بولنے والے جانور کا ذکر کر دیا۔

تم سے پہلے ہم مریں گے میرے بھائی۔ شہباز اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

پھر وہی مرنے کی بات۔ عمران غرایا۔ کیا ہم سچ مچ چوہے ہیں؟۔

دیکھا جائے گا۔ شہباز لاپرواہی سے بولا۔

دو گھنٹے بعد ایک محافظ آتا دکھائی دیا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے عمران کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔

حسب معمول قفل کھول کر اس نے اسے۔۔۔۔ باہر نکالا تھا۔ عمران کے ساتھی بدستور پر سکون رہے۔ البتہ شہباز کی آنکھیں خوف ناک لگ رہی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ محافظ پر حملہ کر بیٹھنے کی خواہش کو دبائے رکھنا چاہتا ہے۔

عمران ایش ٹرے ہاوز پہنچا۔ خود اسی نے ہینڈل گھما کر جنرل کی خواب گاہ کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔ لیکن اب واپس مڑنے کی گنجائش نہیں تھی۔ پیچھے مسلح محافظ تھا اور سامنے ڈاکٹر برنارڈ اعشاریہ چار پانچ کا ریوالور سنبھالے کھڑا تھا۔

جنرل ایک کرسی سے بندھا نظر آیا۔ پروفیسر بھی موجود تھا۔ اور تیسرا تھا ایک سفید فام اجنبی۔ سلویا ایک طرف سر جھکائے بیٹھی تھی۔

جنرل کے ہاتھ پیر کرسی کے ہتھوں اور پایوں سے باندھے گئے تھے۔ عمران کو دیکھتے ہی وہ شکرالی میں چیخا تھا۔ ان حرام زادوں نے یہاں سے روانگی کا ڈرامہ کیا تھا۔ ہاربر تک جا کر پلٹ آئے۔ نکولس کہتا ہے کہ تم ایک پادری ہو۔۔۔۔ شکرالیوں میں تبلیغ کرتے تھے۔ انگلش بول سکتے ہو۔

اور تمہاری محبوبہ کیا کہتی ہے؟۔

وہ کہتی ہے نکولس جھوٹا ہے۔ اس نے تمہیں کبھی انگلش بولتے نہیں سنا۔

اور یہ دونوں کیا کہتے ہیں؟۔

ان کا خیال ہے کہ میں نے غداری کی ہے۔ میں انہیں ختم کر کے خود حاکم بننا چاہتا ہوں اور میں نے اپنا کوئی خاص آدمی لیزا گوردو کے ٹھکانے پر بھیجا تھا۔ نوبل ڈھمپ۔۔۔۔ اس کا نام بتاتے ہیں۔۔۔ خدا کی قسم میں بالکل بے قصور ہوں۔ میں نے یہ نام آج پہلی بار سنا ہے لیکن نکولس کہتا ہے اس نے اس آدمی کو پہاڑ والی عمارت میں دیکھا تھا۔ اس سے گفتگو بھی کی تھی اور اس نے اسے بتایا تھا کہ وہ لیزا کی مدد کے لیے ہیڈ کوارٹر سے آیا ہے۔

ان دونوں کا میرے بارے میں کیا خیال ہے؟۔

بس تم سے حقیقت اگلوانا چاہتے ہیں۔ اور یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم نے ہم سے کیوں

یہ بات چھپائی تھی کہ تم انگلش بھی جانتے ہو؟۔

عمران نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا۔ مسلح محافظ موجود نہیں تھا۔ وہ حسب معمول راہداری میں رہ گیا تھا۔ اور دروازہ بھی بند ہو چکا تھا۔

ریوالور برنارڈ کے ہاتھ میں تھا۔ بظاہر اس کا ساتھی مسلح نہیں معلوم ہوتا تھا۔ وہ عمران کی طرف متوجہ بھی نہیں تھا۔ بس سلویا کو گھورے جا رہا تھا۔

نکولس خاموش تھا اور اس کے چہرے پر خجالت کے آثار تھے۔ عمران نے ریوالور پر نظر جمائے ہوئے شکرالی ہی میں کہا۔ اس سے کہہ دو جنرل کہ میں پادری ہوں اور نہ صرف انگلش بلکہ جرمن، فرنچ اور اطالوی زبانیں بھی روانی سے بول سکتا ہوں۔ ان کے علاوہ بھی بہتری زبانیں میری پہنچ سے نہیں بچ سکتیں۔

اب بند کرو یہ بکواس۔ ڈاکٹر برنارڈ دہاڑا۔ مجھے یقین ہے کہ تم انگریزی بول سکتے ہو۔

اور جرمن بھی۔ عمران نے جرمن ہی میں کہا۔

اوہ۔۔۔تو۔۔۔تو۔۔۔۔۔۔جاسوس ہے کسی ملک کا۔

بے وقوفی کی باتیں نہ کرو برنارڈ۔ ایک مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ بہتری زبانیں جانتا ہو۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

نوبل اوڈھمپ کون تھا؟۔

میں نہیں جانتا۔۔۔اور یہ بھی سن لو کہ میں نے اپنے ساتھیوں کو محض اس خیال سے دبائے رکھا تھا کہ تم تینوں کو انسانیت کا سبق پڑھانے کی کوشش کروں گا۔ شاید راہ راست پر آ جاؤ۔

لیکن میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ برنارڈ پیر پٹخ کر دہاڑا۔

اجازت ہے یہ بھی کر کے دیکھ لو۔

میری بھی تو سنو۔ دفعتاً جنرل زور سے چیخا۔

سناؤ۔ برنارڈ اس کی طرف مڑے بغیر غرایا۔ اور ریوالور کی نال عمران ہی کی طرف سیدھی کیئے رکھی۔

تم میری طرف سے خواہ مخواہ شبہے میں مبتلا ہو گئے ہو۔ جنرل بولا۔

تم اول درجے کے گدھے ہو۔ ڈاکٹر برنارڈ بولا۔ یہ اسی عورت کے ذریعے ہم تینوں کو ختم کرا دیتا۔ کیا اب بھی عقل نہیں آئی۔ یہ انگریزی بول سکتا ہے اور یہ عورت اس کی تردید کرتی رہی ہے۔ کیا سمجھتے ہو کہ وہ سچ مچ تم سے عشق کرنے لگی۔ تم سے عشق۔۔۔۔ ہونہہ۔۔۔۔ جھینگر کی اولاد۔

چپ رہو سور کے بچے۔ جنرل حلق پھاڑ کر چیخا۔

ڈاکٹر برنارڈ اور اس کے ساتھی نے قہقہہ لگایا۔

پھر ڈاکٹر برنارڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن میں تمہیں اس سے جدا نہیں کروں گا۔ وہ پھر جانور بنائی جائے گی۔ اور تم بھی اس کے لیے تیار رہو۔

کس کے لیے تیار رہوں؟۔

جانور بننے کے لیے۔ تم دونوں کو ایک کٹہرے میں بند کردوں گا۔ اور گاہکوں کو تم دونوں کا سرکس دکھایا کروں گا۔

ایک بار پھر جنرل کے منہ سے مغلظات کا طوفان امنڈ پڑا اور سلویا خوف زدہ نظروں سے برنارڈ کی طرف دیکھنے لگی۔

تم خوش فہمی میں مبتلا ہو ڈاکٹر برنارڈ۔ عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔ اور مقابلے کے لیے پوری طرح تیار ہو گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لیے اطمینان تھا کہ فائروں کی آوازیں اندر ہی گونج کر رہ جائیں گی۔ اور راہداری والے دونوں محافظوں کو خبر تک نہ ہو سکے گا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔

میں خوش فہمی میں کیوں مبتلا ہوں احمق پادری؟۔

تم ان دونوں کو جانور نہ بنا سکو گے۔ ستارے یہی کہتے ہیں۔

ستاروں کی بکواس مجھ سے نہیں چلے گی۔

اچھی بات ہے۔ فائر کرو مجھ پر۔۔۔۔ میری زندگی میں تو تم انہیں جانور نہیں بنا سکو گے۔

اوہ۔۔۔۔ جناب عالی۔ دفعتاً نکولس بول پڑا۔ کیونکہ اب گفتگو پھر انگلش ہی میں ہو رہی تھی۔

کیا کہنا چاہتے ہو؟۔

میں نے انہیں آپ کا دشمن سمجھ کر حقیقت حال سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ بتانا چاہتا تھا کہ آپ کی اس اسکیم کی زد پر ایک مقدس آدمی بھی آ گیا ہے۔ لیزا نے اس کی پرواہ بھی نہ کی۔

بکواس مت کرو، میں عیسائی نہیں ہوں کہ اس کے تقدس کا رعب مجھ پر پڑے گا۔ میں یہودی ہوں۔

اور یہودی بھی کیسا؟۔ جرمن یہودی۔ عمران بولا۔

خاموش رہو۔ برنارڈ دہاڑا۔

آریائی نسل کے جرمنوں کا انتقام بے چارے شکرالیوں سے کیوں لے رہے ہو؟۔

بکواس بند کرو۔

تمہارا ریوالور خالی ہو جانے سے پہلے میری زبان بند نہیں ہوگی۔

اچھا تو یہ لے۔ برنارڈ نے فائر کر دیا۔ سلویا زور سے چیخی تھی۔

عمران اپنی جگہ تبدیل کر چکا تھا اور اس کا داہنا ہاتھ اس طرح اٹھا ہوا تھا۔ جیسے کوئی شعبدہ دکھا کر تماشائیوں سے داد طلب کر رہا ہو۔ اس بار برنارڈ نے جھلا کر یکے بعد دیگرے دو فائر کئے تھے۔ لیکن نتیجہ، ستارہ شناس جانور کا بال بھی بیکا نہیں ہوا تھا۔

جادوگر۔۔۔۔ جادوگر۔ جنرل قہقہہ مار کر چیخا۔

تم چپ رہو کتے کے بچے۔ برنارڈ دہاڑا تھا دو فائر جھونک مارے تھے۔

ایک ہی راؤنڈ بچا ہے ڈاکٹر برنارڈ۔ عمران بولا۔ اب اسے خودکشی کے لیے باقی رہنے دو۔

شٹ اپ۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخا۔ اور آخری راؤنڈ بھی داغ دیا۔ سلویا نے عمران کو لڑکھڑاتے دیکھا۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے سینہ دبائے بیٹھا چلا گیا تھا۔ سلویا چیخ مار کر اس کی طرف جھپٹی تھی۔ لیکن برنارڈ نے اسے دھکا دے کر ایک طرف گرا دیا۔

تم نے یہ کیا کیا ڈاکٹر برنارڈ؟ عمران دوبارہ سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔

تت۔۔۔۔تت۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔کک۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔۔؟ برنارڈ ہکلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ لمبے آدمی کا ہاتھ جیب کی طرف گیا ہی تھا کہ دوسری طرف الٹ گیا۔

نکولس اس کے پستول پر قبضہ کر لو۔ عمران بولا۔ اور پھر اس نے برنارڈ پر چھلانگ لگائی تھی جو دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ادھر نہ صرف نکولس بلکہ سلویا بھی پروفیسر پر ٹوٹ پڑی تھی۔ نکولس نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے اور سلویا نے اس کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

عمران برنارڈ کو گرا کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا۔۔۔۔ جنرل کے قہقہے کمرے میں گونج رہے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے اس پر ہنسی کا دورہ پڑ گیا ہو۔

برنارڈ بری طرح چیخ رہا تھا کیونکہ عمران نے اس کی کنپٹیاں دبا رکھی تھیں۔

پھر وہ یک لخت خاموش اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

سلویا نے پروفیسر کو اسی کے پستول سے کور کر رکھا تھا۔ عمران برنارڈ کو چھوڑ کر ہٹ گیا۔

کک۔۔۔کیا مار ڈالا؟۔ پروفیسر ہکلایا۔

جنرل کو کھول کر پروفیسر کو جکڑ دو۔ عمران بولا۔ اس نے پروفیسر کے سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ سلویا نے جنرل کی رسیاں کھولنی شروع کر دی تھیں۔ اور نکولس پروفیسر کو دبوچے بیٹھا تھا۔

میں نے پوچھا تھا۔ کیا تم نے اسے مار ڈالا؟۔ پروفیسر نے پھر عمران سے سوال کیا۔

نہیں، جانور بنانے کے لیے زندہ رکھا ہے۔

تمہاری یہ خواہش پوری نہ ہو سکے گی۔ اس جھینگرو کی اولاد کو نہیں معلوم کہ ہم ادویہ کہاں رکھتے ہیں۔

تب پھر تم بتاؤ گے؟۔

کوشش کر کے دیکھ لو۔ ہم دونوں مر سکتے ہیں لیکن بتا نہیں سکتے۔

اس کے باوجود بھی تم دونوں کو جانور بننا پڑے گا۔

اس پر پروفیسر نے قہقہہ لگایا تھا۔ بلکہ اسی طرح جیسے کسی بچے کی زبانی کوئی بات سن کر محظوظ ہوا ہو۔

جنرل اب بالکل خاموش تھا۔ چپ چاپ اٹھ کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے والی دیوار سے جا لگا۔ سلویا اس کا ہاتھ تھامے ہوئی تھی۔ نکولس نے پروفیسر کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا اور عمران اس کے ہاتھ پیر باندھنے لگا۔ ڈاکٹر برنارڈ اب بھی دروازے کے قریب بے

حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

کیا یہ سچ ہے سلویا؟۔ جنرل آہستہ سے بولا۔ تم اس کے کہنے سے میری طرف راغب ہوئی تھیں۔

یہ قطعی جھوٹ ہے۔ اس نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔ میں تمہیں چاہتی ہوں۔ وہ اسے بازوؤں میں لیتی ہوئی بولی۔ اور جنرل کسی ننھے سے بچے کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔۔۔ عمران کھڑا پروفیسر کو گھورتا رہا۔ لیکن نکولس بار بار مضطربانہ انداز میں بے ہوش ڈاکٹر کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

بالآخر بولا۔ فادر۔۔۔ کہیں یہ ہوش میں نہ آجائے؟۔

آنے دو، کھیل ختم ہو چکا ہے۔ عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دفعتاً سلویا بولی۔ ہوش میں آنے سے پہلے اس کے ہاتھ پیر باندھ دو۔

تم سب پچھتاؤ گے۔ پروفیسر بولا۔

ہو سکتا ہے۔ عمران نے کہا اور برنارڈ کی طرف مڑ گیا۔ اب اس کی پشت ان سبھوں کی طرف تھی۔ اس نے بائیں پہلو سے گھنے بال ہٹائے تھے۔ اور کھال کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا تھا۔ اور پھر پروفیسر کی طرف مڑا تھا۔ ڈبہ اس نے میز کی طرف رکھ دیا۔ اور پروفیسر سے بولا۔ جانتے ہو اس ڈبے میں کیا ہے؟۔

میں نہیں جانتا۔ پروفیسر غرایا۔

ابھی جان جاؤ گے۔ اس نے ڈبہ کھولتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کتھئی رنگ کا ایک ایمپل اس میں سے نکالا۔ اور بولا۔ اسے دیکھو، اسے پہچانتے ہو؟۔

پروفیسر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اور جنرل بھی رونا دھونا چھوڑ کر آگے بڑھ آیا۔

وہی۔۔۔ بالکل وہی۔ وہ اچھل کر بولا۔ تمہیں کہاں سے ملا؟۔

غیر ضروری سوال ہے۔ کچھ دیر پہلے تم نے مجھے جادوگر کہا تھا۔

نہیں، تم اسے استعمال نہیں کر سکتے۔ پروفیسر خوف زدہ لہجے میں چیخا۔

مجھے کون روک سکے گا۔

ایڈون۔۔۔۔ ایڈون۔۔۔ تم غلطی کر رہے ہو۔ خدا کے لیے اسے روکو۔ پروفیسر گھگھیایا۔

جھینگروں کی اولاد بے بس ہے پروفیسر۔ جنرل نے خشک لہجے میں کہا اور مڑ کر پھر سلویا کے پاس جا کھڑا ہوا۔

ایڈون، یہ تمہیں بھی نہیں بخشے گا۔ پروفیسر پھر چیخا۔

نہ بخشے، اب مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ تم دونوں مجھے سالہا سال سے بے وقوف بناتے رہے ہو۔ میرے لاکھوں ڈالر ضائع کر دیئے۔ میری بعض صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے

رہے۔ سارے یہودی پوری دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کیا تم یہودی نہیں ہو؟ نکولس نے پوچھا۔

ہرگز نہیں۔

بس اب قصے کو ختم کرو۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور ڈبے سے ایک ہائپو ڈرمک سرنج بھی نکال لی۔

نہیں۔۔۔۔نہیں۔ پروفیسر خوف زدہ آواز میں چیخا۔

فضول ہے۔ جو بات میری زبان سے نکل جاتی ہے ہو کر رہتی ہے۔ میں نے کہا تھا کہ جنرل اور سلویا کی بجائے تمہی دونوں کٹہرے میں کھڑے نظر آؤ گے۔

پھر پروفیسر چیختا ہی رہ گیا تھا۔ اور عمران نے وہ سیال اس کے بازو میں انجکٹ کر دیا تھا۔ نکولس کی مدد سے برنارڈ کو اٹھا کر بستر پر ڈالا۔ اور بے ہوشی ہی کے حالت میں اس کے ساتھ بھی یہی کارروائی کر ڈالی تھی۔۔۔ پروفیسر چیخ چیخ کر گالیاں بکتا رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کی آواز مضمحل ہوتی گئی اور پھر وہ بھی بے ہوش ہو گیا تھا۔

جنرل اس فکر میں پڑا ہوا تھا کہ آخر وہ ایمپیولز اس کے ہاتھ کہاں سے لگے۔

ہم اس مرحلے کو سر کر کے یہاں تک پہنچے ہیں جنرل۔ عمران نے کہا۔

میں نہیں سمجھا؟۔

ہم نے لیزا کو شکست دی تھی۔ اور اپنی مرضی سے یہاں آئے تھے۔ لیزا کے قبضے میں چھ

ایمپیولز تھے۔ وہ میں نے ہتھیا لئے۔

تو وہ آدمی نوبل اوڈھمپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔ اب اس قصے کو ختم کرو۔ کیا یہاں کے سارے آدمی تمہارا ہی حکم مانتے ہیں؟۔

بظاہر اب، میں کوئی بات یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ میری یہاں کیا حیثیت تھی۔ اب محسوس ہوا ہے۔ لیکن یقین کرو کہ یہ جزیرہ میری ملکیت ہے۔ میں نے ڈاکٹر النگھم کے ورثا سے خریدا تھا۔

اور آٹھ بڑوں میں بھی شامل تھے؟۔

یقیناً۔۔۔۔ تھا۔۔۔۔ لیکن صرف تجوریوں کے منہ کھولے رکھنے والا تھا۔ نظم ونسق دوسروں کے ہاتھوں میں تھا۔

اب کیا ارادے ہیں؟۔

میں کچھ نہیں جانتا۔۔۔۔ صرف اتنی سی خواہش ہے کہ جانور بن جانے کے بعد انہیں کٹہرے میں بند دیکھ لوں۔ ان پر ہنس لوں۔ اس کے بعد تم مجھے گولی بھی مار دو تو شکوہ نہ کروں گا۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ تمہیں اس جگہ کا علم نہیں ہے۔ جہاں یہ دونوں ادویہ رکھتے ہیں؟۔

میں نہیں جانتا۔۔۔۔ لیکن اتنا بتا سکتا ہوں کہ آدمی بنانے والے سیال کے ایمپیولز نیلے

رنگ کے ہیں۔

میں اس کی تصدیق کروں گی۔ سلویا بولی۔ میں اس وقت ہوش میں تھی۔ جب انہوں نے نیلے رنگ کے ایمپیول سے سیال سرنج میں بھرا تھا۔ اور میرے سر کے بالوں میں نہایت بدبودار تیل لگایا گیا تھا۔

ہاں اس تیل کی مالش ان جگہوں کے بالوں پر کی جاتی ہے جنہیں باقی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ جنرل بولا۔ ورنہ انجکشن کا اثر پورے جسم کے بالوں پر ہوتا ہے۔ وہ سولہ گھنٹے کے اندر اندر حیرت انگیز طور پر جسم سے الگ ہوجاتے ہیں۔

انجکشن لگتے ہی نیند آجاتی ہے۔ سلویا بولی۔

*

عمران اپنے ساتھیوں میں واپس نہیں گیا تھا۔ اس کی وجہ جنرل کی طرف سے بے اطمینانی تھی۔ لیکن اس نے یہ بات اس پر ظاہر نہیں کی تھی۔ اس کے برعکس اسے باور کرانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ کہ وہ ڈاکٹر اور پروفیسر کے قریب رہ کر اس انجکشن کی تدریجی اثر اندازی کا جائزہ لینا چاہتا ہے۔ نکولس اور سلویا بھی وہیں تھے۔ اور جنرل کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔ اس وقت ایک گوشے میں خاموش بیٹھا سوچے جا رہا تھا۔ عمران کے ہدایت کے مطابق سلویا بھی اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے ۔۔۔۔۔ نکولس اور عمران ان سے دور بیٹھے تھے۔ اور دونوں کی نظریں بار بار ڈاکٹر اور پروفیسر کی طرف اٹھ جاتیں۔

پروفیسر کو بھی کرسی سے اٹھا کر برنارڈ کے قریب ہی بستر پر لٹا دیا گیا تھا اور ان کی نیند ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی۔ انجکشن کو دو گھنٹے گزر چکے تھے۔

فادر، ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ نکولس نے آہستہ سے کہا۔ اگر یہ یہودی نہیں ہے تو پھر ان لوگوں کی غیر انسانی اسکیموں پر اپنا سرمایہ کیوں صرف کر رہا ہے؟۔

بسا اوقات آدمیوں کے ستائے ہوئے لوگ شیطان سے بھی ساز باز کرتے ہیں۔ اتنے قد کی بنا پر وہ احساس کمتری کا شکار ہو رہا ہوگا۔ اس حد تک اس کا مذاق اڑایا گیا ہوگا کہ آدمیوں کے لیے وہ درندہ بن گیا۔ ان یہودیوں نے اس کی اسی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔ میں اب بھی اس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوں۔ کسی لمحے بھی اس کا دماغ الٹ سکتا ہے۔

وہ نہیں الٹنے دے گی۔ نکولس بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

ٹھیک اسی وقت جنرل اٹھ کر ان دونوں کی طرف آیا تھا۔ دونوں کھڑے ہوگئے۔

ان دونوں کا یہاں پڑا رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس نے کہا۔

پھر کیا رائے ہے؟۔ عمران نے پوچھا۔

کیوں نہ تجربہ گاہ کے ایک کٹہرے ہی میں انہیں ڈال دیا جائے؟۔

یہاں سے نکال لینے میں دیکھ لیے جانے کا خدشہ ہے۔

کون دیکھ لے گا؟۔ وہاں تک کسی کی بھی پہنچ نہیں ہوسکتی اور پھر تم کیا یہ سمجھتے ہو کہ انہیں تجربہ گاہ تک پہنچانے کے لیے راہداریوں سے گزرنا پڑے گا؟۔

عمران نے سر کو اثبات میں جنبش دی تھی۔

ہرگز نہیں۔

پھر تھوڑی ہی دیر بعد عمارت کا ایک راز عمران پر منکشف ہوا تھا۔ عمارت کے فرش کے نیچے سرنگوں اور تہہ خانوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ اور ان کی تجربہ گاہ بھی زیر زمین ہی تھی۔ جنرل کی خواب گاہ سے بھی اس تجربہ گاہ تک پہنچنے کے ذرائع موجود تھے اور ایک ایک کر کے پروفیسر اور ڈاکٹر کو تجربہ گاہ میں پہنچائے گئے اور انہیں ایک کٹہرے میں ڈال کر دروازہ مقفل کر دیا گیا۔

اس کام کو نپٹا کر جنرل نے عمران سے کہا۔ تم مجھے اچھی طرح سمجھتے ہو۔۔۔ اور میں تمہیں سمجھتا ہوں۔

میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟۔

میں یہیں ٹھہروں گا تمہارے ساتھ۔ جنرل نے کہا۔

بہت اچھا خیال ہے لیکن اس میں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کیا بات ہے؟۔

تم میری طرف سے مطمئن نہیں ہو؟۔

میرا خیال ہے کہ سلویا کو یہاں سے چلا ہی جانا چاہیئے۔ عمران بات اڑا کر بولا۔

ہاں اسے آرام کرنا چاہیئے۔ راستہ تو دیکھ ہی چکی ہے۔ اکیلی بھی جاسکتی ہے۔

سلویا نے بے چون و چرا عمران کے مشورے پر عمل کیا تھا۔ اس زیر زمین تجربہ گاہ میں گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ ایر کنڈیشنڈ تھی۔ اور روشنی کا بھی معقول انتظام تھا۔۔۔ دوپہر کا کھانا جنرل کی خواب گاہ میں کھایا گیا۔ اس کے بعد وہ تینوں پھر تجربہ گاہ چلے گئے تھے۔

قریبا دس بجے شب کو پروفیسر اور ڈاکٹر کے جسموں میں اینٹھن شروع ہوئی اور وہ جانوروں کی طرح چیخنے لگے تھے۔ یہ کیفیت تین گھنٹے تک رہی تھی اور وہ پوری طرح ہوش میں نہیں معلوم ہوتے تھے۔

صبح ہوتے ہوتے انہوں نے اپنے کپڑے اتار پھینکے۔ بڑے بالوں والے بن مانسوں میں تبدیل ہوچکے تھے

۔۔۔ جنرل کی تجویز کے مطابق وہ ان دونوں کے سامنے نہیں آئے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ جب وہ ہوش کی باتیں کرنے لگیں تو اچانک ان کے سامنے آیا جائے۔ عمران اس سے متفق ہوگیا تھا۔ یہ تینوں ایک بڑی ریک کی اوٹ سے ان کا جائزہ لیتے رہے تھے۔

یہ کیوں کر ہوا؟۔ دفعتا انہوں نے ڈاکٹر برنارڈ کی دہاڑ سنی۔

اسی جانور نے ہمیں اس حال کو پہنچایا ہے۔ پروفیسر کی آواز آئی۔

بکواس مت کرو، یہ ناممکن ہے۔ اسے سیرم کہاں سے ملا۔ ایڈون بھی نہیں جانتا کہ ایمپیولز کہاں رکھے ہوئے ہیں؟۔

اس بحث کو چھوڑو برنارڈ۔ تصور کرو کہ اب کیا ہوگا؟۔

میں سب فنا کردوں گا۔ وہ زور سے چیخا۔

دماغ ٹھنڈا رکھو۔ ہمیں کوئی مات نہیں دے سکتا۔

یاد کرو۔۔۔۔ کتنی بار میں نے کہا تھا کہ ایڈون پر اعتماد نہ کرو۔ ذہنی طور غیر متوازن ہے ۔لیکن تم اپنی نفسیات آزمانے بیٹھ گئے تھے۔

کیا مطلب؟۔

کیا تمہی نے نہیں کہا تھا کہ ہم بھی اس کی طرح سنکی ہوجائیں تو اسے قابو میں رکھ سکیں گے۔ وہ ہمیں الگ کرکے کچھ نہ سوچے گا۔

جہنم میں جائے اب اسے مرنا پڑے گا۔

زمین پر آجاو پیارے برنارڈ۔۔۔۔ پروفیسر بولا۔ اگر اس نے ہمیں بھی شکرالیوں کے کٹہرے میں پہنچا دیا تو ہم کہاں ہوں گے؟۔

برنارڈ اچانک خاموش ہوگیا۔۔۔ اور پھر یہ تینوں بھی کٹہرے کے قریب آ کھڑے ہوئے تھے۔

میں نے جنرل سے اپنا وعدہ پورا کردیا۔ عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔ اور اب مجھے وہ وعدہ پورا کرنا ہے جو میں لیزا گوردو سے کرآیا ہوں۔

اس بکواس کا مطلب؟۔ برنارڈ غرایا۔

لیزا کا بیٹا کہاں ہے برنارڈ؟۔

میں نہیں جانتا۔۔۔۔ میں کیا جانوں؟۔

تم نے اسے بھی جانور بنا دیا تھا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میرے حوالے کردو۔ ورنہ صرف تمہیں اپنے ساتھیوں کے حوالے کردوں گا۔ پروفیسر تم سے زیادہ سمجھدار آدمی ہے۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ کہاں ہے؟۔ پروفیسر جلدی سے بولا۔ اور برنارڈ نے اچھل کر اس کا منہ دبا دیا۔

خیر خیر۔ تم خوش فعلیاں کرتے رہو۔ جلد ہی ہوش آجائے گا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

میں بھی جانتا ہوں وہ لڑکا کہاں ہے۔ جنرل بولا۔

کتے۔۔۔۔۔ ذلیل۔ برنارڈ دہاڑا۔

اب تم بکواس کئے جاو۔ مجھ پر ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا۔ جنرل خشک لہجے میں بولا۔

جو حشر ہمارا ہوگا تو بھی اس سے بچ نہیں سکے گا۔ برنارڈ نے اسے گھونسہ دکھا کر کہا۔

وہم ہے تمہارا پیارے برنارڈ۔ عمران نے کہا۔ جنرل ایڈون ٹرنڈاون لیکز ہاسٹ بدستور اس جزیرے کا مالک رہے گا۔ تاکہ میں کبھی کبھی پکنک پر یہاں آسکوں۔

ہمارا کیا ہوگا؟۔ پروفیسر نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اگر تم نے ان جانوروں کو اصلی حالت پر لانے والا سیرم میرے حوالے نہ کیا۔ تو تمہاری گردنوں میں رسی ہوگی اور ایتھنز کے بچے تمہارے پیچھے تالیاں بجاتے پھریں گے۔

جانور بنانے والا سیرم تمہیں کہاں سے ملا؟۔ برنارڈ نے پوچھا۔

لیزا گوردو سے۔۔۔۔۔ اس کی تحویل میں چھ ایمپیولز تھے۔ دو تم پر آزمائے گئے اور چار ضائع کر دیئے میں نے کیونکہ اس کے بعد ان کا کوئی مصروف نہیں تھا۔

اوہ۔۔۔ تو اس سور کی بچی نے غداری کی؟۔

نہیں۔۔۔۔ میری سائینس نے اسے سچ بولنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور تم بھی مجبور ہو جاو گے۔ میں دراصل اپنا ایک انجکشن ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ ورنہ تم بھی سب کچھ اگل دو گے۔۔۔۔۔ او جنزل چلیں۔ یہ اطمینان کا کام ہے۔

وہ دونوں چیختے ہی رہ گئے۔ لیکن کسی نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا تک نہیں۔ جنزل کی خواب گاہ میں پہنچ کر نکولس نے اس سے لیزا کے بیٹے کے بارے میں استفسار کیا تھا۔ اسے یہ کہانی نہیں معلوم تھی۔ اور شائید جنزل بھی ناواقف ہی تھا۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ لیزا ہی کا بیٹا ہے۔ مغربی ساحل کے ویرانے میں اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ جنزل نے کہا۔ برنارڈ اسے جانور کے ساتھ ساتھ درندہ بھی بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ اسے قتل کرنے کی مشق کرائی جائے گی۔ پھر وہ عمران کی طرف دیکھ کر بولا۔ کسی نوبل او ڈھمپ کے بارے میں روبن نامی ریڈیو آپریٹر نے اطلاع دی تھی۔ اور اس کا پیغام ان دونوں کی موجودگی میں آیا تھا۔ لیکن لیزا کا وہ پیغام جو کل صبح کوڈ ورڈز میں آیا تھا۔ وہ میں نے ان دونوں سے چھپا لیا تھا کہ اس میں تمہاری کہانی تھی۔ اور ڈھمپ کا تذکرہ بھی تھا۔

جنزل کے بیان کے مطابق کہانی من وعن وہی تھی جو انگلش بولنے والے جانور کے ہاتھوں اس پر گزری تھی۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پوری طرح ہوش میں آ گئی ہے؟۔ عمران نے کہا۔

ہاں۔۔۔۔ پوری طرح۔۔۔۔ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز موجود ہے جو ان دونوں کو سچ بولنے پر مجبور کر سکے تو پھر اب دیر نہ کرو۔ جنزل نے کہا۔

میں ان سے اگلوا لوں گا کہ انہوں نے سیرم کا ذخیرہ کہاں رکھا ہے۔ لیکن اب تم مجھے اس حرکت کا اصل مقصد بتا دو۔

وہی پرانی کہانی۔۔۔۔۔ آریائی نسل کے جرمنوں سے یہودیوں کے انتقام کی کہانی۔۔۔۔ یورپ اور دونوں امریکی براعظموں کے لیے مانوس زبانیں بولنے والے لوگ اس لیے جانور بنائے جا رہے تھے کہ انہیں فروخت کر کے بہت بڑا فنڈ قائم کیا جائے اور پھر اس فنڈ کو جرمنوں کے جانور بنانے پر صرف کیا جائیے۔ اور پھر وہ جانور جرمنی ہی کو واپس کر دیئے جائیں۔ یا جرمنی ہی میں ہمارے ایجنٹ اعلی پیمانے پر کام کریں۔ لوگوں کو پکڑیں اور انجکشن دے کر چھوڑیں اور جرمن سائینس دان بے بسی سے ہاتھ پاوں مار کر رہ جائیں۔۔۔۔۔ اس کی زندگی اجیرن ہو جائیے۔ بہتیرے تو اسی خوف سے مر جائیں کہ کہیں یہی بپتا ان پر بھی نہ پڑ جائیے۔ خوف و ہراس پھیل جائے پورے جرمن میں۔

قطعی احمقانہ اسکیم تھی۔ وہ لوگ جوان جانوروں کو یہاں سے خرید کر لے جاتے کیا ہو

جرمنی میں اس وبا کے پھیلنے پر تم لوگوں کی نشاندہی نہ کر دیتے؟۔ عمران نے کہا۔

قطعی نہیں۔ یہاں سے انہیں خرید کر لے جانے والے بھی یہودی ہی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ برنارڈ انہیں قابو میں کرلیتا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے یقین دہانی کی تھی۔

خیر۔۔۔ اب یہ کہانی اس سے آگے نہیں بڑھے گی۔ اور میں نے تم سے متعلق جو کچھ بھی کہا ہے اس میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ عمران نے کہا۔

* * *

عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جب وہ پہاڑ والی عمارت میں قیدیوں کی حیثیت سے داخل ہوں گے تو ان کے تھیلے ان کے پاس نہ رہنے دیئے جائیں گے۔ اس لیے اس نے اپنی کھال اتار کر اس کی اندرونی تہہ میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں تا کہ ضرورت کی چیزیں اپنے پاس ہی رکھ سکے۔ اور وہ محفوظ بھی رہیں۔۔۔۔۔ اس طرح وہ برنارڈ کو نہ صرف جانور بنانے بلکہ اس سے سب کچھ اگلوا لینے میں کامیاب ہو سکا تھا۔۔۔۔ برنارڈ اور پروفیسر نے قوت ارادی سلب کر لینے والے انجکشن کے زیر اثر اس جگہ کی نشان دہی کر دی تھی۔ جہاں وہ ادویات کا ذخیرہ کرتے تھے۔

پھر جانوروں کو دوبارہ آدمی بنانے کے کام شروع کر دیا تھا۔ لیزا کا بیٹا بھی تلاش کرلیا گیا تھا۔ جس کی عمر بارہ تیرہ سال سے زیادہ نہیں تھی۔

شارق اور عمران بدستور بکروں کی کھالوں میں نظر آ رہے۔ سلویا نے انہیں ایک جگہ گھیر لیا۔

آخر تم دونوں اس تجربے سے کب گزروں گے؟۔ وہ سوال کر بیٹھی۔

ہم ایسے ہی ٹھیک ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

کیا مطلب؟۔

ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جانور ہی رہیں گے۔ تم مارتھا سے ملیں یا نہیں؟۔

ملی تھی۔۔۔ وہ بھی خاصی خوبصورت ہے۔ لیکن بہت اداس نظر آتی ہے لیکن میں تم لوگوں کی اس پالیسی سے متفق نہیں ہوں۔

کس پالیسی سے؟۔

آخر اسے بتاتے کیوں نہیں کہ اس کا محبوب کون تھا؟۔ وہ خود آدمی بن جانے کے بعد اس سے کیوں نہیں ملا؟۔

ہم بڑی دشواریوں میں پڑ گئے ہیں۔ عمران دردناک لہجے میں بولا۔ شکرالی کسی غیر شکرالی عورت سے شادی نہیں کرسکتا۔ لیکن وہ بہرحال طربدار کے بچے کی ماں بنے گی۔ لہذا یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی شکرالی اپنے بچے سے دست بردار ہو جائیے۔

میں بتاتی ہوں ایک تجویز۔ وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

اوہو۔۔۔ضرور بتاؤ؟۔

طربدارا اور مارتھا کو ایک ساتھ کھڑا کر کے گولی مار دو۔

تمہاری اس تجویز پر غور کیا جائے گا۔ لیکن تم نے اپنے بارے میں کیا سوچا ہے؟۔

میں جنرل کو نہیں چھوڑ سکتی۔

ارے۔۔۔کیا سنجیدگی سے کہہ رہی ہو؟۔

ہاں۔۔۔وہ خلا میں گھورتی ہوئی بولی۔ میں تمہارے کہنے سے اسے بیوقوف بنانا چاہتی تھی۔ لیکن جب سے وہ میرے بازوؤں میں پھوٹ پھوٹ کر رو یا ہے۔ میں خود پر لعنت بھیج رہی ہوں۔ تم اسے صرف ہمدردی ہی سمجھ لو۔۔۔۔بہر حال۔۔۔۔میں خود میں اس کا دل توڑنے کی جرات نہیں کر پاتی۔

میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ اس لیے فیصلہ کر لیا ہے کہ بقیہ زندگی جانور ہی بنے رہ کر گزار دوں گا۔

میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں صف شکن، جلدی سے آدمی بن جاؤ؟۔

تمہاری یہ خواہش کبھی نہ پوری ہو سکے گی۔

شارق سر جھکائے کھڑا تھا۔ سلویا کی طرف ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ آگے بڑھ گئی تو عمران نے کہا۔ اب آنکھیں کھول دو، آشوب چشم میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

میں پاگل ہو جاؤں گا چچا۔ یہ عورت مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر دو عورتیں اچھی لگنے لگیں تو تم مر ہی جاؤ گے۔

مگر طربدار والی کا کیا ہوگا؟۔ وہ اس کی بات اڑا کر بولا۔

یہ تمہارے اپنے مسائل ہیں تم لوگ جانو۔۔۔۔۔میں دخل اندازی نہیں کروں گا۔

طربدارا اس سے ملنا چاہتا ہے لیکن سردار شہباز کا حکم نہیں ہے۔

میں نے کہا تھا کہ مجھے اس معاملے سے کوئی سروکار نہیں لہذا خاموش رہو۔

بات ختم ہوگئی تھی۔ اور وہ تجربہ گاہ کے اس حصے میں پہنچے تھے جہاں ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کا کٹہرا تھا۔ دونوں اب بھی عمران کے دیئے ہوئے انجکشنوں کے زیر اثر تھے۔

ان دونوں کو دیکھ کر وہ ڈری ڈری سی آوازیں نکالنے لگے۔

ڈاکٹر برنارڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور پروفیسر۔ عمران بولا۔ تمہیں میرے ساتھ سفر کرنا ہے۔

ضرور۔۔۔۔۔۔۔۔ضرور۔ دونوں بیک وقت بولے۔

تم دونوں میرے احکامات کے پابند ہو؟۔

ہاں ہم ہیں۔ جواب ملا۔

تین دن کے اندر اندر سارے شکرالی، مقلاقی اور کراغالی آدمی بنائے جا چکے تھے۔ اور وہ سبھی چاہتے تھے کہ ان کا محسن بھی آدمی بن جائے۔

ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ عمران نے انہیں مطلع کیا۔

ہم دونوں آدمی بننا ہی نہیں چاہتے۔ شارق بولا۔

ایلش ٹرے ہاوز میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کا علم محافظوں یا یہاں کے دوسرے عملے کو نہیں تھا۔ نکولس، سلویا اور جنرل نے مل کر اس کام کو نپٹایا تھا۔ اسی دوران میں وہ دونوں آدمی بھی جزیرے میں پہنچ گئے تھے جنہوں نے جانوروں کے سودے کے لیے برنارڈ سے چار دن کی مہلت مانگی تھی۔۔۔۔ عمران کے مشورے پر جنرل نے ان سے کہہ دیا کہ فی الحال بعض دشواریوں کی بنا پر ان جانوروں کو فروخت نہیں کیا جاسکتا اور انہی دشواریوں پر قابو پانے کے لیے جانوروں کو کسی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے برنارڈ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

وہ دونوں ہی تو جانوروں کو کہیں لے گئے ہیں۔ جزیرے میں نہیں ہیں۔ جنرل کا جواب تھا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ عمران انہیں بھی گھیرتا کیوں کہ وہ اس سے پہلے کئی جانوروں کا بزنس کر چکے تھے۔ لیکن پھر وقتی مصلحتوں کے پیش نظر محض اس پر اکتفا کی تھیں کہ جنرل سے ان کے نام اور پتے معلوم کر لیتا۔ ویسے بھی اب ان جانوروں کی واگزاری بین الاقوامی مسلہ بن چکی تھی۔

ادھر جانور بنانے والے سیال کی باقی مقدار عمران نے ضایع کر دی تھی۔ اور وہ سیرم محفوظ کر لیا تھا جس کے انجیکٹ کرنے سے جانور اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتے تھے۔

اس جزیرے سے واپسی کا مسلہ ابھی باقی تھا۔

تم لوگ جس طرح لائے گئے ہو اسی طرح واپس بھی جاسکو گے۔ جنرل بولا۔

زرد ریگستان والی چوکی پر کوئی دشواری تو پیش نہیں آئے گی؟ عمران نے سوال کیا۔

نہیں، اس انقلاب کی اطلاع تنظیم کے دوسرے رکنوں کو نہیں ہے حتی کہ اس جزیرے میں بھی کوئی نہیں جانتا کہ زیر زمین تجربہ گاہ میں کیا ہوا ہے اور پھر اس تنظیم کا ہر فرد صرف اپنے کام سے کام رکھتا ہے۔ اگر سارے جانور دوبارہ آدمی بن کر جزیرے سے رخصت ہو رہے ہیں تو اس کی ذمہ داری صرف تین پر ہوگی۔ کوئی بھی اس کا جواز طلب کرنے کا مجاز نہیں۔

تب تو یہ بے حد آسان کام ہوگا۔

ریگستانی چوکی کے انچارج کو ہدایت کی جائے گی کہ وہ تم سبھو کو پہاڑ والی عمارت تک پہنچا دے۔ اور پھر وہاں سے تم اپنا راستہ جانتے ہی ہو۔

پھر عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ کس طرح پہاڑ والی عمارت تک پہنچنا چاہتا ہے۔

☆

لیزا گوردو کی ذہنی حالت اعتدال پر آگئی تھی۔ لیکن جسمانی نقاہت کی بنا پر زیادہ تر اپنی خوابگاہ ہی میں پڑی رہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ آرام کر رہی تھی۔ دفعتاً کسی نے دروازے پر

دستک دی اور لیزا نے اٹھے بغیر اونچی آواز میں اندر آنے کو کہا۔

سرینا اندر آئی تھی اور جلدی جلدی کہنے لگی تھی۔ ہیلی کاپٹر سے چار جانور واپس آئے ہیں اور ان میں نکولس اور ایک بچہ بھی ہے۔ نکولس پھر نکولس بن گیا ہے مادام۔

بچہ بھی ہے؟۔ کہتی ہوئی لیزا اٹھ بیٹھی۔

ہاں مادام، سفید فام ہے۔ زیادہ سے زیادہ بارہ سال کا ہوگا۔

چلو، کہاں ہیں؟۔ وہ دروازے کی طرف جھپٹی۔

راہداری ہی میں ان کا سامنا ہوا تھا۔ اور وہ یک لخت رک گئی تھی۔ بچے پر نظر جم کر رہ گئی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آرہا ہو۔

دفعتاً عمران نے کہا۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا گوردو۔ یہ تمہارا جونی ہے۔

اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا تھا اور پھر جھپٹ کر بچے کو چمٹا لیا تھا۔ پھر اس کے حلق سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں تھیں جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا ہو۔

مادام۔۔۔ مادام۔ نکولس نے آگے بڑھ کر اسے سنبھالنے کی کوشش کی تھی۔ اتنے میں وہاں خاصی بھیڑ اکٹھا ہوگئی۔

شارق پوری طرح ہوشیار تھا اس کی تمام تر توجہ ان دونوں جانوروں کی طرف تھی جو ان کے ساتھ تھے۔ لیزا جلد ہی سنبھل گئی۔

فادر، میں مشکور ہوں۔ شائد ہیڈکوارٹر تباہ ہوگیا ہے۔ اب جو سزا چاہو مجھے دے لو۔ اس نے عمران سے کہا۔

ہیڈکوارٹر کو میں تمہارے پاس لے آیا ہوں۔ عمران دونوں جانوروں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

یہ۔۔۔۔ یہ۔۔۔۔۔ کون ہیں؟۔

تم دونوں بتاؤ کہ تم کون ہو؟۔

میں ڈاکٹر برنارڈ ہوں۔

نہیں۔ لیزا اچھل پڑی۔ وہ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھے جارہی تھی۔

یہ کیسے ہوا فادر؟۔

لمبی کہانی ہے۔ جو جانور بنائے گئے تھے آدمی بن گئے ہیں۔ ادھر ہی سے گزر کر شکرال جائیں گے۔

میں ان کا استقبال کروں گی۔۔۔ ان سے معافی مانگوں گی۔ لیکن فادر۔۔۔ تم ابھی تک۔۔۔۔۔؟۔

میں جانور ہی رہنا چاہتا ہوں۔ اور یہ دونوں۔۔۔۔۔۔۔ انہیں میں ان آدمیوں اور تم پر چھوڑتا ہوں جو جانور بنا دیئے گئے تھے۔

میں ان کے جسموں سے ریشے ریشے الگ کر دوں گی۔ لیکن تیسرا کہاں ہے؟۔

تیسرے کا علاج بھی میں نے اپنے ذمے لیا ہے۔ سب ٹھیک ہے۔

تھوڑی دیر بعد شارق اورنکولس ان دونوں جانوروں کی تلاش میں روانہ ہوئے تھے جو گلٹرنگ کے غاروں میں رہ گئے تھے۔

انہیں پہاڑ والی عمارت کا تجربہ گاہ ہی میں آدمی بنانے کی ٹھہری تھی۔

تیسرے پہر وہ گیارہ شکرالی بھی پہنچ گئے تھے جنہیں عمران پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

اس دوران میں لیزا اس کی زبانی پوری داستان بھی سن چکی تھی۔ لیکن خود اسے پادری ہی سمجھتی رہی۔

اس سلسلے میں وہ اسے تاریکی ہی میں رکھنا چاہتا تھا۔

عمران نے شارق اورنکولس کو ہدایت دی تھی کہ وہ ان فیلڈ ورکرز کو بھی تلاش کر کے ساتھ ہی لیتے آئیں جو جنگل میں چھپے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کے لیے لیزا اور شہباز نے یہی فیصلہ دیا تھا کہ انہیں دوبارہ آدمی بنا کر گولی ماردی جائیے۔

شام تک شارق اورنکولس دس فیلڈ ورکرز اور گلٹرنگ کے غار والے جانوروں سمیت عمارت میں پہنچ گئے تھے۔

دوسرے دن لیزا کی نگرانی میں چاروں جانوروں کو آدمی بنائے جانے کا عمل جاری تھا۔

اوردوسری طرف عمران عمارت کے سارے عملے کو ہال میں اکٹھا کئے کہہ رہا تھا۔

ہم شکرالی تم سبھوں کی جان بخشی کرتے ہیں۔ دو دن بعد تمہیں استنبول والے تحقیقی

ادارے تک پہنچانے کا کام شروع ہو جائے گا۔ اس کے بعد تمہیں اختیار ہوگا۔ جدھر سینگ سمائیں نکل جاو۔

ہم تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں فادر؟۔ کئی آوازیں آئیں۔

میں آدمی نہیں بن سکتا۔۔۔۔ کیونکہ مجھے جانوروں کو ایک خوش خبری سنانی ہے۔ میں انہیں اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ آدمی سے افضل ہیں کیونکہ وہ صرف پیٹ بھرنے کی حد تک جانور ہیں۔ لیکن آدمی ہر جذبے کی تسکین کے لیے جانور بن جاتا ہے۔

کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران کہتا رہا۔ لیزا اور سردار شہباز کے فیصلے کے مطابق ڈاکٹر برنارڈ اور پروفیسر کو گولی ماردی جائے گی۔

حاضرین نے تالیاں بجائی تھیں اور نعرے لگائے تھے۔

برنارڈ اور پروفیسر نے آدمی بننے کے بعد بہت ہاتھ پیر مارے تھے کہ ان کی گلوخلاصی ہوجائے۔۔۔۔ لیزا کی خوشامدیں۔۔۔۔ عمران کے آگے گھگھیائے تھے لیکن شکرالیوں نے انہیں ایک ستون سے باندھ کر رائیفلوں کی باڑ ماری تھی۔ اوران کے جسم چھلنی ہو گئے تھے۔

اس کے بعد اس عمارت کا مسلہ چھڑ گیا تھا۔

شہباز نے کہا۔ اس عمارت پر ہمارا قبضہ ہوگا۔

تم اسے قبضے میں نہیں رکھ سکتے۔ عمران بولا۔

کیوں نہ رکھ سکیں گے؟۔

تم لوگ اتنے باصلاحیت نہیں ہو۔ اگر کسی ترقی یافتہ ملک کو اس کا سراغ مل گیا تو یہ پھر تم لوگوں کے لیے مصیبت بنے گی۔ لہذا اسے تباہ کر دینا ہی بہتر ہو گا۔

بھلا اسے کس طرح تباہ کیا جا سکتا ہے؟۔

یہاں کے عملے کے انخلا کے بعد تباہ ہو جائے گی۔

خود بخود؟۔ شہباز کے لہجے میں حیرت تھی۔

نہیں، جنرل تباہ کر دے گا۔ میں اس سے طے کر چکا ہوں۔ اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ عمارت شکرال کے لیے تباہ کن ثابت ہو گی۔ اگر تباہ نہ کرا دی گئی۔

تم ہم سب سے زیادہ عقل مند ہو۔۔۔۔۔۔ خیر اب یہ کھال اتارو۔ اور ہمارے ساتھ چلو۔

چلوں گا۔۔۔ لیکن تمہارے ساتھ قیام نہ کر سکوں گا۔

ہاں، ہاں چچا میرے ساتھ سرخسان جائیں گے۔ شارق بول پڑا۔

نہیں بھتیجے، میں یہاں سے سیدھا اس سرحدی بستی میں جاوں گا جہاں میرے تین ساتھی مقیم ہیں۔ انہیں ان کے ٹھکانوں پر پہنچانا ہے۔

صرف تین دن۔۔۔ پیارے بھائی۔ شہباز بولا۔ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ تو لوں۔

اتنے دن دیکھ تو رہے ہو؟۔

بکرے کی کھال سے جی نہیں بھرا۔ شہباز مسکرا کر بولا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم اور شارق اپنی کھالیں شکرالیوں کے مجمے میں اتار دو۔

دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا۔۔۔۔ صرف شارق ایسا کر سکے گا۔ کیونکہ اس نے کھال کے نیچے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ میری کھال میں اس کی گنجائش نہیں تھی۔

شہباز ہنس پڑا۔

چچا۔ یہ سوچ کر دل پر گھونسہ سا لگتا ہے کہ تم مجھ سے جدا ہو جاو گے۔ شارق بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

مجبوری ہے بھتیجے، میرے پاوں میں چکر ہے۔ کسی ایک جگہ قیام نہیں کر سکتا۔

تو پھر مجھے بھی اپنے ساتھ لیتے چلو۔

یہ ناممکن ہے، کیونکہ تمہیں ایک دن اپنی بستی کا سردار بننا ہے۔ میرے ساتھ رہے تو بھیک مانگتے پھرو گے۔

شارق ان سے دور جا بیٹھا۔۔۔ ان کی طرف پشت کر لی تھی۔ شائد وہ رو رہا تھا۔

فضا بوجھل ہو گئی تھی۔

اختتام--------------------------The End